إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ (۸۶-۱۳-۱۴)

[illegible]

قولِ فیصل

خاکسار تحریک کے غرض و مقصد کی مکمل تشریح

اور

اعتراضات کا حتمی جواب

• عنایت اللہ خان المشرقی

ادارہ تعلیمات مشرقی

292- ج سیج کیولری گراؤنڈ لاہور کینٹ

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (۸۶، ۱۳-۱۴)
یہ فی الحقیقت ایک قطعی اور فیصلہ کن قول ہے، جس میں ہنسی اور سرسری بات نہیں ____ ۔

قولِ فیصل

یعنی

خاکسار تحریک کے غرض و مقصد کی مکمل تشریح

اور

اعتراضات کا حتمی جواب

عنایت اللہ خان المشرقی

قیمت پچیس روپے

ذخیرہ کتب:- محمد احمد ترازی

فہرست مضامین

تمت



علامہ عنایت اللہ خان المشرقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

"تذکرہ" کی پہلی جلد میں جو ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تھی، میں نے مسلمان کے سامنے اسلام کی حقیقت کھول کر رکھ دی تھی۔ اس سے مسلمان کی آنکھیں کھل گئیں۔ تھوڑی مدت کے اندر اندر اس کا نقطہ نظر بدل گیا اور عمل کا احساس پیدا ہوا۔

۱۹۳۱ء میں "اشارات" شائع ہوئی اور خاکسار تحریک کے پروگرام کو اس نے شرح کر دیا۔ اس کتاب میں مطلق صرف اشارے ہی تھے اور میرا خیال تھا کہ مسلمان کو جس کی سیاست دانی تیرہ سو برس پرانی ہے، یہ اشارے کافی ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تحریک جابجا شروع ہو گئی۔

۱۹۳۳ء سے بعض غرض مند یا نافہم مسلمانوں نے تحریک کو اپنے لئے مضر سمجھ کر اس کے خلاف کہنا شروع کیا۔ مخالفت کا ناخوشگوار رنگ یہ سوال تھا کہ خاکسار تحریک کا "مقصد" کیا ہے۔ اس رنگ میں بدنیت لوگوں کو جو کچھ پیش نظر تھا، ظاہر ہے مگر "عاقل کو اشارہ کافی ہے" والی بات انہوں نے اپنی کم عقلی سے ضائع کر دی۔

اب ۱۹۳۵ء میں "قول فیصل" عام مسلمانوں کے لئے خاکسار تحریک کے غرض و مقصد کی تشریح ہے۔ جہاں زوال سلطنت سے مسلمانوں کی اور خصوصیات کمزور ہو گئیں، وہاں دماغ میں بھی سوچ کی گنجائش کم ہو گئی ہے، لیکن اگر اس تشریح سے جو میں نے آئندہ اوراق میں کی ہے غرض مند تحریک کو نہیں سمجھا تو پھر اس سے خدا سمجھے، اور سمجھانا میرے بس کی بات نہیں۔

جو بات بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ خاکسار تحریک خالص مذہبی تحریک ہے۔ اس کا منشا انگریزی حکومت یا ہندوستانی سیاست سے الجھنا نہیں۔

۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء

مطابق ۱۷ شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ

عنایت اللہ خان المشرقی

پھر اے مسلمانو! ہم نے ان کے بعد تمہیں بادشاہ بنایا کہ دیکھیں، تم کیا کرتے ہو! (قرآن ۱۰: ۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

حرکت اور اتحاد کے بغیر کوئی کامیابی محال ہے

پچھلے پانچ ماہ کی نشر و تبلیغ نے جو "الاصلاح" کے کالموں میں ہوئی، مسلمانوں کے ایک بڑے اور کارکن طبقے پر مفصلاً واضح کر دیا ہے کہ "خاکسار تحریک" کیا ہے اور کیوں ہے۔ آج موقع ہے کہ اس تفصیل کا جائزہ لیا جائے اور چند لفظوں میں بتا دیا جائے کہ اس طائفہ کا مقصود بالذات کیا ہے اور اس نے حصول تک پہنچنے کے کیا سامان تجویز کئے ہیں؟

قوموں کا زوال اور اس کا علاج

قومیں جب موت اور زوال کے چکر میں آ جاتی ہیں تو کسی کو سوجھتا نہیں کہ بگاڑ کہاں پر ہے، کونسا پرزہ ڈھیلا ہے، کیا معاملہ ہے، کہاں جھگڑا ہے، کیونکر گرے، کس طرف چل کر عروج تھا، کیا کریں، کہاں جائیں، کہاں سر پھوڑیں! ادھر بیمار جسم کے صحیح علاج میں دیر، اور فیس طلب اور مطلب پرست "حکیم"، بلکہ نیک نیت اور بے غرض نیم حکیموں کے غلط نسخے طاقت کے زوال کو دوبالا کر دیتے ہیں اور مسئلہ اور لاینحل ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر کائنات فطرت کے ہر جسم کا زوال اس لئے ہے کہ اس جسم کے حصوں نے اپنا اپنا عمل چھوڑ دیا ہے، بلکہ اپنے فعل سے منکر ہے، دل اپنی اپنی پہلی خوبی سے حرکت نہیں کرتا، دماغ کا ایکشن (ACTION) درست نہیں رہا، ہاتھوں میں اگلی سکت نہیں رہی، بدن میں خون کا وہ دوران نہیں، پٹھوں میں وہ چستی نہیں، وغیرہ وغیرہ، تو قوم کے جسم کا زوال بھی یقیناً اور لازماً اسی وجہ سے ہے کہ اس قوم کے اندر وہ پہلا عمل، وہ فعل، وہ حرکت، وہ ایکشن، وہ سکت، وہ دوران، وہ چستی نہیں رہی! اگر گوشت پوست والے کسی جسم کے اندر زوال کی یہ علامت ہے کہ اس جسم میں عمل نہیں رہا تو یقیناً یہی اس کی وجہ بھی ہے اور گوشت پوست والے جسم کو پھر تندرست کرنے کا علاج خواہ کچھ بھی ہو، وہ علاج کسی کو سوجھے یا نہ سوجھے، کسی بڑے سے بڑے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس اس مرض کی دوا ہو یا نہ ہو، لیکن ایک قوم کو پھر زندہ، پھر تندرست، پھر "چالو"، پھر طاقت ور، پھر غالب کرنے کا علاج صرف ایک ہی ہے کہ اس میں پھر عمل اور پھر ایکشن پیدا کر دیا جائے۔ قوموں کے زوال کا سچا باعث عدم عمل ہے۔ یہی ان کے زوال کی علامت ہے۔ لیکن اس کا واحد اور تیر بہدف علاج بھی یقیناً یہ ہے کہ اس قوم میں عمل، فعل، حرکت، ایکشن، سکت، دوران، چستی کے لوازمات پھر رجوع کر دیئے جائیں۔ ہاں اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو قوم کو بلند کرنے کے لئے کسی نسخے یا علاج بلکہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت

نہیں۔ قوم کا مرض خود ہی اس کے علاج کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور جو قوم مریض ہو کر علاج اور حکیم کی تلاش میں ہاتھ ٹوپے مارتی پھرتی ہے اس کو کہہ دو کہ تمہارا علاج تمہاری مرض کے ماتھے پر لکھا ہے۔ تم قوم کے ہر فرد میں ہمت' طاقت' چستی' ولولہ' حوصلہ' پیروں کی حرکت' ہاتھوں اور جسموں کی حرکت' جانوں کی حرکت' ارادوں کی حرکت' الغرض عمل پیدا کرو پھر دیکھو' قوم کیونکر نہیں بچتی؟

قوم میں حرکت کا پیدا کرنا کیوں ضروری ہے

خاکساری کی تحریک چند لفظوں میں یہ ہے کہ ہم اس وقت ہر جگہ جسموں اور پیروں کی حرکت پیدا کر رہے ہیں' گھٹنوں سے درد نکل رہے ہیں' جوڑوں میں خون دوڑ رہے ہیں' سستیوں کے اڑوڑے دور کر رہے ہیں' حرکت اور عروج' طاقت اور غلبہ' حکومت اور بادشاہت' ہاں مقابلہ اور جنگ کا وہ پہلا اور ابتدائی سبق دے رہے ہیں جس کے بغیر کسی قوم میں ادنیٰ سی ترقی بھی محال ہے۔ تم سوچو کہ اگر کم از کم یہ نہ ہو تو کیونکر ہو؟ اگر تمہارے آدمی پاؤں پر چلنے کے قابل ہی نہیں' اٹھنے کی ہمت ہی نہیں رکھتے' چار قدم چل کر ہانپنے لگتے ہیں' حقوں اور شطرنجوں' چوسروں اور گھٹنوں کے گرداگرد' چنڈو خانوں اور بھنگ نوشی کے حلقوں میں' آرام کرسیوں اور بنگلوں میں' انجمنوں اور مجلسوں میں' تقریروں اور ریزولیوشنوں کی عیاشیوں میں' داڑھیوں اور دھیلوں کی تسلیوں میں مبتلا بیٹھے ہیں' تو تم آٹھ کروڑ ہندی مسلمان یا ساٹھ کروڑ دنیا کے مسلمان ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قلعہ تو کیا' ایک جھونپڑی پر بھی کیونکر قبضہ کر سکتے ہو؟ کسی دشمن کے ایک گھر پر بھی کامیاب ڈاکہ کس طرح مار سکتے ہو؟ تمہاری "فانصرنا علی القوم الکافرین" (اے اللہ ہمیں کافر قوم پر فتح دے) کی چیخ و پکار دعا کس قدر مضحکہ خیز ہے' کیا خدا سے تمسخر ہے' کیا نفس سے دھوکہ ہے' کیا شیطنت اور مکاری ہے' کیا قانون فطرت کی تضحیک ہے؟ خاکسار اگر آج ہندوستان کے ہر گوشے میں کھڑا ہو رہا یا کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہے تو جان لو کہ زندگی کا پہلا سبق سیکھ رہا ہے۔ اس کے بغیر ترقی کے کسی مرحلے پر پہنچنا محال ہے!

اتحاد کی بنیاد مساوات پر ہے

جسموں اور پیروں کی حرکت کے ساتھ ساتھ تمہیں آج یہ سبق بھی مل رہا ہے کہ خدا کے سچے اور آخری نبیؐ کی کسی زمانے میں کامیاب مگر آج شکست خوردہ اور شکستہ امت کا ہر شاہ و گدا' ہر خورد و بزرگ' ہر چھوٹا اور بڑا' ہر محمود و ایاز پھر ایک صف میں ہے۔ سب کی باہمی تفریق' بڑے اور چھوٹے کی نامحسوس دشمنی' آسودہ حال کی مفلس سے ننگ' امیر کی غریب سے نفرت' شاہ کا گدا سے دامن بچانا' سنی کا شیعہ سے اجتناب' چٹون پوش کی تہمد پوش سے عداوت' کلاہ پوش کی دستار پوش سے علیحدگی' الغرض سب طرح کی شکست

و ریخت کا علاج ایک قطار کے فلسفے میں مضمر ہے۔ شہر کا ایک بڑا وکیل اور بیرسٹر' حکومت کا ایک بڑا عہدہ دار اور معزز' محلہ کا ایک بڑا رئیس مارے خاں اور چودھری دو دن سے فاقہ کرنے والے غریب خاکسار کے ساتھ کھڑا ہے۔ پاؤں کو زور سے زمین پر مار کر قاعدے کے مطابق سلام کر رہا ہے۔ بیلچہ دونوں کے کندھے پر ہے۔ امیری کی ظاہری اور نمائشی عزت اگر بیلچے کے اعزاز نما ہتھیار نے کچھ کم کر دی ہے تو بیکس غریب کے حوصلے بھی اس اوزار نے ہزار گنا بلند کر دیئے ہیں۔ ہاں غریب اکڑ کر کھڑا ہے' جس کی نظریں کبھی بلند نہ ہوتی تھیں' اونچا دیکھ رہا ہے' جس کی آنکھ کسی سے نہ ملتی تھی' سب سے ملا رہا ہے۔ دوسری قومیں خوفزدہ ہیں کہ امیر اور غریب مل رہے ہیں' نہیں' آسمان اور زمین مل رہے ہیں۔ دشمن کی دنیا تہ و بالا ہو رہی ہے۔ اپنا گھر سنور رہا ہے۔ نہیں تہ و بالا ہوا ہوا اور اجڑا ہوا گھر سدھر رہا ہے۔ جس قوم کا آسمان جھک کر زمین سے آملے اور عمل کے ستارے اس کے گنبد پر چمک رہے ہوں' اس قوم کی دنیا چشم زدن میں درست نہ ہو جائے تو اور کیا ہو!

حرکت دنیا میں کسی ترقی اور کسی بہتری کی طرف پہلا قدم ہے' حرکت ہر شے کو حاصل کرنے کا پہلا اور ابتدائی ذریعہ ہے' حرکت کے بغیر کسی شے کو حاصل کرنا محال ہے۔ حرکت کے بعد اتحاد اس شے کو حاصل کرنے کے لئے دوسرا قدم ہے۔ کسی عمل کی تاریخ اٹھا کر دیکھو تو پہلے قدم حرکت اور اتحاد نظر آئیں گے۔ اس کائنات سعی و عمل میں ان دو کے بغیر کوئی کامیابی کسی طرح ممکن نہیں!

دوسرا باب

تحریک کا منشا

خاکسار تحریک اور بادشاہت زمین

اگر یہ بات اصلاً اور اصولاً درست ہے کہ حرکت اور اتحاد کے بغیر کسی قوم کا غالب آنا محال ہے تو جو شے قوم میں ہاتھ پاؤں کی حرکت اور اتحاد پیدا کر رہی ہے' کم از کم اصولاً درست ہے۔ یہ دونوں باتیں ہر قومی رہنما کے سامنے ہر وقت ہوتی ہیں' اور وہ انہی کی بنیاد پر اپنی عمارت کی پہلی اینٹ رکھتا ہے یا ہر قوم ان کے خواب دیکھتا ہے' حرکت اور اتحاد سے جنگی قوت پیدا کرنے کی سعی کرتا ہے' وہ تجویزیں ڈھونڈتا ہے جن سے مقابلے کی طاقت پیدا ہو جائے' لیکن کسی تجویز کا اصولاً اور بطور نظریے کے درست ہونا ایک شے ہے اور اس کا عملاً اور ازروئے نتیجہ درست ہونا بالکل دوسری شے۔ "خاکسار تحریک" عملاً اور نتیجۃً" درست اس لئے ہے کہ اس کی پیدا کی ہوئی حرکت اور اس کا پیدا کیا ہوا اتحاد دونوں طاقت' قوت' غلبہ' حکومت اور بادشاہت کی طرف سیدھے سے سیدھا اور چھوٹے سے چھوٹا راستہ ہے۔ اس رستے میں کجی اور ٹیڑھا پن بالکل نہیں' جس شے کو حاصل کرنے کی آرزو میں مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کی ہزاروں انجمنیں اور مجلسیں تمام عمر کوشش کرتے کرتے مٹ گئیں' جس مجاہدانہ طاقت کی خواہش میں کئی گول مول اور بزدلانہ طریقے ایجاد ہوئے اور چل نہ سکے' جس جنگی قوت کے ارمان میں دردمندوں سے آہیں اور شاعروں سے نوحے پر نوحے نکلتے رہے۔ وہ شے' وہ مجاہدانہ طاقت' وہ مقابلے کی جنگی قوت یہ تحریک براہ راست ہر خاکسار میں پہلے دن سے اور بے خوف و خطر پیدا کر رہی ہے۔ اس کا ایک ایک قاعدہ اور ایک ایک عمل جنگی اور فوجی اصول پر ہے' جنگ کے قواعد سکھلا رہا ہے' مقابلے کی طاقت پیدا کر رہا ہے' نظم و نسق کا سچا اور آخری سبق دے رہا ہے' مطیع ہو کر رہنے کے ڈھنگ بتا رہا ہے' سردار بننے' نہیں' حکومت کرنے کے طریقے بتا رہا ہے۔ خاکسار سپاہی صرف تماشائی اور دکھلاوے کا سپاہی نہیں' سچا اور فوجی سپاہی ہے' خاکسار سالار نرا نام کا سردار نہیں' فوجی اور جنگی سردار ہے' خاکساروں کی صف صرف کھلونوں کی قطار نہیں جو خوبصورت لباس پہن کر کھڑے ہیں' وہ سپاہیوں اور مجاہدوں' سرفروشوں اور جانبازوں کی صف ہے۔ یہ سب اس لئے کہ ہم نے تیرہ سو برس کی بھول اور کئی سو برس کی غلطہائے کبیر کے بعد پھر اپنے سچے اور اصلی' پھر قطعی اور خدائی "ہاں" آخری محمدؐ کے آخری اسلام کو پھر پالیا ہے' فاروق اعظمؓ اور خالدؓ بن ولید کے اس دین کو پھر سمجھ لیا ہے جو بارہ برس میں چھتیس ہزار شہر اور قلعے فتح کیا کرتا تھا۔ جس میں پنج وقتہ نماز اور تیس روزے بھی تھے' تراشیدہ لب

مونچھیں اور خوبصورت لمبی داڑھیاں بھی تھیں' قیصر و کسریٰ کے میناروں پر اذانیں اور میدانوں میں اللہ اکبر کے نعرے بھی تھے۔ لیکن اس دین کا ماحصل دنیا میں غالب اور بادشاہ بن کر رہنا تھا' خدا کے بن کر خدا کی بنائی ہوئی زمین کو سنبھالنا تھا' مومن بن کر اعلون بننا تھا۔ غلامی اور عاجزی نہ تھی' ذلت اور شکست نہ تھی' آپس میں ایک دوسرے کو کاٹ کھانا نہ تھا' لفظوں اور عقیدوں پر فرقہ بندیاں نہ تھیں' علیحدہ علیحدہ ڈھیلوں کی پرستش نہ تھی' فرقہ بندی کا شرک نہ تھا' صرف ایک خدا کی غلامی تھی! خاکسار تحریک اس اصلی دین کی طرف ایک راست اور واحد صراط مستقیم ہے۔

خاکسار تحریک اور مذہب اسلام کا احیاء

اس رستے میں ہم نے کوئی کجی' کوئی ٹیڑھاپن' کوئی لاگ لپیٹ' کوئی بزدلانہ گول مول' کوئی مصلحت وقت' کسی حکومت کا خوف اس لئے نہیں رکھا کہ یہ مذہب کا معاملہ ہے' خدا اور رسولؐ سے واسطہ ہے' دنیاوی فلاح تو خیر نہ بھی سہی' اخروی نجات اور یوم قیامت کا جھگڑا ہے۔ ہم اس دنیا سے کنارہ کیونکر کر سکتے ہیں' جس میں کروڑوں برس کی زندگی ہے' ہمیشہ تک دوزخ یا ہمیشہ تک جنت میں رہنا ہے! احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو کر جواب دہ ہونا ہے۔ ہمارے قرآن کے ایک ایک ورق پر اطیعوا اور جاهدوا لکھا ہے' یعنی عمل کرو اور جہاد کرو! ہم اس قرآن سے کنارہ کیونکر کر سکتے ہیں؟ ہمارا خدا کہتا ہے کہ میرے سوا کسی کے آگے نہ جھکو' کسی بت کا حکم نہ مانو! کسی ارضی خدا کو میرے برابر نہ کرو' کسی کو میرا شریک نہ سمجھو' پھر ہم ہر لمحہ تین سو ساٹھ بت پوج کر کیونکر مسلمان رہ سکتے ہیں؟ ہم اس جنگی اور فوجی' اس عمل اور کرداری' اس فاروقؓ اور خالدؓ وضع میں نکل کر قطاروں میں اس لئے کھڑے ہو گئے ہیں' کھلے بندوں مارچ کرتے ہیں' کسی سے نہ ڈر کر اپنے سالار کی فرماں برداری کرتے ہیں' خود بے دھڑک سردار بنتے ہیں' خود حکومت کرنے کے ڈھنگ سیکھتے ہیں' علانیہ احکام جاری کرتے ہیں' عمدہ کام کرنے والوں کو انعام دیتے ہیں' برے کام کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں' ایک قطار میں کھڑے ہو کر بے خوف و خطر سپاہی بنتے ہیں' اس لئے کہ یہ مذہب کا معاملہ ہے! اس مذہب کا معاملہ ہے جو خدا کا آخری رسولؐ تیرہ سو پچاس برس ہوئے لایا تھا' جس کے بعد کوئی دوسرا رسول' دوسرا نبی' دوسرا رہنما' دوسرا مرشد نہ ہو گا' جو خدا کے آخری اور قطعی کلام میں درج ہے' جس کے متعلق اکملت لکم دینکم لکھا ہے' لکھا ہے کہ تیرا مذہب مکمل ہو گیا! پس جب معاملہ مذہب اور صرف مذہب کا ہے' آخرت کی فلاح و نجات کا ہے' دائمی بہشت یا ابدی دوزخ کا ہے' روحانی موت اور ابدی حیات کا ہے' تو ہم کیوں ڈریں' کیوں گول مول انجمنیں بنائیں' کیوں "شٹ شٹ" کہتے رہیں' کیوں نہ سیدھا سادھا ہی کہہ دیں؟

خاکسار تحریک اور حکومت وقت

ہم نے صاف اور علی الاعلان حکومت وقت سے کہہ دیا ہے کہ ہم قانون کے اندر رہیں گے' تمہاری سیاست میں دخل نہ دیں گے' "تم نہ چھیڑو گے تو ہم نہ چھیڑیں گے" لیکن ہمارا مذہب' ہمارا دین' ہمارا اسلام' ہمارا ایمان سپاہی بننا ہے' دنیا کو زیر نگیں کرنا ہے "بنیان مرصوص" یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط اور جڑے ہوئے رہنا ہے۔ خالد" طارق" و "مسلم" نہیں' سرور کائنات اور ختم رسل محمدؐ کے ہاتھوں اور پیروں کے عمل کی پیروی کرنا ہے۔ اگر یہ نہ کریں تو ہم مسلمان نہیں رہ سکتے۔ تم انگریز' قرآن اور حدیث دیکھو' اسلامی تاریخ پڑھو' اسلام کے کارناموں کا مطالعہ کرو' تم تو ابھی کل بادشاہ بنے ہو' ہم ماں کے پیٹ سے بادشاہ بن کر نکلے تھے! بادشاہت ہمارا مذہب ہے' اور تم نے مذہب میں مداخلت نہ کرنے کا عہد کیا ہوا ہے! اس لئے ہم اپنے مذہب پر چل رہے ہیں اور تمہیں نہیں چھیڑتے۔ آخرت کی بچاؤ کی خاطر ہم نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے! روز قیامت کا ڈر ہے! تم اگر اس مذہب کو پسند نہیں کرتے تو پہلے قرآن' حدیث' تیرہ سو برس کی تاریخ اور مسلمان کے خون کو دنیا سے مٹا دو' ہم خود بخود اپنا مذہب چھوڑ دیں گے' مسجد کے ملاؤں اور قل آعوذیوں' مکار پیشواؤں اور خود غرض رہنماؤں کا پیش کیا ہوا اسلام ہم اس لئے نہیں مانتے کہ اس کی سند قرآن' حدیث' روایت اور تاریخ میں کہیں نہیں' وہ مصلحت بینی اور بزدلی کا اسلام ہے۔ خدا کو دھوکہ اور نفس سے مکر کا اسلام ہے۔ نفس سے مکر ہو سکتا ہے لیکن خدا کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارا مذہب وہ مذہب ہے جو دن میں نو شہر اور قلعے فتح کیا کرتا تھا! جس پر خدا کا آخری رسولؐ تئیس برس تک خود چل کر دکھا گیا! جس پر کائنات فطرت گواہ ہے! ہاں وہ مذہب ہے جس کے ایک چھوٹے سے حصے پر چل کر تم انگریز دنیا جہاں کے بادشاہ بنے بیٹھے ہو! مسجد میں بیٹھے ہوئے غریب مولویوں اور باسی ٹکڑے کھانے والے بیچارے ملاؤں کو کیا خبر کہ اسلام کیا ہے!

تیسرا باب

تحریک اور علمائے سوء

خاکسار تحریک کا مقصد اور مذہب

بس دو لفظوں میں خاکسار تحریک کا پہلا اور آخری مقصد تیرہ سو برس کے بعد پھر خدا اور اسلام کے سپاہی بننا ہے' ہاتھوں اور پیروں کو حرکت دے کر سپاہی بننا ہے' ایک قطار میں کھڑے ہو کر اور ایک قطار میں مارچ کر کے سپاہی بننا ہے "بڑے" اور "چھوٹے" مسلمان کو پھر ایک قطار میں لا کر سپاہی بنانا ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں خدمت' عاجزی' مساوات' مزدوری اور محنت کا ہتھیار دے کر سپاہی بنانا ہے۔ بیلچے سے انسان کی اونچ نیچ کو پھر برابر کر کے خدا اور اسلام کے یک رنگ اور مساوی سپاہی بننا ہے۔ بیلچے سے خدا کی تہ و بالا ہوئی ہوئی زمین کو پھر برابر کرنا ہے۔ نہیں' خدا کی غلط طور پر درست ہوئی ہوئی زمین کو پھر تہ و بالا کرنا ہے۔ **انتم الاعلون ان کنتم مومنین** (یعنی اگر ایمان والے ہو تو سب پر غالب ہو) کے خدائی فیصلے کو سامنے رکھ کر پھر روئے زمین پر غالب' پھر بادشاہ' پھر حکمران' پھر جہانگیر اور جہانبان بننا ہے۔ یہ ہمارا مذہب ہے' یہ ہمارا اسلام ہے' یہ ہمارا عقیدہ اور یہ ہمارا ایمان ہے۔ ہم اگر اس مذہب اور عقیدے پر نہ رہیں تو مسلمان نہیں رہ سکتے' مومن اور ایمان والے نہیں رہ سکتے' قیامت کے دن دوزخ کے عذاب سے چھوٹ نہیں سکتے۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں "اپنے ایمان اور اپنی آخرت کی خاطر کر رہے ہیں۔ کسی بڑے سے بڑے مولوی اور ملا کو' کسی بڑے سے بڑے "ریفارمر" اور مدعی اسلام کو ہمارے اس مذہب کو غلط کہنے کی مجال نہیں۔ یہ وہی پرانا اور پہلا' وہی نبویؐ اور آخری اسلام ہے جس کا نقشہ خدا کا آخری رسولؐ اپنے ہاتھ سے خود کھینچ گیا اور جس کا اثر مسلمان کے ہر بچے اور بوڑھے پر صدیوں تک رہا۔

ملاؤں اور مولویوں کی مذہب اسلام سے ناواقفیت

اگر آج مسلمان نے اپنی غفلت سے یا ملانے اپنی روٹی کی غرض سے اس اسلام پر پردے ڈال دیئے ہیں' اگر بدبخت اور بدمعاش رہنماؤں نے حرکت' اتحاد' مساوات اور بادشاہت والے اسلام کو جمود' فرقہ بندی اور غلامی کے اسلام سے بدل دیا ہے تو ہم غافل اور غرض مند لوگوں کے پیچھے کیوں لگیں' کیوں نہ اس قرآن سے اپنا مذہب لیں جس کا ایک حرف نہیں بدلا' کیوں نہ اس حدیث' اس روایت' اس تاریخ کو سامنے رکھیں جو صدیوں پرانے اسلام کو صاف بتا رہی ہے۔ اسلام ہمارے نزدیک تیرہ سو پچاس برس پہلے کا بنایا ہوا دین ہے' خدا کا براہ راست آسمان سے اتارا ہوا دین ہے۔ کسی مولوی' ملا' مفتی' کسی مجتہد یا مجدد کا لایا ہوا مذہب

نہیں' بڑے بڑے پیٹ بھر کر لوگوں کی کمائی ہوئی روٹیاں ہضم کرنے والوں کا مذہب نہیں' پاکیزہ اور پرنور داڑھیاں منہ پر رکھ کر کرامت کی ڈینگیں اڑانے والوں کا مذہب نہیں' مذہب اسلام تاریخ کے ایک ایک ورق پر صاف لکھا ہے۔ جس کی مرضی ہو تاریخ پڑھ کر دیکھ لے! ہم خاکسار پھر اسی تاریخی اسلام کو زندہ کر رہے ہیں' اسی تاریخی اسلام پر عملاً چلنے کے ارادے سے اٹھے ہیں۔ جو ملا اور مولوی گھر گھر کے باسی ٹکڑے اور پس خوردہ سالن میلے اور بدبودار کوزوں میں کھا کھا کر' اپنی مسجد کے میلے اور بدبودار حجرے میں چھپا بیٹھا ہے' مہینوں کی میلی اور جراثیم سے بھری ہوئی مسواک سے دانت صاف کرنے کا دعویٰ کرتا ہے' میلے اور بدبودار پسینے میں لتھڑے ہوئے اور نجس کپڑوں کو پہن کر اور مہینوں تک سردیوں میں غسل نہ کر کے "پاکیزہ" اور "مقدس" بنا بیٹھا ہے' ناک کے بال خدا کے گھر میں پھینک کر بڑے حمام کی گندی نالیاں اور بڑے گھر کو ناپاک کر رہا ہے لیکن شرم و حیا نہیں کرتا' ہندوستان میں دنیا کے سب سے لمبے دریا ہو ہو کر اپنے جسم کی گندگی کو پانی سے صاف نہیں کرتا اور مذہب کے بہانے بے حیاؤں کی طرح اپنی شرمگاہ کو پکڑ کر لوگوں کو دکھاتا پھرتا ہے' نہیں' جس ملا اور مولوی نے تاریخ کا ایک صفحہ نہیں پڑھا' جو اس علم تاریخ کے مطالعے سے نفرت کرتا ہے' جس کی ایجاد کا فخر اسلام کو ہے' جس کو قرآن حکیم کی ایک آیت کا صحیح مطلب معلوم نہیں' جو اس کو طوطے کی طرح رٹ رٹ کر اور گدھے کی طرح لاد لاد کر "حافظ" اور "عالم" بنا بیٹھا ہے' جس کو یہ معلوم نہیں کہ تلوار کس ہاتھ میں پکڑتے ہیں' بندوق کی شکل کیا ہوتی ہے' تیر کمان میں زرہ کس طرح جاتی ہے' دلی سے عرب کدھر کو ہے' استنبول کیا بلا ہے' دمشق کس ملک کا نام ہے اور کہاں ہے' طرابلس کیا ہے اور اس میں کس کی حکومت ہے' وغیرہ وغیرہ۔ وہ مولوی اور ملا کیا اس بات کا اہل رہ گیا ہے کہ آج ہم اس سے اپنا مذہب سیکھیں' اپنے اس طرز عمل کو سیکھیں جو تیرہ کروڑ ستاروں کے بنانے والے خدا نے ہم کو بتایا تھا' اپنی "چال" اور اپنا "چلن" کیا اس سے سیکھیں؟ اپنا خدا سے معاملہ کیا اس بیکار کے سپرد کر دیں؟ اپنے روز آخرت اور اپنی کروڑوں برس کی زندگی کا پروگرام اس جاہل سے لیں؟ اس جاہل کے ماتھے کی سیاہی' اس کی نالائقی اور کم علمی' اس کی ذلت اور مسکنت' اس کی واماندگی اور سکون' اس کی گندگی اور چیتھڑے صاف بتا رہے ہیں کہ یہ اور کچھ بھی ہو' قوم کا سردار نہیں رہا! جو مسکین اپنا پیٹ بھی عزت سے نہیں بھر سکتا' اس کو کیا پتہ کہ ساتھ کروڑ امت کس قوت اور عزت کی طالب ہے؟ جس کے اپنے گرد دس آدمیوں کا جمگھٹ نہیں رہا' وہ ایک پوری قوم کی بہتری کی کیا تجویز کرے گا؟ وہ بے چارہ اگر کچھ کہے گا تو یہ کہ باسی ٹکڑے کھایا کرو' میلے چیتھڑوں میں رہنا سنت ہے' ڈھیلے جمع کر رکھو' دکھا دکھا کر استنجا کرو' غریب ہو جاؤ' دنیا پر لات مارو' پیٹ پھٹنے پر آئے مگر حلوے تر نہ چھوڑو' وغیرہ وغیرہ' نہیں' ہمارا مذہب ہمارے تیرہ سو برس کے عمل

سے ظاہر ہے اور کوئی ملا' کوئی مولوی' کوئی طاقت' کوئی حکومت' اس ہمارے اصلی اور آخری مذہب کو بدل نہیں سکتی۔

خاکسار کا طریق عمل

اس منزل سے دو قدم اور بڑھ کر ہم خاکسار اس لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ ہر "مسلمان" کو اس مذہب میں واپس داخل کر دیں' سب خدا اور محمدؐ کے نام لیواؤں کو اس دین' اس طریق عمل' اس "چال" پر چلا دیں' جس پر چل کر ہم کئی سو برس تک بادشاہ رہے' ہماری دنیا درست رہی' ہماری آخرت بالکل یقینی رہی' ہم زمین کے وارث بن کر صالح رہے' ہم جنت کے حقدار بے شک بنے۔ اس عملی دین میں داخل کرنے کا طریقہ ہمارے پاس ایک ہی ہے' وہ یہ کہ ہم ہر شخص سے عاجزی برتیں' اس کی منتیں کر کے اس کو اپنی تکلیف اور اپنے عمل کی طرف متوجہ کریں' اس کو اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جمے رکھ کر مسلمانوں کی اس ایک اور عام قطار میں شامل ہونے کی درخواستیں کریں' کسی کے ساتھ مذہبی اور سیاسی بحث نہ کریں' جدائی اور افتراق کے طریقے اختیار نہ کریں' ہر شخص سے قلبی محبت کریں' اس کے آرام کی خاطر اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالیں' اس کی ہر ممکن خدمت کریں' اپنی خدمت کی اجرت نہ لیں' اس سے کچھ چندہ نہ لیں' اپنا عمل ظاہر کر کے اس کو عمل پر اکسائیں' سب مسلمانوں کو برابر سمجھیں' سب کی عزت کریں' خاموش رہیں' جو مسلمان جان بوجھ کر اور بدنیتی سے مخالفت کرے اس کو جواب نہ دیں' جو ہمیں برا کہے اس کو کچھ نہ کہیں۔ لیکن اگر ساتھ ہی کوئی بدنیت طاقت ہمارے خلوص کو کمزوری سمجھ کر دنیا سے نیکی کو مٹانے کے درپے ہو تو ہم بھی اپنی بے پناہ طاقت سے اس کے وجود کو پاش پاش کر دیں! خاکساری کا یہ مذہب اگر ملا اور مولوی کو پسند خاطر نہیں اور وہ دل میں اس کو صحیح سمجھ کر اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت اس کا مخالف ہے تو پھر جان لو کہ ملا اور مولوی کی اب ہندوستان میں خیر نہیں۔ ہمیں اپنے مذہب کا قرآن اور حدیث سے براہ راست یقین ہو چکا ہے' اس لئے ہم کسی اور مذہب کو اس ہندوستان میں چلنے نہ دیں گے۔ جس مولوی کو نیک نیتی سے اس مذہب میں شک ہے وہ ہم سے نیک نیتی سے سمجھ لے اور جب تک سمجھ نہ آئے نہ داخل ہو' لیکن قرآن پڑھ پڑھا کر اس مذہب کو نہ سمجھنا اور تجاہل عارفانہ کر کے ہمیں غلط کہنا اب کسی کو گوارا نہیں رہا! ہم ذلت کی اس حالت سے جو آج مسلمانوں کی ہے' آگے نہیں جائیں گے۔ ہمیں ٹھہر کر اپنے پچھلے کرتوتوں کا جائزہ لیں گے۔ مولوی اور ملا سے مواخذہ کریں گے کہ تم نے ہمیں کیا غلط بتایا اور کیا غلط چلایا' لیکن اب جو قدم آگے بڑھائیں گے وہی ہو گا جس پر ہمارے محترم نبیؐ اور ہمارے نبیؐ کے صحابہ کرامؓ' ہمارے مجاہد آباؤ اجداد' ہمارے بادشاہ باپ دادا' ہمارے فاتح بزرگ بڑھے تھے' جو کئی سو برس تک ان کا چوبیس گھنٹے کا چلن اور دن رات کا مذہب رہا۔ ذاتی

طور پر میرے نزدیک مذہب صرف اسلام پر عمل ہے۔ یہی "عقیدہ" کے معنی ہیں' یہی حقیقی ایمان ہے۔ میرے نزدیک اگر قرآن حکیم میں لکھا ہے کہ سچ بولو' تو سچ بولنے والے ہی کا سچا ایمان اور سچا عقیدہ قرآن پر ہے۔ جھوٹا شخص کبھی اس کا دعویدار نہیں ہو سکتا' لیکن اگر "عقیدہ کی درستی" اس کے علاوہ کوئی اور شے ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہر مسلمان اس تحریک میں داخل ہو کر اپنے اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جما رہے' ہم نہ آج' نہ کل' نہ دس برس کے بعد' نہ کبھی اس کے عقیدوں کو چھیڑیں گے' نہ اس کو کہیں گے کہ فلاں عقیدے کو یوں مانو اور یوں چھوڑ دو' نہ عقیدے کے متعلق بحث کریں گے' نہ سنی کو شیعہ ہونے کے لئے کہیں گے' نہ شیعہ کو کہیں گے کہ تم "اہل حدیث" بن جاؤ۔ یہ تمہارا معاملہ براہ راست خدا سے ہو گا۔ خاکسار تحریک کو تمہارے ذاتی عقیدوں یا عقیدوں کی بناء پر فرقہ بندیوں سے کوئی سروکار نہیں!

تحریک میں شمولیت کی شرطیں

تحریک میں شامل ہونے کے لئے صرف خدا پر کامل یقین' ایک اور آخری نبی (محمد صلعم) کا دلی اقرار اور روز قیامت پر سچے ایمان کی ضرورت ہے' اس سے زیادہ مسلمانی ہمیں درکار نہیں۔ ہمارے نزدیک قرون اولیٰ کے مسلمان انہی تین چیزوں کو مضبوط پکڑ کر دنیا میں سربلند ہو گئے تھے' اور انہی تین پر عمل آج ہم پھر چاہتے ہیں' باقی چیزوں میں امت کے درمیان اختلاف اگر کچھ ہے تو پھولوں کے مختلف رنگوں کا اختلاف ہونا چاہئے۔ اس کو بنائے فساد بنانا ہمارے نزدیک قطعاً روا نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاکسار تحریک میں سیاسی اختلاف کے متعلق بحث و جدال بھی منع ہے۔ ایک "کانگریسی" جو اپنے سیاسی اصول کے مطابق حکومت وقت سے برسرپیکار ہے ایک حکومت کے ملازم افسر کے دوش بدوش کھڑا ہو سکتا ہے' اپنے "عقیدے" پر مضبوطی سے جما رہ سکتا ہے' لیکن اس سیاست کو بزور کسی خاکسار سے منوا نہیں سکتا۔ ہم سیاست اور مذہب کے متعلق تمام بحث و جدال سے اس لئے بے نیاز ہو چکے ہیں کہ اس قسم کی خانہ جنگی قومی کمزوری کا باعث ہے۔

چوتھا باب

تحریک اور غلط قومی تخیل سے مقابلہ

خاکسار تحریک اور مخالف طاقتوں سے جنگ

لیکن اس تشریح کے بعد کہ ہماری نظروں میں دین اسلام کیا ہے اور خاکسار کس مذہب کو پھر ہندوستان میں رائج کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں' اس امر کو کھول کر رکھ دینا لازمی ہے کہ ہماری جنگ کس سے ہے؟ ہم کس شے کو فنا کرنا اور کس کی بقا چاہتے ہیں؟ وہ کیا طاقتیں ہیں جو ہماری تعمیری راہ میں حائل ہیں؟ ہم کس کی تخریب کر کے اپنی آبادی چاہتے ہیں؟ کس رکاوٹ کو پاش پاش کر کے آگے بڑھنے کے درپے ہیں؟ کس شے کو آج سے اسلام میں چلنے دیں گے؟ کس کو لاانا ملیامیٹ کریں گے؟ سچے محمدؐ کے سچے اسلام تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ بادشاہت اور حکومت' غلبہ اور عروج دینے والے دین کو کس طرح پھر پا سکتے ہیں؟ یاد رکھو "خاکسار" کسی انسان' کسی ذی روح طاقت' کسی کمتر قوت' کسی ماسوا اللہ دور کے آگے جھکنے کے لئے نہیں آیا۔ اس کا پہلا اور اولین مقصد بیشک خدمت خلق ہے' وہ بے شک ہر انسانی درد کے لئے دوا اور ہر جسمانی زخم کے لئے مرہم ہے' نہیں' وہ بلا لحاظ ملت و مذہب اور بے پاس رنگ و نسل ہر شخص' ہر نفس' ہر جان' حتیٰ کہ ہر حیوان اور نبات کا بے مزد نوکر ہے' لیکن یہ بے مزد نوکری اور بے اجر خدمت ہی اس امر کی دلیل ہے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے مخدوم کے آگے اپنی نظریں نیچی نہیں کر سکتا' جس سے بڑی مخلوق کے آگے سر نہیں جھکا سکتا' اس کی اجرت اور تنخواہ سب سے بڑے حاکم کائنات کے پاس ہے اور وہ اسی کا نوکر اور اسی کا خاکسار ہے' انسان اور مخلوق کا خاکسار ہرگز نہیں!

خاکساری کا غلط مفہوم

ہندو رہیں ہیں وہ لوگ جو خاکسار کو سطحی نظر سے دیکھ کر ہمیں کہتے ہیں' ہیں ہیں! تم خاکسار ہو' توبہ توبہ! یہ لڑائی نہ کرو' تھمو تھمو' اس سے نہ الجھو' خدا نخواستہ یہ جنگ نہ کرو' خاکسار ہو تو صحیح خاکساری کرو' ہر ایک کے آگے جھکو' ریشم کی طرح نرم رہو' مزے مزے کام کرو' نرم نرم ہاتھ پھیر کر قوم کو جگاؤ' اس جھگڑے سے نہ بگڑو' اس فریق کو نہ چھیڑو' خود غرض کارکنوں سے نہ الجھو' بڑوں کے پیچھے کو نہ چھیڑو' یہ بڑے ہیں تمہیں چمٹ جائیں گے' ان کو لگا رہنے دو' ان کچھوؤں پر چھتر نہ چھیڑو' چھپنے رہیں گے' اپنے کپڑے ہی خراب ہوں گے' ان سے بچ کر نکل جاؤ اور اپنی راہ لو۔ ہاں! عنایت اللہ خاکساروں کا قائد ہے' اس کو چاہئے کہ سب سے بڑا خاکسار ہو کر رہے' سب سے زیادہ جھکے' سب مخلوق کو خدا بنائے' سب سے زیادہ بنا کر رہے' بوڑھی بغاوت اور بچی منافقت کرے' ہر ایک سے مسکرائے' چھینٹے لگے ہیں تو لگے رہنے دے' پکڑ دو بڑا بڑا ہے

دے۔ دیکھو! فلاں لیڈر کیا نرم ہے' باتوں باتوں میں دل موہ لیتا ہے' فلاں کیا مستو ہے' بات بات پر ہنسا دیتا ہے' فلاں کیا بھلا شہ ہے' تقریر سن کر پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں' فلاں کس حکمت عملی سے چل رہا ہے' بات کہہ دیتا ہے اور گرفت میں نہیں آتا؟ ان کو کہہ دو کہ تم نے خاکسار اور خاکسار تحریک کو غلط سمجھا ہے! یہ کوئی شخص کو موٹا کرنے' شہرت اور عزت کو بڑھانے' اپنے گلے میں ہار ڈالنے' چندہ جوڑ کر پلاؤ اور کباب کھانے' پکی گدی بنانے یا مستقل دکان چلانے کی مشین نہیں! ہم خاکسار اس لئے باہر نہیں نکلے کہ لوہار کے مشہور کتے کی طرح ریتی سے اپنا ہی خون جوڑے لے کر چاٹیں' قوم کے بدنما ناسوروں پر سفیدی کا لیپ کر کے کرکے مٹ چھپائیں اور بہانہ کریں کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہے۔ نرم نرم سر پر مالشیں کریں کہ اور نیند آئے' لوریاں دیں کہ موت کی نیند بڑھے' قوم کو تھپکیاں دیں کہ جیب کاٹنے کا موقع ملتا ہے' بلکہ اور کوشش میں غزلیں لکھیں کہ جیب بھری رہے!

صدر اسلام کی مخالف طاقتیں

ان کو کہہ دو کہ تیرہ سو پچاس برس کے بعد ہم جس بادشاہت اور عروج' جس غلبہ اور تمکن فی الارض' جس امامت اور جلال کے مشکل مذہب کی طرف مسلمان کو پھر لے جانے کا عہد کر چکے ہیں' وہ وہ تکلیف دہ مذہب اور قوم کے بیکار حصوں پر وہ جراحی کا عمل ہے جو خدا کا سچا اور آخری رسول' تیئیس (۲۳) برس تک کر کر کے آپ دکھ اٹھاتا رہا' جس کی وجہ سے اس کے رستے میں راتوں کو کانٹے بچھائے گئے' اس کے جسم اطہر پر اوجھ اور گندگی پھینکی گئی' اس کے مقدس جسم کے دانت توڑ دیئے گئے' اس کے پاکیزہ چہرے پر خون کا دریا بہایا گیا' اس کے ساتھیوں کو تپتی ریت پر لٹا کر پیٹا گیا' اس کے دوستوں پر پتھر کی سلیں رکھ رکھ کر تڑپایا گیا' اس کے شیعوں اور اس کی گواہی دینے والوں کے جگر چبائے گئے' اس کے جگر پاروں اور عزیزوں کے حلق کٹوائے گئے' اس کے نواسوں کو قتل کیا گیا!

خدا اور رسولِ خدا کی مخالفین سے جنگ

ہاں! اس مذہب کو انسان کی صدہا برس کی بھول اور خطاکاری کے بعد پھر زندہ کرنے کے لئے آسمان سے جہنم کی آگ اور بجلی کی کڑک' موت کی چیخوں اور عذاب کی بجلیوں کے وعدے' دشمنوں کے لئے نازل ہوئے۔ اس مذہب کے مخالفوں کے ماتھے کافر اور فاسق' ظالم اور فاجر' مشرک اور منکر کے القابوں سے خود قرآن نے ہی بھر بھر کر داغے' خدائے پاک نے بدعملوں اور بدکاروں کو اپنی کتاب کے ہر ورق پر دل کھول کھول کر کوسا' ان سے کھلی جنگ کا اعلان کیا' کہا کہ ان کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دو' ان میں سے ایک فرد روئے زمین پر باقی نہ رہے' ہاں! اس دین کو پھر حاصل کرنے کے لئے قبیلوں کے قبیلے کٹ مرے' ہزاروں دل اچھل اچھل

کر حلق کو آئے' سرور عالم کا سر اتار کر لانے کے لئے سو سو اونٹوں کی شرطیں لگیں' ان کو غار میں پناہ لینی پڑی' آج کیا گیارہ سو برس کا محمدؐ کا کھویا ہوا دین دلوں کو موہ موہ کر' مخالفوں کو ہنسا ہنسا کر' منتوں کے خستہ سے اور غزلوں اور گیتوں کو گا گا کر پھر حاصل ہو سکتا ہے؟ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاموش اور کھلی دونوں قسم کی جنگ سب سے پہلے اپنی قوم سے تھی' اس کی حرکت اور عمل پیدا کرنے والے مذہب کے منکروں سے تھی اور آج خاکساروں کی پہلی جنگ بھی اپنے ہی نفس' اپنی ہی قوم اور اپنی ہی ملت سے ہے۔

بے نیازانہ تقدم فتح کی دلیل ہے!

ہم جب تک بھڑوں کے چھتوں کو جل سے بھرے ہوئے چیتھڑوں سے آگ لگا کر بھون نہ دیں گے اور چھتوں کو اڑا کر جگہ صاف نہ کریں گے' گھر کے مالک نہ کہلا سکیں گے۔ ہم وہاں کے باسی نہیں کہ بھڑ کے خوف سے دامن سنبھالتے پھریں۔ ہم سپاہی ہیں' سپاہی کا مذہب دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے ہیں' ہم آہن پوش موٹروں اور ریل بجلی رفتار انجنوں کی طرح بھڑوں سے بے نیازانہ گزر کر بھڑ کو اڑا دیں گے۔ بھڑ کیا پھینکے اڑائے گا' وہ تو خود بھڑ ہے اور ناقابل توجہ ہے! سپاہی کی کیا بگڑی' اس میں ہے کہ اس کے چہرے پر دنیا جہان کی گرد ہو' سر پر خاک بس رہی ہو' باد و باراں سے جنگ کی نشانیاں اس کے ماتھے پر ہوں' بھڑ کے چھینٹے بے پرواہی سے پڑے ہوں' لیکن عمل کی مقدس اور بے پناہ 'انہیم (لعاب) اور رکاوٹوں سے بے نیازی کی برق اس میں بھری ہو' ورنہ وہ دلی کا ہاتھا اور لکھنؤ کا بانکا ہو تو ہو' سپاہی اور فاتح ہرگز نہیں! خدا کے سب سے بڑے پیغمبرؐ پر کیا کیا چھینٹے نہ پڑے؟ اس کو کاہن کہا گیا' جھوٹا اور بے سمجھ کہا' شاعر اور پاگل کا خطاب دیا گیا' ساحر' کذاب' مفتری علی اللہ اور نہ جانے کیا کیا غصے کے بول بولے گئے' اس کی پیاری اور چہیتی بیوی پر شرمناک الزام لگایا گیا' خود اس کا یہ مداح شاعر اس الزام کے لگانے میں غیرت اور حیا چھوڑ کر پیش پیش رہا' بیگانوں سے زیادہ اپنے اور قریبی رشتہ دار سانپ بن بن کر ڈستے رہے' ابولہب اور اس کی بیوی نے وہ دردناک تکلیفیں دیں کہ بالآخر آسمان کا عرش ہل گیا' جبرئیل کے ہاتھ روز قیامت تک لعنتیں اور قیامت کے دن گندھے ہوئے سن کا رسّا اس کی گردن کے لئے بھیجنا پڑا۔ رسول خدا صلعم کی بیویاں امہات المومنین اور ازواج مطہرات ہو کر پاک اور معصوم خاوندؐ کو تکلیفیں دیتی رہیں' آپس میں اور خاوندؐ سے ناخوشگوار تعلقات رہے' بیویوں سے علیحدگی اور ایلا کرنے پڑے' آسمان سے آیتیں اتریں کہ اے دنیا اور دولت کی خواہش مند بیویو! اگر دولت اور آرام چاہتی ہو تو آؤ ہمارا رسول تمہیں رخصت کر کے ایک دفعہ تمہارا قصہ ہی پاک کر دے۔ الغرض اس مقدس نبیؐ کی مقدس زندگی پر کیا کیا چھینٹے نہ پڑے' لیکن محمد صلعم سپاہی اور جرنیل تھا'

عمامہ پوش مولوی اور ٹھنڈی سڑک کا جنٹلمین نہ تھا اب سے بازی لے گیا' منکروں کی کمر توڑ گیا' رشتہ داروں نے بالآخر مان لیا' عمر جیسا تند خو اور بچی بہن کے منہ پر تھپڑ مارنے والا دشمن سب سے بڑا دوست ہو گیا' ہاں! تلوار کی نوک سے بازی لے گیا' منکرین سے جنگ کر کے جیت گیا' محمدؐ کے دین تک قوم کو پہنچا گیا' کیا خالہ کا گھر ہے؟ کیا مسکنوں کا شیوہ ہے؟ اگر رسول خدا کو یہ تکلیفیں ہوئیں تو کیا عنایت اللہ مشرقی جو رسول خدا کے جوتے کی میل کے برابر پاکیزگی کا دعویٰ نہیں کر سکتا' جو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنی برائیوں کو چھپاتا اور اپنی روسیاہیوں سے شرمندہ ہو جاتا ہے' اگر اس پر قوم کو اس ازلی اور ابدی دین تک پہنچانے کے سلسلے میں کسی کیچڑ سے کچھ چھینٹے پڑیں' یا وہ دربدر اور خاک بسر ہو جائے تو کیا مضائقہ ہے؟

جب تک دسیوں قیمتی جانیں' صدہا بیش قیمت عزتیں' ہزارہا عزیز جسم اس منزل تک قوم کو پھر پہنچانے کے لئے تیار نہ ہوں گے قوم کیونکر اس مقام محمود تک خود بخود پہنچ سکتی ہے؟

خاکسار تحریک کا کئی سو برس کے غلط قومی تخیل سے مقابلہ ہے۔ ہم نے قرنوں کی غلط عادتوں' یوں کی غفلتوں اور سستیوں' عمروں کے جمود' برسوں کی آسانیوں کو یہ یک جنبش قدم دور کرنا ہے۔ انسان مدا سے عمر اور نفس کی خوشنما تیلیوں کے آشیانے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ جیل کا قیدی قید خانے کو سے چھوڑتا ہے' قید خانے کو چھوڑنے سے پہلے اس کے در و دیوار کو ارمان سے تکتا ہے' پھر آسانیوں ہوئی لاابالی امت حرکت کے تازیانے سے کیوں نہ تڑپے؟ تحریک کا قوم پر جراحی کا عمل قوم کے ہر عضو ریپدا کر کے رہے گا۔ مولوی اور غیر مولوی' نکوکار اور بدکار' پیر اور مرید' مونگ اور غیر سب حمایت دکھ میں گے' سب اس کا منہ کالا کرنے کی سعی کریں گے' سب کسی نہ کسی عنوان سے کہیں گے کہ فلاں بات درست تھی' فلاں حرکت غلط اور بے مناسب تھی۔ جب تک صحت اور طاقت کی پہلی کرن نمودار نہ ہو کوئی نہ کوئی مجھے غلط کہتا رہے گا۔ میں اگر ور حق کے لئے زندہ ہوا ہوں تو میرا فرض ہے کہ بے نیاز ہو کر ں اور کسی چیخ کی پروا نہ کروں۔

پانچواں باب

مخالفت کے اسباب

خاکسار تحریک ذاتی اغراض سے پاک ہے

الغرض خاکسار تحریک ہر مسلمان کو تکلیف دے دے کر جگانے کے لئے ظاہر ہوئی ہے' لوریاں اور تھپکیاں دے دے کر اور سلانے کے لئے نہیں آئی۔ اس تحریک میں کسی شخص کے گھر کی روٹیوں' کسی کی بیوی کے زیوروں' کسی کے مکان کی اینٹوں اور چونا گارے کا حساب شامل نہیں۔ اس میں کسی مولوی کے زنانہ نان و نفقہ' کسی شخص کے روزانہ ٹکلوں' کسی جنٹلمین کے کوٹ پتلونوں' کسی رضاکار کی ماہانہ ذاتی اجرتوں' یا کسی قلم فروش کی روزانہ آمدنیوں کا سوال قطعاً نہیں! اس میں جو آتا ہے خدا اور مذہب کی خاطر اپنی جان کو تکلیف میں ڈالنے اور اپنی جان کا خرچ آپ برداشت کرنے کے لئے آتا ہے۔ اس کا منشا قرون اولیٰ کے عملی اور سپاہیانہ اسلام کو پھر زندہ کرنا ہے۔ اپنی جان اور اپنے مال سے خود جہاد کر کے قوم کو پھر غالب کرنا ہے۔ اس میں ہر عامل کو مسلسل جسمانی تکلیف اور بوقت ضرورت کچھ گرہ سے خرچ کرنا بھی ہے لیکن کسی سے کچھ لینا اور کسی کو کچھ دینا نہیں! یہ وہ سچا اور بے غرض مذہب ہے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا تھا اس کے سوا کوئی اسلام اسلام نہیں' اس میں بے غرضی اور خلوص کے سوا کوئی آ سکتا نہیں' اس میں سب کو بے غرض اور مخلص بنا کر شامل کرنے کی سعی ہے اور اس مذہب کے خلاف کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں!

غرض مندوں کی طرف سے مخالفت اٹل ہے

لیکن غرض مند لوگوں کی طرف سے ضرور ہے کہ اس کی مخالفت اسی طرح پر ہو جس طرح کہ قرون اولیٰ میں ہوئی تھی۔ ضرور ہے کہ نفس پرست لوگ اس سے بگڑ بیٹھیں اور رکاوٹیں پیدا کریں۔ جب رسول خدا صلعم کا خلق عظیم اور رحمتہ للعالمین کا لطف و کرم اس مخالفت کو روک نہ سکا اور بالآخر تلوار تک نوبت پہنچ کر رہی تو ہم محض انسانوں کا ایک منکسر اس جنگ کو کیونکر روک سکتا ہے؟ ہم جوں جوں زور آور اور طاقت کے مالک بنتے جائیں گے' غرض مند اور حریص مسلمان اس منظر کو نہ دیکھ سکیں گے۔ جوں جوں بے غرض اور بے حرص لوگ متحد ہوں گے' غرض مند اور حریص لوگوں کی آمدنیاں کم ہوتی جائیں گی' غرض اور حرص کے بت ٹوٹتے جائیں گے اور غرض اور حرص کے پجاری اپنے لات و منات کو ٹوٹتے دیکھنا کیونکر گوارا کریں گے؟ وہ اب بھی پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ ایلو! عنایت اللہ تمہیں کفر و الحاد کی تعلیم دے رہا ہے ایلو! تمہیں انکار کر کے کسی دن نبوت کا دعویٰ کر دے گا۔ ایلو! تمہارے آرام دہ اور باپ دادا کی طرف سے وراثت میں آئے ہوئے پیارے اور آسان مذہب کا

ستیاناس کرے گا! صحیح اسلام وہی ہے جس پر ہم آج چل رہے ہیں' صاف دیکھ لو کہ ہم "سیاست" میں خاکساروں سے کیا بڑھے ہوئے ہیں' قوم سے لاکھوں روپیہ چندہ جمع کرتے ہیں' ہزاروں کو جیل خانے بھیج دیتے ہیں' کیا بے تکلف نعرے مارتے ہیں' اخباروں پر کیا آوازے کستے ہیں' منتیں کیا خوش الفاظ سے پڑھتے ہیں' تقریریں کیا تیز تیز کرتے ہیں' کیا مطالبہ ہے اگر ہر بار شکست کھاتے ہیں' لیکن اپنی غرض اور مسلمانوں کے دل کی بھڑاس تو نکال لیتے ہیں!

تحریک کے مخالفین کا دروغ

عنایت اللہ کی تحریک مسلمانوں کو "سیاست" سے الگ کر رہی ہے' وہ "غرض و مقصد" سے بالکل خالی ہے' اس کے سامنے کوئی "نصب العین" نہیں' اس میں "شبہات" ہیں' اس کے "اسباب" معلوم نہیں۔ یہ شخص دیکھو اپنی ہنڈیا الگ پکا رہا ہے' ہم "خادمان ملت" کو شریک نہیں کرتا' نوکری تو خیر چھوڑ دی لیکن صاف انگریز پرست ہے کہ انگریز کو نہیں چھیڑتا' وغیرہ وغیرہ اگر گہری نظر سے دیکھو تو ہر سچائی کے لئے مخالفت کا ہونا طبعی ہے' ہر سچائی کا بالآخر باطل سے ٹکراؤ لازمی ہے' باطل خود ٹکراتا ہے خواہ سچائی کتنی ہی خاموش' بے ضرر اور مرنجان و مرنج ہو کر چلے ہم خاکسار روز اول سے خاموش ہیں' کسی مسلمان کے خلاف بولنا ہمارے اصول میں داخل نہیں' پچھلے چار سال میں باطل قوتیں ہماری خاموش طاقت کو دیکھ کر بھڑکیں' ہمارے خلاف باطل کے علمبرداروں نے بیسیوں جگہ کھلے الفاظ میں اور نام لے لے کر تقریریں کیں کہ ہم بھڑک اٹھیں اور بازاری لڑائیاں لڑیں' ہمیں اپنے زعم میں انتہائی طور پر برافروختہ کرنے والے القاب دیئے گئے' اخبارات میں مضحکہ اڑایا گیا' لیکن ہم نے ایک بار بھی جواب نہ دیا' ایک بار بھی کسی پر ذاتی حملہ نہ کیا' الٹے مخالفوں کو سلامیاں دیتے اور ان کی خدمت کرتے رہے' باطل اس لئے ٹکراتا ہے کہ ہر سچائی کے رواج سے باطل کو نقصان ہے' باطل اپنی ہستی کو بچانے کے لئے حق کے خلاف جھوٹی نشر و اشاعت اور پوری ضمیر فروشی کرتا ہے لیکن جب بھی پہل ہوئی ہے ہمیشہ باطل کی طرف سے ہوئی ہے۔ یہ اس لئے کہ باطل کو اپنے مٹ جانے کا ہر لحظہ خوف ہے۔ حق خاموش رہتا ہے' حق بے نیاز ہو کر بڑھتا جاتا ہے اور باطل کی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن یاد رکھو کہ باطل بلا شبہ مٹنے کے لئے ہے' اس لئے حق کی خاموش طاقت' اس کی مرنجان و مرنج قوت' اور اس کا دل سے جگر تک کھینچنے والا اثر ہی باطل کو بالآخر پاش پاش کر کے رہے گا خواہ یہ "جنگ" برسوں تک لگی رہے۔ خاکسار تحریک اور عنایت اللہ مشرقی نے تہیہ کر لیا ہے کہ یا باطل نہ رہے گا' یا ہم اس کو مٹا کر رہیں گے!

معترضین کو جوابات

خاکسار تحریک ویک مخالف کی نظروں میں "اغراض و مقاصد سے خالی" ہے کیونکہ اس میں غرض مند

کے "اغراض" اور ہوس پرست کے "مقاصد" پورے نہیں ہوتے۔ خاکسار تحریک دشمن کی نگاہ میں "بے غرض و مقصد" بے شک اس لئے ہے کہ بے غرض آدمی ہی اس کو چلا سکتے ہیں۔ ہاں اس تحریک کو بے شک ہر کوئی "تن تنہا" ہی چلائے گا' کیونکہ اس میں کسی دوسرے کو "شریک" کرنے کے لئے کوئی "حصہ" موجود نہیں' اس میں ضرور "شبہات" اس لئے رہیں گے کہ اہل غرض اور کرایہ کار بغیر ایک قدم اپنی اجرت لئے بغیر نہیں چل سکتا اور یہ تحریک بے غرض اور بے دھڑک لوگوں کی سعی سے اجرت کے بغیر چل رہی ہے' مخالف لوگ اس کے "اسباب" کبھی معلوم نہ کر سکیں گے کیونکہ ارباب ہوس سے آج تک کوئی بات "بے سبب" نہ ہوئی اور سارا سب کچھ حسبۃ للہ اور بے سبب ہو رہا ہے' اس تحریک کے بانی پر "ختم نبوت" کے الزام اور انگریز پرستی کی تہمتیں ضرور لگیں گی کیونکہ مخالفت پیدا کرنے کا آسان طریقہ ہے اور کسی دوسری طرح سے مخالفت کرنے کی لیاقت اور طاقت نہیں۔ ہاں! بوالہوس جب تک انتہائی جھوٹ نہ بولے' ختم نبوت سے خبردار کرنے کے لئے پہلے آپ نبی نہ بنے' خدا پر افترا نہ باندھے' ضمیر کو قتل نہ کرے' بے حیا اور بے شرم ہو کر نہ لڑے تو وہ بوالہوس جب تک انتہائی جھوٹ نہ بولے ختم نبوت سے خبردار کرنے کے لئے پہلے آپ نبی نہ بنے' خدا پر افترا نہ باندھے' ضمیر کو قتل نہ کرے' بے حیا اور بے شرم ہو کر نہ لڑے تو وہ بوالہوس کیا ہے؟

موجودہ مسلمان اور ختم نبوت کی توہین

میرے نزدیک ختم نبوت پر سچے اور کامل یقین کے بغیر کوئی مسلمان' مسلمان نہیں رہ سکتا۔ میں بارہا اعلان کر چکا ہوں کہ قرآن حکیم کے بعد کسی کتاب' کسی قانون' کسی رسول' کسی نبی کی دنیا میں ضرورت نہیں رہی۔ جو نبوت کا دعویٰ کرے' بے عقل وحشی جھوٹا ہے' جو اسلام میں فرقہ بنائے دجال اور کذاب ہے۔ رسول خدا صلعم کے بعد کسی کی نبوت کے متعلق بحث کرنا نبوت کی توہین ہے۔ جو کم فہم لوگ "نعوذ باللہ" یا دل لگی سے اخباروں میں لکھتے ہیں کہ فلاں قصبہ میں فلاں "نبی" پیدا ہوا' فلاں شخص "مسولینی نبی" ہے' فلاں "سرکاری نبی" ہے' فلاں "خلیفۃ المسیح" ہے' فلاں نے "قصر خلافت" تیار کیا ہے' فلاں "مسیح موعود" ہے' اتنے نبی پنجاب میں پیدا ہو گئے' ہر شخص نبی بن رہا ہے' فلاں "نبی" کا یہ قصہ ہے' وغیرہ وغیرہ' وہ در اصل نبوت کی توہین کے مجرم ہیں' ان کو معلوم نہیں کہ "نبوت" کیا شے تھی اور مسلمان کے لئے اس لفظ کی کیا قدر و منزلت ہے' یہ بے علم اور بے مایہ لوگ اب "خلافت" کے لفظ کی طرح "نبوت" کے لفظ کو بھی بدنام اور قابل نفرت بنا کر اسلام کی شاندار روایات کو ذبح کر رہے ہیں' نادر دین اور نا انجام شناس ہو کر پوری قوم کو قتل کر رہے ہیں۔ اگر ہندوستان میں اسلامی حکومت ہوتی تو سلطان سنجر کی تلوار ان اخبار فروش مجرموں کو بھی کا قتل کر چکی ہوتی۔ "نبوت" کے لفظ کو کوئی معمولی شخص چھیڑ نہ سکتا' دین اسلام سے یوں کوئی کھیل نہ کرتا۔ آج اسلامی ادب کا یہ رنگ اس لئے ہے کہ

سب مادر پدر آزاد ہیں ' سب بے ادب ہیں۔ خدا ' رسول ' قرآن ' نبوت ' مسیح ' مہدی ' خلیفہ ' خلافت ' کسی کی عزت دلوں میں نہیں رہی۔ مسلمان مدت ہوئی دولت ' حکومت اور طاقت سے کھیل چکے اب خدا اور نبوت سے کھیل رہے ہیں۔ خدا کی غیرت آج ان کی سوقیانہ تحریروں اور تقریروں سے ثقافت کا آخری نشان نہ مٹا دے تو کیونکر ہو! اپنا پیر لینے کے لئے ہر ایک پر "سی" بننے کا الزام نہ دھریں تو کیونکر ہے؟

موجودہ رہنما اور ذاتی اغراض

ہاں خاکسار تحریک میں چندہ نہیں اور کوئی کسی سے کچھ کھا نہیں سکتا۔ یہ دونوں باتیں ہمارے دشمنوں کی شاہ رگ پر تلوار ہیں۔ وہ ان کو سن کر ہوش میں نہیں رہتے اور آنکھیں سرخ کر لیتے ہیں۔ ایک پر غرور متکبر نے جو اپنے آپ کو مسلمانوں کا رہنما تصور کرتا ہے اور حاشیہ نشینوں کو سامنے بٹھا کر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھتا ہے ' کچھ مدت ہوئی ' مجھے بلا کر نہایت حقارت سے کہا "فرمایئے! آدم علیہ السلام کے ہبوط کے سوا دنیا کا کونسا کام بغیر چندے کے ہوا؟ کیا رسول خدا نے (معاذ اللہ) چندہ جمع نہ کیا؟ کیا صحابہ کرام اسی چندے سے کھاتے پیتے نہ رہے؟ آپ اس تحریک میں کیوں چندہ نہیں رکھتے؟ آپ چندہ رکھیں تو ہم سب جنہوں نے آپ کو بلایا ہے خدمت کے لئے حاضر ہیں؟" میرے پاس حضرت عمرؓ کا درہ نہ تھا ورنہ اس بدکار کو درے لگا کر جہنم واصل کر دیتا اور کم از کم رسول خدا اور صحابہ کرامؓ کے الفاظ بولنے نہ دیتا۔ لیکن ان لوگوں کی مخالفت کی یہ اذیت ہے۔ ان کو پھر کہہ دو کہ ہم لوہار کے مشہور کتے کی طرح ریتی سے اپنا ہی خون چاٹنے میں کچھ مزہ نہیں دیکھتے۔ قوم سے چندہ جمع کر کے قوم کو اور کمزور کرنا اور اپنوں پر ڈاکہ مارنا قوم کی رہنمائی نہیں ' سفاکی اور جلادی ہے! ہم اگر ڈاکہ بھی ماریں گے تو غیر قوم کی دولت پر ' غیر کے ملک و سلطنت پر ' غیر کے حسن دیکھ کر ' غیر کی طاقت اور امت پر ' دشمن کے بجٹ اور خزانے پر۔ قوم سے چندے کر کے ہوا میں اڑانے اور گھر پھونک تماشا دیکھنے میں ہم خاکسار کوئی لطف نہیں دیکھتے۔ ہم قوم کو نیا خون اور نئی روح اور دولت دینے کے لئے آئے ہیں۔ اس کی مردہ قوتوں کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر بیدار کرنے کے لئے آئے ہیں ' اس میں ہاتھ پاؤں کی حرکت ' فکر و عمل کا اتحاد ' اطاعت کی نفس کش طاقت ' نظم و نسق کا تکلیف دہ منظر پھر پیدا کرنے کے درپے ہیں ' آرام جان کے خوبصورت بتوں اور زنخے خداؤں کو توڑ کر خدائے ذوالجلال کی مشکل حکومت دلوں پر پھر قائم کرنے کے لئے ظاہر ہوئے ہیں ' چندہ جمع کرنے اور اپنی روٹیوں کی فکر کرنے کے لئے ظاہر نہیں ہوئے ' ہم میں سے ہر ایک فارغ البال ہے ' اپنا کھاتا ہے ' کسی کا کھاتا نہیں ' کسی کے سامنے نیچی نظریں نہیں کرتا کیونکہ نفس کش اور خدا پرست ہے ' تمہاری طرح اسلام کش اور نفس پرست نہیں ' تم اگر اس وجہ سے جنگ پر تلے ہوئے ہو تو جنگ ہے۔ ہاں! اصلی جنگ تم سے کریں گے ' تمہاری بیخ و بنیاد اکھاڑ کر رہیں گے ' تم نے قوم کے ساتھ کیا مذاق بنا رکھا ہے ' روٹیاں چاہتے ہو تو محنت کرو ' مزدوری کرو ' ٹوکریاں اٹھاؤ اور رہنمائی بھی کرو۔

رہنمائی کو "سبیل معاش" بنانا پرلے درجے کی شیطنت اور بدکاری ہے!

رہنمائی کی سند کیا ہے؟

ہاں! خاکسار تحریک کی ان بدکاروں سے جنگ ہے۔ لیکن یاد رکھو کہ عنایت اللہ اور ہر خاکسار کا پہلا اور آخری اصول ہر مسلمان سے ' خواہ وہ مخالف ہو یا موافق ' دلی اور عملی محبت ہے ' مخالفت کے باوجود عفو و درگزر ہے ' کسی کے ساتھ مخالفت میں پہل کرنا نہیں ' کسی فرد سے ذاتی مخالفت نہیں ' جو مخالفت ہوگی خدا کے لئے ہوگی ' کسی کی پگڑی اچھالنے کی غرض سے نہ ہوگی ' اس لئے ہوگی کہ اپنی روزی مانگتا ہے ' اس لئے ہوگی کہ مسلمانوں کو جمع ہونے سے روکتا ہے ' ان کی طاقت بننے نہیں دیتا ' اپنے چھوٹے سے فائدے کی خاطر کروڑوں کا زیادہ فائدے کو نہیں دیکھتا ' مکر و فریب سے سادہ لوح مسلمانوں کی جیبیں کترتا ہے ' رسول خدا کی بے چین کر دینے والی محبت سے فائدہ اٹھا کر غریب مسلمانوں کو اور غریب کرتا ہے۔ "رہنماؤں" کی دوا آج کل کسی خالی معدے کے لئے بنگال کے باپوؤں کی درخواستوں سے بڑھ کر تو وار ہو چکی ہے۔ جس شخص کو کچھ نہیں سوجھتا اس کے لئے رہنمائی کا عہدہ ہر وقت خالی ہے۔ جس کا کہیں گزارہ نہیں ہوتا اس کا گزر رہنمائی پر شاہانہ ہے۔ مزا یہ ہے کہ یہ سب سادہ مسلمان صاف طور پر ان "رہنماؤں" کی گمراہیاں دیکھتے ہیں ' اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ تقریر کرتے وقت پبلک کراچی ہے اور یہ ہنس رہے ہیں ' شراب پی پی کر اور بے حیا بچوں کو بغل میں دبا کر دین اسلام کی حمایت میں آرٹیکل لکھتے ہیں ' وہ باتیں اپنے مریدوں کے سامنے علانیہ اور فخراً کرتے ہیں کہ قلم کو گوارا نہیں ' مگر مسلمان اپنا اور اولاد کا پیٹ کاٹ کاٹ کر اس نیت سے دیتے ہیں کہ کوئی قربانی ٹھکانے لگے اور یہ خدا کی ذلیل کی ہوئی امت کسی عنوان سے بہتر ہو۔ نہیں ہم اس دوا کو مسلمانوں میں نہیں رہنے دیں گے ' جو رہنما بننا چاہتا ہے پہلے اپنے گھر بار سب کچھ خدا کی راہ میں دے کر رہنمائی کی سند حاصل کرے ' یا اگر گھر بار کچھ نہیں رکھتا تو گھر بیٹھا رہے!

ہمارا طریق عمل

ہاں! ہمارے پاس اس جنگ کے سامان میں سب سے بڑا ہتھیار محبت کا زہر ہے ' اخلاق کی مشین گن ہے۔ ہم مسلمانوں کے کسی نقصان دہ فریق سے لڑائی کریں گے تو اس انداز سے کہ کسی شخص کی ذات پر حملہ نہ ہو ' اس کا نام نہ لیا جائے ' ہم لے لے کر اپنے شیطانی جذبات کو بھڑکایا اور اپنے نفس کو موٹا نہ کیا جائے۔ یہ اس لئے کہ ہمارا مقصد اس برائی کو درست کرنا ہے ' نہیں ' اس برے شخص کو خیرباد کر کے بلا خرابی اپنے میں شامل کرنا ہے ' جو چور ہے خود اپنی داڑھی کو خلال کرے گا ' جو گنہگار ہے اس کو کیا ضرورت کہ ہمارے عام ملاحظات کو جن میں کسی کا نام نہیں اپنی ذات کی طرف منسوب کرے۔ مسلمانوں کے ہاں آج بھی اعلیٰ پایہ کے قرآن حکیم کے عالم ' بڑے مرتبے کے لیڈر ' قوم کے سچے اور غم خوار رہنما ' باعمل مولوی ' ہوش مند ملا اور صحیح

معنوں میں حافظ قرآن موجود ہیں۔ یہ سب مخلص دین اسلام کی عمارت کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض خاکسار تحریک میں شامل ہیں۔ کئی ایسے ہیں کہ جنہوں نے قوم کی خاطر اپنا سب کچھ دے دیا اور نا تک تکلیفیں سہیں اور سہ رہے ہیں۔ ہم ان تمام مخلصین اسلام کے شکر گزار اور ان کے صحیح معنوں میں خدمت گزار ہیں۔ ہماری اس مخالفت اور جنگ میں جو قوم کے بیکار افراد سے ہے ہمارا روئے سخن ان اخیار قوم کی طرف حاشا نہیں۔ ہماری بے پناہ قلم اور تلوار صرف انہیں زخمی کرے گی' جو قوم سے برا سلوک کر رہے ہیں' "قوم کو دھوکا دے کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں' "قوم کو اپنی آرام گاہ بنائے بیٹھے ہیں۔ نیک عمل اور سچے مسلمان سے خواہ وہ خاکسار تحریک میں شامل ہو یا نہ ہو' ہماری قولی عملاً اور معناً" یا اشارتاً ہرگز نہیں ابھی ابھی پنجاب کے ایک اخبار نے تحریک کے متعلق شرمناک غلط بیانیاں کیں' اپنے زعم میں تحریک کو کچلنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور یہاں تک نہ کر کہا "تحریر میں پورا الفلٹ پن ظاہر کیا' مخالف مقرروں نے بھرے مجمعوں میں عنایت اللہ کا نام لے لے کر کہا اس سے خبردار ہو جاؤ' یہ مہدی بننے والا ہے' دجال اور کافر ہے' وغیرہ وغیرہ' لیکن ہم خاکسار ان کے منہ بھی نہ آئے' اور نہ آئیں گے' نہ ان سے دو بدو ہو کر گوارا کریں گے' نہ ان کا مد مقابل بننا اپنی عزت سمجھیں گے۔ لیکن اگر آج بھی عنایت اللہ مشرقی ان سے ملے تو مشرقی اور ہر خاکسار ان کو مخلصانہ سلام کرے گا' ان سے قلبی اور عملی محبت کرے گا۔ جس کو شک ہو آزما کر دیکھ لے۔ ہماری دشمنی اور دوستی اللہ کے لئے ہے۔ ہماری جنگ صرف برے عمل سے ہے' عامل کی ذات سے ہرگز نہیں۔ عامل کی ذات کو بدیر یا بزود ہم اپنی قطار میں شامل کرنے کے خواہاں ہیں' اس سے دشمنی کیسے کریں!

موجودہ مولوی اور دین اسلام

ہاں خاکسار تحریک بیکار ملا کے عمل کے خلاف ہے' ملا کی ذات کے خلاف ہرگز نہیں۔ ہمیں آج اس امر کا کھلا اعتراف ہے کہ اگر یہ ملا' یہ مولوی' یہ عالم' یہ حافظ نہ ہوں تو آج مسجدوں پر قفل لگ جائیں۔ نماز نیست و نابود ہو جائے' صبح کی سریلی اور طبن کو ہوش میں لانے والی اذان نہ رہے' جمعے نہ رہیں' مسلمان کا وقار نہ رہے' دشمنوں کا ہم سے خوف نہ رہے' روزے نہ رہیں' مردوں پر نماز جنازہ پڑھانے والا نہ رہے۔ الغرض اسلام کی کوئی ظاہری صورت بلکہ بالآخر کوئی باطنی صورت بھی نہ رہے۔ یہ ملا اور مولوی یہ اپنی صورت اگر آج ہم میں نہ ہوں تو کسی سے پوچھ کہ "داڑھی چٹ" بے دین میں کیا حوصلہ اور بیداری تھی؟ خدا کا خوف اور سچی پیا اللہ کے لئے قربانی اور رسول کی محبت باقی رہ گئی ہے کہ صبح سویرے تڑکے اپنے نرم گرم لحافوں سے اٹھ کر اونچی آواز سے وہ دلوں کو ہلا دینے والی اذان کہے کہ اس سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل جائیں' انگریز مسلمان کی اس حالت میں بیداری کو دیکھ کر خوف کھا جائے' ہندو کے اوسان خطا ہوں' سکھ حیرت زدہ ہو جائے۔ میرا یقین ہے کہ ملا اور

مولوی کا یہ بڑا کارنامہ ہے کہ وہ آج اس سیلاب کفر و الحاد اور طوفان "تہذیب و تمدن" میں اسلام کی ظاہری شکل و صورت کو حتی الوسع برقرار رکھ رہا ہے۔ اگر نوبت آج کے پڑھے ہوئے باتیں اور انگریزی خواں کرسانوں تک پہنچتی تو دین اسلام کبھی کا مٹ گیا ہوتا۔ کسی کو ہجری مہینے کی تاریخ بلکہ مہینوں کے نام یاد نہ ہوتے' رمضان کا مہینہ کوئی مشکل سے دریافت کر سکتا' عید کو کوئی نہ پوچھتا' یوم میلاد النبی کہاں ہوتے' فقیر' سائل' یتیم کہاں رہتے' حج کا نام بھی باقی نہ رہتا' عربی زبان کی کیا گت بنتی' قرآن کو کون پڑھتا' زکوٰۃ خیرات صدقے' الغرض مسلمان کے تمام لائحہ عمل سے نیکی کا آخری نشان مٹ جاتا۔ یہ فی الحقیقت اسی گروہ کی برکت ہے کہ آج ہم کچھ اسلام کی صورت سے آشنا ہیں' ہماری جنگ ان کے اس عمل سے ہرگز نہیں' جس شے سے جنگ ہے اس کو پورا واضح کر دیا ہے۔

اسوہ رسول صرف سپاہیانہ زندگی ہے

ہاں! خاکسار تحریک تیرہ سو پچاس برس کے بعد جس سچے اور اصلی مذہب کی طرف ہر مسلمان کو لے جانے کے لئے پھر تیار ہوئی ہے وہ مذہب "خدا اور اسلام کے عملی اور باہتھیار سپاہی بننا" ہے۔ یہی سچا اور اصلی اسوہ رسول ہے اسی کے متعلق لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ قرآن میں لکھا ہے۔ اس سپاہیانہ زندگی کو ہم خاکسار اسوہ رسول سمجھتے ہیں اور اس کے سوا ہم تمہارے بنائے ہوئے کسی "اسوہ رسول" کو چلنے نہ دیں گے۔ یہ عجب مکاری ہے کہ تم کہتے ہو' رسول خدا صلعم نے مسواک کی' اس لئے مسلمانو! مسواک کیا کرو' سرور کائنات عمامہ پہنا کرتے تھے' اس لئے مسلمان کا لباس عمامہ ہونا چاہئے' ختم رسل ڈھیلے سے استنجا کیا کرتے تھے اس لئے پانی ہو ہوا کر بھی ڈھیلے سے استنجا کرو کیونکہ مقصود ان کے چھوٹے سے چھوٹے عمل اور ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کی تقلید ہے' اگر رسول خدا نے بال یوں کتروائے تو ہم بھی ویسے ہی کتروا کر "پابند شریعت" ہو سکتے ہیں' اگر پاجامہ ٹخنوں سے اونچا پہنتے تھے تو ہم بھی اسی طرح اتنا ہی اونچا رکھیں' وغیرہ وغیرہ۔ یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ تم رسول خدا صلعم کے چند لمحوں کے ہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کو ان کے ساتھ انتہائی محبت کا مظہر کر کے' اپنے دین و ایمان کا جزو خیال کرتے ہو' لیکن ان کی دن رات کی جانکاہ تکلیف برداری' ان کی چوبیس گھنٹے کی سپاہیانہ زندگی' ان کے ہر وقت تلوار اور تیر کمان سے مسلح رہنے' ان کے شب و روز جہاد کی تیاری' ان کے پے در پے غزوات' ان کے اشتراقوں کو کھونے' ان کے میدان جنگ میں دشمن سے مقابلے' ان کی ہر وقت کی مستعدی اور کیف عمل کو شیر مادر کی طرح بے ڈکار ہضم کر جاتے ہو' ان کا تمہارے تجاہل کی شیطانی لغت میں نشان تک نہیں۔ کیا یہ چوبیس گھنٹے کا عمل "اسوہ حسنہ" نہ تھا؟ کیا یہ اس امر کا روشن ثبوت نہیں کہ تم نے کئی سو برس تک رسول خدا سے کامل مکاری اور فریب کی محبت کی؟ کئی سو برس تک "اسوہ رسول" کہہ کہہ کر خدا کو عظیم الشان دھوکا دیا؟ رسول خدا کے آسمان اور زمین سو معمول کو بد دیانتی اور مکر و فریب سے "اسوہ رسول" بنا کر ان سے

جھوٹے عشق کا دعویٰ کیا؟

مسلمانوں کی خطرناک تحریف قرآنی

ہوش میں آؤ اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (یعنی اے مسلمانو! رسول خدا کا عمل تمہارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے) کی آیت قرآن کی کس سورت میں ہے؟ کیا اسی سورہ احزاب میں دشمن سے تلوار کی لڑائی' مومیدان سپاہیوں اور فیمی لشکروں' میدان جنگ میں دلوں کے اچھل اچھل کر حلق کو آنے' صف قتال میں پیٹھ نہ پھیرنے' بزدلوں کے موت اور قتل سے بھاگنے' اللہ کی فوجوں کو مو میدان بن کر لڑنے' اور كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (یعنی مومنین کے لئے صرف ایک عمل کفایت کرتا ہے اور وہ سپاہی بن کر لڑنا ہے) کا ذکر نہیں؟ کیا یہ اسوہ حسنہ والی آیت ان سب باتوں کے ذکر کے عین بعد نہیں؟ کیا اس کے عین بعد کی آیتوں میں پھر اسی سپاہیانہ زندگی کا ذکر نہیں؟ کیا ان پہلی اکیس اور بعد کی سات آیتوں میں عرب مسلمانوں کو تلوار کی لڑائی اور مومیدان ہو کر لڑنے پر اکسانے کے سوا کوئی ذکر بھی ہے؟ کیا لفظ "احزاب" کے معنی جو اس سورت کا نام ہے فوجوں اور لشکروں کے سوا کچھ اور بھی ہے؟ کیا تمام سورہ احزاب میں' نہیں کیا تمام قرآن عظیم میں کسی مسواک' کسی ڈھیلے' کسی تہہ' کسی بال کٹوانے' یا کسی پاجامہ ٹخنوں سے اونچا رکھنے کا کوئی ساذکر' چھوٹا سا اشارہ' معمولی سا ایما بھی ہے؟ کیا یہ صریح دھوکہ نہیں کہ تمہارے قرآن جاننے والے اور تمہارے دین کے علمبردار تمہیں کہاں سے کہاں لے جا رہے ہیں! خاکسار تحریک نے تیرہ سو پچاس برس کے بعد پہلی دفعہ مسلمان کو بتایا ہے کہ اسوہ حسنہ' اسوہ رسولؐ" دین اسلام الغرض خدا کا سچا مذہب صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی ہے!

مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر مرحوم اور مرحوم کے پیارے لوگ (یعنی کہ مولوی لوگ ہی مولویوں کے اثر میں) اگر جہاں تک ڈھیلوں کے سوا اپنے دونوں کی نجاست صاف نہیں کرتے' بیت الخلا میں پانی لوٹے میں لے جانا مکروہ سمجھتے ہیں۔ نمازی کے سوا کوئی شخص پانی سے طہارت نہیں کرتا۔ ۱۹۳۸ء میں میں مرحوم کے ہاں ایک علاقہ میں تھا۔ صبح کی نماز سے پہلے میدان میں دور جا کر استنجا پانی سے کر رہا تھا کہ ایک مولوی کا ایک مرتبہ گزر میرے پاس سے گزر گئے۔ میرے رفیق دوڑ' اور شکر کیا کہ بچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا طہارت کے لئے پانی لے جانا اور استعمال کرنا یہاں پر گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے۔

چھٹا باب

آسان اسلام کی غلط کاریاں

دین رسولؐ سے مسلمانوں کی دلی مخالفت

"اسوۂ رسولؐ" کو صرف اور صرف سپاہیانہ زندگی ثابت کر دینے کے بعد اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت دین اور رسولؐ خدا سے تمہاری جھوٹی محبت کا اور کیا ثبوت ہے کہ جب کوئی شخص تمہیں پھر اسی سپاہیانہ زندگی' پھر اسی محبت اور مواخات' پھر اسی حرکت اور اتحاد' پھر اسی فاتحانہ اور غالبانہ انداز پر لے جانا چاہتا ہے' جس پر رسولؐ خدا تمہارے باپ دادوں کو لے گئے تھے تو تمہارے آرام پرست جسم اور غفلت زدہ نفس فوراً پکار اٹھتے ہیں کہ اے لو! یہ شخص نبی بننا چاہتا ہے' اے لو! یہ کسی دن مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا' اے لو! اس کے "عقائد" درست نہیں' اے لو! یہ دجال اور کافر ہے۔ کیا مکاری اور شرارت کی اس آسان سازش کے اندر جو تم زبان بپا کر دیتے ہو' یہ بدبختی صاف نظر نہیں آتی کہ تم عمل سے بھاگنا چاہتے ہو' اس غریب کو بدنام کر کے اپنا آرام مانگتے ہو' اپنی چندہ خوری کی دکان کی حفاظت کرنا چاہتے ہو' رسولؐ خدا کے مشکل کاموں سے منہ موڑنے کے لئے "ختم نبوت" کی آڑ لیتے ہو' نہیں کیا مولوی اور ملا سے تمہاری صلح آج صرف اس لئے نہیں کہ وہ بیچارہ تمہارے گھر کا جھوٹا لقمہ کھا کر تمہیں آسان طور پر مسلمان بنائے رکھتا ہے' ایک مسواک اور ایک تہہ' ایک ڈھیلے اور داڑھی کے بدلے تم کو جنت کا حقدار بنا دیتا ہے' تم سے ڈر کر اور اپنے پیٹ کے دوزخ کا فکر کر کے قرآن کی آیتیں چھپاتا ہے اور اس طرح قرآن کی نص صریح کے مطابق اپنا پیٹ آگ سے بھر رہا ہے۔ (قرآن حکیم میں لکھا ہے کہ جو لوگ اللہ کی آیتوں کو چھپاتے ہیں' اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔) تم مولوی اور ملا کو آج کیوں اپنا دوست سمجھ رہے ہو' کیوں اس کا وعظ سن کر اس کو نبی اور کافر نہیں کہتے' کیوں اس کے قرآن پر اور اس کے اسلام پر جزاک اللہ اور سبحان اللہ کہہ دیتے ہو؟ کیا صرف اس لئے نہیں کہ وہ تمہارے تابع فرمان ہو کر وعظ کہتا ہے' تمہارے دل لگتی بات کہتا ہے' خدا لگتی' اسلام لگتی' قرآن لگتی کچھ نہیں کہتا! تمہارے گھر کی روٹیاں کھا کھا کر نوکروں اور ذلیلوں کی طرح تمہارے حکم کا بندہ ہے۔ وقت بے وقت' جیسی نماز چاہو پڑھا دیتا ہے' "مالک مسجد" کو کام پڑ جائے تو ظہر کو عصر کر دیتا ہے' جو معنی قرآن کے چاہو' بے دھڑک کر دیتا ہے' طلاق چاہو طلاق کا فتویٰ کٹ دے دیتا ہے' رجوع چاہو رجوع کرا دیتا ہے' حرام عورت سے چاہو نکاح کر دیتا ہے' پہلے فتویٰ کے خلاف فتویٰ منگو دے دیتا ہے' قرآن کے مشکل حکموں کو نظر انداز کر دیتا ہے' جہاد اور قتال پر عمل کو منسوخ بتاتا ہے۔ کیا وہ تمہیں اس لئے پسند نہیں کہ تمہارے مطلب

کا آدمی ہے' تمھیں اسلام کا کوئی تکلیف دہ حکم نہیں سناتا' تمھاری غفلتوں کی تاویلیں اور حیلے ڈھونڈتا ہے۔ ہاں! جو شخص اسوۂ رسول کو صرف تسبیح اور مسواک' صرف ڈھیلے اور داڑھی پر ختم کر کے تمھیں جنت کے سبز باغ دکھلاتا رہے' وہ تمھارا مولانا اور مولوی' وہ تمھارا لیڈر اور مرشد' وہ دین کی سند اور عالم' لیکن جو شخص سرور کائنات کے چوبیس گھنٹے کے عمل اور ہر وقت کی دھن کو سامنے رکھ کر تمھیں اس پر عمل کے لئے بلائے وہ دجال اور کافر' وہ ختم انبیاء کے بعد نبوت کا مدعی اور مہدی! کیا یہ اس بات کا کھلا ثبوت نہیں کہ تم نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد کسی انسان کا حق نہیں سمجھتے کہ وہ نبی کی صحیح تعلیم تم میں پھر رائج کرے؟ کیا یہ اس امر کی روشن دلیل نہیں کہ تم نبوت کے ختم ہونے کے بعد نبی کی تعلیم کو پھر رائج کرنے کے دشمن ہو' نبوت کے ختم کر دینے کے بعد نبی کی تعلیم بھی "ختم" سمجھتے ہو' ختم نبوت پر خوش ہو کر اب قرآن کو "ختم" کرنا چاہتے ہو' جو قرآن کھول کر تمھیں پھر دکھائے' اس کو نبی ہونے کے طعنے دے کر خاموش کرنا چاہتے ہو' تمھیں یہ تمام پاکھنڈ جو تم نے ہر مخلص شخص کی آواز پر مچا رکھا ہے' کیا اس امر کا ثبوت نہیں کہ تم کو "نبی" کی صحیح تعلیم' نبی کے قرآن اور اسلام' خدا اور خدا کے آخری پیغمبر سے صاف دشمنی ہے۔ تم ہر اس آواز کو نبوت سمجھتے ہو جو تمھیں غفلت کی نیند سے جگائے' اس کے گلے میں روئی ٹھونسنا چاہتے ہو' جو تمھیں بیدار کرنے کا ارادہ کرے!

"ختم نبوت" کی آڑ میں مسلمانوں کی کام چوری

کیا تمھاری رسولِ خدا سے مکارانہ محبت کی لغت میں "ختم نبوت" کے معنی آج یہ نہیں کہ چونکہ عمل پر تکلیف دینے والے اور خدا کی راہ میں جان اور مال مانگنے والا محمدؐ مدت ہوئی چل بسا اور شکر ہے کہ چل بسا' بلکہ الحمدللہ کہ اب قیامت تک کوئی دوسرا تکلیف دہ نبی آنے کا نہیں' اس لئے اب جو شخص بھی ہم سے قرآن پر عمل چاہے گا ہم اس کو نبی ہونے کا طعنہ دے کر اسلام سے خارج اور خاموش کر دیں گے' ہم بولنے سے پہلے اس کی عزت اور شہرت کا گلا گھونٹ کر رہیں گے۔ کئی سو برس تک ہمارے باپ دادوں کو ایک نبی نے بے حد تکلیف دی۔ اب اس نبی کے "خاتمے" کے بعد کوئی دوسرا شخص اس کے صحیح اسوہ پر چلانے والا آیا تو ہم قرون اولیٰ کے کافروں کی طرح اس کی بے حد مخالفت کریں گے' اس کو جھوٹا نبی اور دجال کہہ کر اس کی عزت کو ختم کر دیں گے۔ خدا کا شکر ہے کہ تیئیس برس کے بعد نبوت ختم ہوئی تھی اس لئے اب قرآن پر عمل بھی "ختم" ہے! قرون اولیٰ کے مسلمان بھی ہمیشہ کے لئے "ختم" ہو گئے۔ اب ہماری دوستی صرف ہمارے نمک خوار مولوی اور ملا سے ہے جو جنت کے لئے غازی (قرآن حکیم میں لکھا ہے کہ کیا تم جنت میں داخل ہونے کے گمان میں ہو' حالانکہ ابھی ہم نے آزمایا ہی نہیں کہ تم میں سے کون تلوار سے لڑنے والا ہے؟) بنے

کی کڑی قرآنی شرط کی بجائے تسبیح' مسواک اور داڑھی کی آسان "اسلامی" شرطیں پیش کرتا ہے! نبوت کے ختم ہونے کے بعد قرآن پر پھر عمل کرانے کی مجال اب کس انسان میں ہو گی؟ جب آسان اسلام کئی سو برس سے موجود ہے تو کسی کو کیا ضرورت کہ پرانے اور کھوٹے قرون اولیٰ کے اسلام کے متعلق کسی شخص کے ڈھکوسلے سنے۔ **ان ھذا الا اساطیر الاولین**' ہمارا مقولہ رسولِ خدا کے عہد میں تھا اور تکلیف دینے والے اسلام سے ہمارا رویہ آج بھی وہی ہے!

ہمارے پیش نظر کیا ہے؟

یاد رکھو خاکسار تحریک کا ہر فرد مسلمان کے اس جھوٹے اسلام کی بنیادیں اکھیڑنے کے درپے ہے۔ ہماری ہر مسلمان سے جو عملاً مسلمان نہیں بنتا' تلوار کی جنگ ہے! ہمارے نزدیک ہر مسلمان جو حسب طاقت اپنے عمل سے چند برس کے اندر اندر دوبارہ قرون اولیٰ کا سماں پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں' دائرۂ اسلام سے باہر ہے۔ ہم خود جب تک اپنے عمل سے وہی بات پھر پیدا نہ کر لیں جو قرآن نے کئی سو برس تک پیدا کی اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ہم دین اسلام کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے اٹھے ہیں اور کسی مردہ اور نقلی اسلام کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے جو بھی ہماری راہ میں روڑا اٹکائے گا ہمارا دشمن ہے اور اس سے ہماری کھلی جنگ ہے۔ ہم کسی دشمن کے کفر کے فتووں یا مہدیؐ بننے کے الزاموں سے ڈر کر خاموش نہیں ہو سکتے' لیڈروں اور پلاؤ خوروں کی دکانیں ہم اجاڑ کر رہیں گے' ان کے تمام بدمعاشی کے اڈے اور عیاشی کے جلسے تباہ کر دیں گے' سادہ لوح مسلمانوں کو لوٹ کر ان کے عیش و عشرت کے طریقے چلنے نہ دیں گے۔ ہمارا سیدھا سادہ اسلام یہ ہے کہ مسلمان دوبارہ بے غرض سپاہیانہ زندگی اللہ کے لئے پھر اختیار کرے جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی تھی۔ یہی اسوۂ رسولؐ ہے۔

آسان اسلام کی حقیقت اور علمائے عصر کا اسلام

ہاں! تمھارے "آسان اسلام" کے پیشوا بے دھڑک اور بے سند کہتے چلے آئے ہیں کہ داڑھی کے بغیر مسلمان مسلمان نہیں' ہم ان سے ہزار گنا زیادہ قوت اور قرآنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ توپ اور تلوار کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں۔ نہیں' بلکہ آج بیلچے کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں۔ تمھارے پیشواؤں کے سامنے داڑھی رکھنے کی ظنی قرآنی سند اگر **لا تاخذ بلحیتی** (میری داڑھی نہ پکڑ) ہے تو ہمارے سامنے تلوار رکھنے کی صحیح سند **خذوا حذرکم** (ایمان رکھتے ہو تو ہتھیار پکڑو) موجود ہے۔ تم اپنی سند کو ہماری سند سے مقابلہ کر کے دیکھو اور اندازہ کرو کہ تمھاری سند کس قدر بودی اور بے ہودہ ہے' تم داڑھیاں رکھ رکھا کر کیا حجروں میں بیٹھنے والے مسلمان' اور ہم بیلچے اٹھوا اٹھوا کر کیا اللہ کا کام کرنے والے

مسلمان پیدا کر رہے ہیں۔ تمہاری داڑھی کے بالمقابل ہمارا چیلنج کس قدر مفید اختیار ہے۔ یہ درست ہے کہ داڑھی کا رکھنا رسول خدا صلعم کے ایک نہایت چھوٹے سے رسمی فعل کی پیروی ہے' لیکن ایمان اور اسلام کا انحصار اس پر ہرگز نہیں۔ ۱۹۲۶ء میں موتمر خلافت کے موقع پر قاہرہ کے سٹیشن پر کم از کم ایک ہزار جامعہ ازہر کے علماء اور پروفیسر میرے استقبال کے لئے موجود تھے' وہ سب کے سب پلیٹ فارم پر ایک قطار میں کھڑے تھے اور غالباً کسی کا لباس میرے نزدیک شرعاً قابل اعتراض نہ تھا' لیکن میں نے ان کی داڑھیوں کی طرف بہ غور تکنے کے باوجود ایک کو بھی ہندوستان کے مولویوں کی شرعی داڑھی کے ساتھ نہیں دیکھا۔ سب خوبصورت چاق وچوبند کتری ہوئی داڑھیوں یا صفاچٹ رخساروں والے جوان نظر آتے تھے۔ شیخ الاسلام کو چھوڑ کر جن کی داڑھی مٹھی بھر بھی نہ تھی' شیخ حسین والی سیکرٹری المعاہد دینیہ کی داڑھی کل دو انچ لمبی تھی' شیخ مصطفیٰ المراغی کی داڑھی البتہ شیخ الاسلام کی داڑھی سے قدرے دراز تھی' شیخ فراج المنیاوی سیکرٹری موتمر صفاچٹ تھے۔ علمائے ازہر میں سے کسی کے بدن پر میں نے تمہارا ٹخنوں سے اونچا پاجامہ نہیں دیکھا۔ بیسیوں مسجدوں میں نمازیں پڑھی ہوں گی' کسی ایک مسجد میں تمہاری گندگی سے بھری مسواکوں کو طاقچوں میں لگا نہ دیکھا' کسی ایک امام نے بھی تہ بند پہنا تھا' کوئی ایک ڈھیلے سے استنجا نہ کرتا تھا' کسی ایک خدا کے گھر کے اندر تمہارے پیشاب خانے اور پاخانے نہ دیکھے' کوئی ایک کلیوں اور تھوکوں سے بھرا ہوا حوض نہ دیکھا' کسی ایک مسجد میں تمہارے بے حیائی سے بھرے ہوئے غسل خانے نہ دیکھے' کسی ایک خانہ خدا میں تمہارے جسم کی گندگیاں نہ دیکھیں۔ امام مسجد کی عظمت اس کی بلندی خیال اور سلیقے کو دیکھا' مسجدیں نمازیوں سے اٹاٹ بھری دیکھیں' مسجدوں اور خطبوں کو ایک نظام اور ایک صف میں دیکھا' ہر نماز کی اذان میں وقت پر دیکھیں' نماز کے لئے شوق اور ہر کوٹ پتلون والے نمازی کا اضطراب دیکھے' سب کی ایک نماز اور ایک چلن دیکھا' ہر نماز کی اذان میں وقت پر دیکھی' مسجد سے باہر کرسیوں والے صاف وضو خانے دیکھے' مسجدوں کے اندر ملائم اور معطر نرم نرم صوفوں اور آرام کرسیوں سے مزین ملاقات کے دالان دیکھے' ان کے اندر پچاس پچاس ہزار کتابوں والے کتب خانے دیکھے' مسجدوں کے گول کمروں میں گھنٹوں تک نمازیوں کی صحبتیں دیکھیں' چائے اور قہوے کے دور چلتے دیکھے' آپس میں مسلمان نوازیاں دیکھیں' شیخ الاسلام بلکہ ہر عالم کی سچی دینداری اور اسلام کی عظمت کے لئے اس کی اپنی تڑپ دیکھی۔ دین کے معاملے میں جامعہ ازہر کا ادنیٰ عالم بلکہ قاہرہ کی ہر مسجد کا ادنیٰ خطیب تمہارے ہندوستان کے بڑے سے بڑے ریش بردار مولوی کا باوا ہے۔ تم میں سے کوئی بڑے سے بڑا مولوی دو سطریں صحیح عربی کی نہیں لکھ سکتا۔ کسی کو قرآن' حدیث' فقہ' ادب' فلسفہ' ریاضیات پر وہ عبور نہیں جو مصر کے ایک چھوٹے تنخواہ دار ملازم محکمہ کو ہے۔ جن دینی علوم اور علمی کتابوں کا

کسی ہندی مولوی نے نام تک نہیں سنا' ان علوم پر تصانیف اور ان کتب کی شرحیں مصری محکمہ دینیات کے منتشوں (انسپکٹروں) نے مجھے تحفتہ' دیں اور اب تک موجود ہیں۔ ایک مصری خاتون (تیہ خانم) نے ۱۹۲۶ء میں مشہور ملا عبدالقادر الجزائری کی تصنیف کو اپنے والد محترم (رفیق پاشا) کی وصیت کے مطابق دس ہزار جلدوں میں مفت شائع کیا تھا' ہندوستان کے "علما" کے حصے کی کئی سو جلدیں تقسیم کرنے کے لئے مجھے کہا گیا۔ سوائے پنجاب کے ایک پیر کے کسی کی رسید تک نہ پہنچی' اور اس کی تین عربی سطروں میں بھی پانچ غلطیاں تھیں۔ بیچارے مولوی کیا جانتے تھے کہ یہ تصنیف کیا بلا ہے؟ الغرض دین اسلام کی اس تصویر کے بعد تمہاری اسوۂ رسول کی تشریح کدھر رہ جاتی ہے؟ تمہاری داڑھیوں اور ڈھیلوں کی کیا قیمت ہے' تمہاری بے روح نمازوں کی خدا کے نزدیک کیا وقعت ہے؟ میرے پاس قاہرہ کے سٹیشن پر فوٹو کا کیمرہ نہ تھا' ورنہ جامعہ ازہر کے ان علماء کی تصویر کھینچ کر بتلاتا کہ جہالت' بیوقوفی اور کوتاہ اندیشی کی کس اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھ کر تم دین اسلام کو دیکھ رہے ہو؟ تمہارے اسوۂ رسول کی تصویر دنیا کے کسی گوشے میں نہیں! تمہاری اسوۂ رسول کی داڑھیوں اور ڈھیلوں والی تشریح تب بجا ہے' جب تم مجاہد بھی ہو' رسول خدا اور صحابہ کرام کی طرح تلوار سے ہر دم لیس بھی رہو' ایک دن میں اس تلوار سے تو قلعے اور شہر فتح بھی کرو' راہ خدا کی جناب میں کراہیں اور دونوں کو خدا کی زمین پر قبضہ بھی کرو اور ساتھ ساتھ داڑھیاں بھی رکھو۔ میدان جنگ میں جہاں پانی کم ملتا ہے' ڈھیلوں سے استنجا بھی کرو! انصاف کرو کہ نرے ڈھیلے اور نری داڑھیوں سے تم مسلمانی کا دعویٰ کیا کر سکتے ہو؟

ساتواں باب

ملازمین حکومت کا دین اسلام سے مکر

قرآن سے بچنے کے لئے تعلیم یافتہ مسلمان کے "شرعی" حیلے

مولویوں اور "علماء" اسلام کو اس ناملائم تنبیہ کے بعد، بلکہ اس تنبیہ کے ساتھ ساتھ میرا روئے سخن ان قوم کے مجرم اور غافل لوگوں کی طرف بھی ہے جو قرآن کو بطور خود پڑھ کر اور خود صاحب علم ہو کر اس سے بھاگ رہے ہیں۔ قرآن میں پڑھ کر اسلام کیا چاہتا ہے، قرآن والوں کی قطار میں منافقوں کی طرح الگ سے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ جانتے ہیں کہ مولوی غلط کہہ رہا ہے، جانتے ہیں کہ مطلقاً کہہ رہا ہے، لیکن آپ بھی مطلقاً اس کے پیچھے لگے ہیں۔ آپ بھی اس سے ملے ہوئے ہیں۔ اس کو "مولانا" اور "افضل اولیاء" کہہ کر شہ دے رہے ہیں کہ ملا ہی فی الحقیقت ہمارا "مولا" اور "ہمارا خدا" ہے۔ قرآن میں لکھا ہے کہ جو شخص قرآن کا علم رکھ کر قرآن سے قتل کرتا ہے، اس کو بڑی سزا اور عذاب جہنم ہے۔ اس وقت مجھے الفاظ صحیح یاد نہیں لیکن مطلب یہی کچھ ہے۔ لیکن یہ لوگ قرآن خود پڑھ کر پہلے حیران سے ہوتے ہیں کہ یہ! اس میں تو وہ اسلام نہیں لکھا جو مولوی بتاتا رہا ہے۔ پھر بدنیتی سے قرآن کو مولوی کے پاس لے جاتے ہیں تا کہ خود مولوی قرآن سے بچنے کا کوئی حیلہ بتائے۔ وہاں اس کے سامنے زانوئے ادب تہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں، اور مولوی کو "مولانا" یعنی اپنا رب کہہ کر نرمی سے اعتراض کرتے ہیں کہ "مولانا! فلاں بات قرآن میں کیوں لکھی ہے؟ حضرت! یہ معاملہ اس طرح کیوں کیا ہے؟" اس وقت ان کی آنکھوں اور کیف خطاب میں صریح مکاری اور مولوی سے صاف خفیہ سمجھوتہ ہے کہ تم "عالم دین ہو" "لوگ تمہیں "دین کا بزرگ" سمجھتے ہیں، اس تکلیف دہ قرآن سے بچنے کا کوئی شرعی حیلہ بتاؤ۔ تمہاری بزرگی تو اس لئے مسلم ہے کہ ہم دو سو روپیہ تنخواہ پانے والے ہو کر تمہارے سامنے مودب ہو کر بیٹھے ہیں۔ انگریز کی ملازمت کر کے اور انگریز کو خدا مان کر صرف گورنمنٹ سروس رولز (یعنی انگریزی ملازمت کے قواعد) کی حرف بحرف تعمیل ہو سکتی ہے لیکن قرآن بھی آخرت کے "سروس رولز" کی کتاب ہے، باپ سے ورثے میں ملی ہے، ماں کے پیٹ سے نکل کر یہی کلام کان میں پھونکا گیا تھا، اس سے بھی اگر اور زیادہ نہیں تو کم از کم پنشن تک کچھ نہ کچھ ملتی رہے، کم از کم پنشن تک تو خدا سے وال دلیا کرنے کی کچھ بھی بتا دیجئے! بلکہ ہم تو "عالم دین" نہیں، تمہاری سند ہی کچھ کر سکتی ہے، اپنے منہ سے کچھ کہہ کر عمر بھر اطمینان دلا دیجئے" آخرت کے دن آپ سے زیادہ کس کی عزت ہو گی؟ آپ کی وجہ سے ہی اللہ میاں سے اس دن کسی نہ کسی طرح جان چھڑا لیں گے۔ اس وقت معاملہ بڑا نازک

ہے، خدا اور انگریز دونوں کو راضی رکھتا ہے، دونوں سے بات جب تک بنی نہ رہے، پیٹ اور دل دونوں مطمئن نہیں ہو سکتے!"

انگریز کی خدائی اور مسلمان کی عبادت

"مولانا! انگریز بڑا سخت خدا ہے، بھی مٹا میں، روز چھپا بیٹھا رہتا ہے، لیکن اس کا خوف اتنا ہے کہ جو ہیں گھٹنے بدن کی رگ رگ میں رچ گیا ہے، اس کی خاموشی بدن پر رونگٹے کھڑے کر رہی ہے، اس کے حکموں کو دیکھ کر نیند نہیں آتی۔ تمام دن اس کی خوشنودی کی فکر جسم کو کھلاتی رہتی ہے اور ہم اس کے ڈر سے سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہیں، کھانا بھی ہضم نہیں ہوتا مگر ٹھیک دس بجے دفتر جاتے ہیں، تمام دن خود بخود کام کرتے ہیں، حکموں پر حرف بحرف عمل خوش دلی سے ہے۔ ایسی حالت میں قرآن کے حکم جو انگریز کے حکم کے صریح خلاف نظر آتے ہیں کیونکر ہمیں نگلیں جائیں۔ "دنیا کو دوست رکھنے" کا بھی تو خدا ہی کا حکم ہے، اگر قرآن کی مانیں تو انگریز خفا ہو جائے گا اور یہ بال بچے جو ہم نے بیوی پر سوار ہو کر اپنے زور سے پیدا کئے ہیں کیونکر پل سکیں گے۔ نہیں "توبہ توبہ" یہ "خدا ہی کا مال" ہیں اور ان کا پالنا بھی تو خدا ہی کا کام ہے!" الغرض مولوی اپنی خوشامد سن کر رنگیں پھیلاتا ہے اور اس دو سو روپیہ نقد تنخواہ پانے والے مسلمان نما انگریز پرست کو خدا ہی کا کام ہے!" الغرض مولوی اپنی خوشامد سن کر رنگیں پھیلاتا ہے اور اس دو سو روپیہ نقد تنخواہ پانے والے مسلمان نما انگریز پرست سے آنکھ ملا کر کہتا ہے کہ "میاں قرآن خوان! یہ معاملہ "شریعت" کا ہے، یہ آیتیں جن کے متعلق تم پوچھنے کے لئے آئے ہو غزوہ احد کے وقت "نازل" ہوئی تھیں، فلاں کا "شان نزول" اس طرح کا تھا، فلاں کی حقیقت کا تمہیں علم نہیں ہو سکتا جب تک "تفسیریں" نہ پڑھو۔ تم قرآن کے متعلق ان جھمیلوں میں کیوں پڑے ہو، "کنز الدقائق" اور "ملا حسن" پڑھو تاکہ تمہیں اسلام کے "مسئلے مسائل" سے واقفیت ہو، داڑھی تو خیر تم نے رکھی ہے، ذرا لمبی ہونی چاہئے تھی، لیکن خیر! لبوں کو درست رکھا کرو، میں تمہیں تعویذ لکھ دوں گا جس سے ہر آفت سے جان بچے گی، نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ پر عمل رکھو بلکہ زکوٰۃ اگر ہمارے مدرسے میں ہی بھیجا کرو تو ٹھیک رہے گی، اس کا ثواب زیادہ ہو گا۔ اللہ سے خاتمہ بالخیر اور آخرت میں نجات کی یہ آٹھ آنہ قیمت والی دعا اچھی ہے، اس کو لے جاؤ خدا خیر کرے گا۔ تم کوٹ پتلون پہنتے ہو لیکن خیر ترکی ٹوپی بھی ساتھ ہے، کچھ فکر نہیں!"

انگریز کی عبادت کا صحیح کیف!

ان مکار ترک نما اور نیم مسلمان قرآن خوانوں سے جو مولوی کے ساتھ خفیہ سمجھوتہ کر کے خدا کو دھوکہ دینے کے زعم میں ہیں، کہہ دو کہ اور کسی کو ہو نہ ہو تمہیں ضرور بڑی سزا ہے! اور مسلمان تو خیر

جائیں نہ جائیں، تم ٹھیک سمجھتے ہو کہ عبادت کیا ہے کیونکہ انگریز کی عبادت یعنی غلامی میں دن رات عملاً لگے ہو۔ سوچو کیا وقت کے پابند رہتے ہو؟ کیا "دفتر کے وقت" کا تہلکہ گھر میں مچا ہے؟ کیا بیوی سے نو بجے ہی الجھنے لگتے ہو، نوکر سے اس وقت کیا بھاگ دوڑ کراتے ہو؟ کیا دل کو دھڑکن ہر وقت لگی ہے؟ کیا انگریز کا کھٹکا ہر آن ہر عضو میں رہتا ہے؟ کس طرح ہر ادنیٰ افسر کے آنے پر دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہو؟ کس طرح دم بخود تمام دن دفتروں میں کام کرتے ہو؟ ججوں کی کرسیوں پر پھانسیوں کی سزائیں دیتے ہو لیکن ذرا انگریز کا ہے "ہر" اوپر سے آئے ہوئے "حکم" کو کیونکر غور سے پڑھتے ہو؟ کیوں اس کی "تاویل" کر کے اس کو ٹالنے کا خیال تک نہیں گزرتا؟ کیوں ان حکموں کے بارے میں کسی وکیل سے مشورہ نہیں لیتے کہ ٹل جائے؟ کسی قانون دان سے سمجھوتہ نہیں کرتے کہ ملتوی ہو جائے؟ کیوں ان حکموں پر حرف بحرف اور سرتاسر فوراً عمل کرتے ہو؟ کیوں ان حکموں کو چوم کر طاق پر نہیں دھر دیتے؟ کیوں ان کے ریشمی غلاف اور جزدان نہیں بناتے؟ کیوں لفافہ پھاڑتے وقت ہونٹوں پر پپڑیاں جم جاتی ہیں؟ کیوں ہوش خود بخود ٹھکانے نہیں رہتے؟ کیوں دس روپیہ اگر مہینہ (اضافہ تنخواہ) کی دھن میں دن رات ایک کر دیتے ہو؟ صاحب کے بنگلوں پر پروپیگنڈہ پھرتے ہو؟ خانساموں اور بیروں کی خوشامد کرتے ہو کہ ایک ملاقات ہو جائے؟ کیوں انگریز سے ہاتھ ملانے کی باتیں سرور سے کرتے ہو؟ کیوں اس ملاقات کا سرور گھنٹوں اور مہینوں تک چڑھا رہتا ہے؟ کیوں جب اس کے بنگلے پر جاتے ہو تانگے کو ایک میل دور چھوڑ دیتے ہو؟ کیوں جوتے کو تین سو گز کے فاصلے پر اتار دیتے ہو؟ کیوں انتہائی ستھرے اور بے داغ کپڑے پہن کر جاتے ہو؟ کیوں منہ ہاتھ دھو کر، کیوں بالوں کو درست کر کے، کیوں طرہ نکال کر جاتے ہو؟ کیوں چست نظر آنے کی سعی کرتے ہو؟ کیوں اس کے بنگلے کے (احد و د تین) کہیں باغ میں بھی پیشاب نہیں کرتے؟ کیوں وہاں ہی منہ ہاتھ نہیں دھو لیتے؟ کیوں وہاں کلیاں بھر بھر کر نہیں پھینکتے؟ کیوں بنگلہ کی نالیوں میں نہیں تھوکتے؟ کیوں جب حضوری میں جاتے ہو، منہ سے بات نہیں نکلتی، رستے میں یاد کر کے جاتے ہو کہ کیا کہوں گا کیا پوچھیں گے کیا جواب دوں گا؟ یہ داغ جو کپڑے پر ہے بے وقوف بیوی نے لگا دیا ہے اور دھویا نہیں، کہیں صاحب نہ دیکھ لے، خیر اس کو چھپاؤں گا۔ مجھے بتاؤ تمہاری عبادت کا یہ کیف انگریز کے ساتھ کیوں ہے اور اس کیف کو جان کر پھر اللہ کی عبادت کے معنی مولوی سے پوچھنے جاتے ہو؟ قرآن پڑھ پڑھ کر پھر اس کے "درس" میں شامل ہوتے ہو کہ کہیں کام چوری کی کوئی سبیل پیدا ہو۔ تمہیں تقویٰ کا صحیح کیف معلوم ہے، تمہیں معلوم ہے کہ انگریز کا تقویٰ دفتر کے ہر کلرک کو دوسرے کلرک سے حتی الامکان الگ رکھتا ہے، سب اپنے اپنے کام پر دل سے لگے ہیں، کسی کی کسی سے کچھ لاگ نہیں ہو سکتی، ایک دفتر والے کی دوسرے سے دشمنی ہو یا دشمنی کی وجہ سے کام میں رکاوٹ ہو تو جھٹ شکایت، پٹ سزا ہو جاتی ہے، تمہیں حضوری حاکم کا ٹھیک

مطلب معلوم ہے، تمہیں آپس میں دفتری مساوات کا صحیح حس ہے، تمہیں دفتری کام میں دیانت داری، راست بازی، رواداری، پورے ماپ تول، امانت، روپیہ کا صحیح خرچ، وقت کی پابندی، اطاعت امیر الغرض کوئی قرآنی آیت اور حکم نہیں جس کا سچا احساس اسی بیس روپیہ کی ملازمت میں حاصل نہ ہو گیا ہو، پھر تم اس قرآن کے معنی پوچھنے کے لئے ملا اور مولوی کے پاس کیوں جاتے ہو؟

انگریز کے ملازم کا علم قرآن

انصاف کرو کیا اس انگریزی ملازمت ہی نے تمہیں قرآن کا صحیح علم نہیں دے دیا؟ "اللہ کی عبادت" کا وہ عملی علم نہیں دیا جس کی بے چارے کم علم مولوی کے باوا کو خبر نہیں۔ جب تم قرآن خود پڑھ سکتے ہو، نہیں، جب قرآن خود پڑھا ہے اور ایک دنیاوی حاکم کی ملازمت اختیار کر کے عملاً اس کی عبادت میں لگے ہو اور دن رات اس کی عبادت کو محسوس کر کے اللہ کی عبادت کو خوب سمجھ سکتے ہو کہ یہ مراد ہے، سمجھ سکتے ہو کہ جب ساتھ کروڑ مسلمان "اللہ کی عبادت" میں لگ جائیں گے تو وہ کتنے "بڑے دفتر" کے مالک ہوں گے اور وہ سلطنت کس قدر ہیبت ناک ہو گی! تو صاف بتاؤ کہ کیا تمہیں قرآن کا علم نہیں؟ قرآن کریم میں "علم" سے مراد وہ شے ہے جو تمہاری آنکھوں نے دیکھ لی اور کانوں نے سن لی (و لا تقف ما ليس لك به علم ان السمع و البصر و الفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولا: ترجمہ: اور اے مخاطب! اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تمہیں "علم" نہیں، کیونکہ تمہارے کان اور آنکھ اور قلب سلیم سے پوچھ ہو گی کہ بے دیکھے سنے کیوں یقین کیا؟ گویا از روئے قرآن علم کان اور آنکھ اور قلب سلیم کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے) کیا تم نے اپنے دفتروں میں اور اپنے عہدوں کی کرسیوں پر قرآن کی آیتوں اور حکموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور کان سے سن کر علم حاصل نہیں کیا۔ جب علم حاصل کر لیا ہے تو سنو! قرآن کہتا ہے کہ "حیف ہے اس سب سے بڑے جھوٹے اور خطا سے بھرے شخص پر کہ ہمارے حکموں کو پڑھے جانے کے وقت صاف سنتا ہے، پھر ان سے روگرداں ہو جاتا ہے کہ گویا سنے ہی نہیں، تو اے محمدؐ! ایسے شخص کو دردناک عذاب کی بشارت دو، لیکن جس شخص نے ہمارے احکام کا علم حاصل کر کے اس کے عینی مشاہدے کے بعد ان کو ٹالنے کے بہانے کئے، ان کو رسوا کرنے والا عذاب اور آخرت میں جہنم ہے، ان کو ان کے دنیا کے عمل کچھ فائدہ نہ دیں گے، نہ وہ خدا جو انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دنیا میں پکڑ رکھے ہیں اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار ہے"

ویل لکل افاک اثیم یسمع ایت اللہ تتلی علیہ ثم یصر مستکبرا کان لم یسمعہا فبشرہ بعذاب الیم و اذا علم من ایتنا شیئا اتخذہا ہزوا اولئک لہم عذاب مہین ○ من ورائہم جہنم و لا یغنی عنہم ما کسبوا شیئا و لا ما اتخذوا من دون اللہ اولیاء و لہم عذاب عظیم ○ (سورہ جاثیہ پارہ ۲۵ آیت ۷-۱۰)

کیا اب اس صاف شہادت کے بعد قرآن کا علم رکھ کر اس سے مکر کرنے والوں کی سزا جہنم نہیں!

خاکسار تحریک میں ملازمین حکومت شامل ہو سکتے ہیں

لیکن کیا آج اس حالت میں کہ مسلمان غیر کا محکوم ہے' قرآن پر معمولی عمل بھی نہیں ہو سکتا؟ خاکسار تحریک میں اس وقت بیسیوں ملازمین اور مجبور لوگ عملاً شامل ہیں' بیلچہ پکڑ کر قطار میں آتے ہیں' سپاہیانہ قواعد کرتے ہیں' خدمت خلق کرتے ہیں' نماز پڑھتے ہیں' مسلمانوں کی ایک قطار پھر بنانے کی فکر میں ہیں' پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار روپیہ کی آمدنی والے بھی ہیں' چودہ چودہ روپے کے چپڑاسی بھی ہیں' پولیس والے بھی ہیں' فوج والے بھی ہیں' کیا ان کو کسی انگریز نے روکا؟ کیا انگریز جس کا اخلاق مسلّم طور پر بلند ہے' اس قدر چھچھورا اور اوچھا ہے کہ ایک خالص مذہبی تحریک کو جس میں بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے' جس میں خدا کے آگے سر جھکانا ہے' جس میں چستی اور نظام پیدا کرتا ہے' جس میں حکومت کے اعمال پر نکتہ چینی نہیں' جس میں کسی قوم سے الجھنا نہیں' جس میں ہر خاکسار کو تعلیم دی جاتی ہے کہ بلا لحاظ مذہب و ملت اور بے پاس رنگ و نسل ہر مخلوق حتیٰ کہ حیوان اور نباتات کی بے لوث خدمت کرے' کیا انگریز کے پاس کوئی دلیل ہے کہ اس کو برا سمجھے یا اپنے ملازمین اور کارندوں کو اس میں شامل ہونے سے روکے؟ کیا ہندوستان میں اور قوموں کی کئی تحریکیں مثلاً سیوا سمتی' مکتی فوج' مہابیر دل' قادیانیت وغیرہ وغیرہ موجود نہیں جن میں کثرت سے ملازمین حکومت شامل ہیں؟ کیا حکومت نے کبھی ان ملازمین کو روکا؟ کبھی کسی ملازم کی پنشن ضبط ہوئی؟ کسی کو نوٹس ملا کہ تحریک سے علیحدہ ہو جاؤ' کسی سے تعرض کیا؟ میں نے اگرچہ ابھی تک اپنی پنشن نہیں لی' لیکن میری پنشن ضبط نہیں ہوئی' بلکہ سرکار کے ہاں سے مسلسل اطلاعیں اب تک آتی ہیں کہ پنشن کب لو گے؟

الغرض سرکار والا تبار کو ہمارے مذہب سے کوئی سروکار نہیں' نہ ہو سکتا ہے۔ خاکسار تحریک کا مقصود بالذات اس مذہب کو سربلند کرنا ہے' حکومت کی سیاست میں الجھنا ہرگز نہیں۔ حکومت سے الجھن ہمیں تب ہو سکتی ہے کہ وہ ہمیں قرآن پر عمل کرنے سے روکے۔ حکومت نے ۱۸۵۸ء کے بعد ہی صاف اور واضح طور پر اعلان کر دیا تھا کہ "سرکار ہر مذہب کے متعلق غیر جانبدار رہے گی۔"

آٹھواں باب

تحریک کی حیات انگیز خصوصیات

خاکسار تحریک کا پروگرام

خاکسار تحریک کے مقاصد کی اس مسلسل تشریح کے بعد جو شے لائق شرح و بیان رہ جاتی ہے یہ ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمارا طریق عمل کیا ہے اور کیوں ہے؟ ہم نے مسلمان کو پھر حقیقی معنوں میں سربلند کرنے کے لئے کیا پروگرام سوچا ہے اور اس پروگرام کی منطق کیا ہے؟ خاکساری کا پروگرام یہ ہے کہ اے مسلمانو! محلہ وار جماعتیں بناؤ' دیہات میں نماز مغرب سے پہلے یا شہروں میں نماز عشاء سے پہلے) ایک قطار میں اسی محلے میں کھڑے ہو جاؤ' پھر مقرر کردہ سالار کے حکم کے ماتحت بیلچے سے سپاہیانہ قواعد کرو' عام خاموشی اختیار کرو' قواعد کے بعد خدمت خلق کرو' خدمت خلق کے بعد ایک قطار میں نماز پڑھ کر گھروں کو رخصت ہو جاؤ! پس اس پروگرام میں قوم کی سربلندی اور فتح و ظفر کا راز کیونکر ہے؟ قوم کو یہ یک دست آسمان تک بلند کر دینا کس طرح پر ہے؟

مذہبی فرقہ بندی کا علاج

۱۔ مسلمانوں کی شکست کا باعث پچھلے تیرہ سو برس کے کئی حادثے ہیں جن میں سے ایک بڑا حادثہ مذہبی فرقہ بندی ہے۔ اس روگ کا آخری اور حتمی علاج خاموشی ہے۔ بحثیں اور مناظرے فرقہ بند قوم کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں اور بالآخر کوئی صورت اتحاد عمل کی باقی نہیں رہتی۔ خاکسار کو کسی دوسرے خاکسار کے "عقیدے" میں کوئی دخل نہیں' سب مسلمان جو ایک خدا' آخری نبی اور ایک روز قیامت کے قائل ہیں' خاکساری میں داخل ہو سکتے ہیں۔ داخل ہونے کے بعد ہر ایک کو حکم ہے کہ اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جما رہے اور کسی دوسرے مسلمان سے اپنے عقیدے کے متعلق بحث نہ کرے' بادشاہ قوم کا اخلاق یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے فرد کی ذاتیات میں دخل نہ دے۔

مساوات کیونکر پیدا ہو سکتی ہے

۲۔ مسلمانوں میں مساوات نہیں رہی' ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ذات پات کے تفرقے اور اپنے نفس کی آواز پر چھوٹے بڑے کا فرق پیدا ہو گیا ہے۔ دولت' علم' عزت' عمر' طاقت' لباس وغیرہ کے پیدا کئے ہوئے تفرقے اس "وجاہتی فرقہ بندی" میں شامل ہیں اور ان کا باعث قوم میں اصلاح نفس کا نہ ہونا ہے۔ نفس کو مارنے کا آخری اور حتمی علاج بیلچے کے شرعی، کئی ہتھیار کو کندھے پر رکھ کر عام بازار لوگوں کے سامنے

ایک قطار میں قواعد کرتا ہے۔ بڑے آدمی کی "مثلی بڑائی" اس عمل سے کافور ہو کر اصلی بڑائی بن جاتی ہے۔ وہ غرور کی بلند سطح سے نیچے اتر آتا ہے اور بعینہ یہی کسی "بڑے" شخص کے ساتھ کندھے سے کندھا جوڑ کر ایک قطار میں چلنے کا عمل "چھوٹے" شخص کو سربلند کرتا ہے۔ مساوات پیدا کرنے کا سب سے آسان طریقہ سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دینے کے سوا کچھ نہیں۔ مدرسے کے ہم جماعت اسی وجہ سے سب برابر ہیں۔ مسلمانوں کی غلطی تھی کہ پچھلی کئی صدیوں سے وعظ کہہ کہہ کر مساوات پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہی فلسفہ نماز کی قطار کا تھا' لیکن اسلامی نماز اب قومی نماز نہیں رہی' صرف غریبوں کی نماز رہ گئی ہے۔ بیلچے کا مزدوری کا ہتھیار جہاں زمین کو ہموار کرتا ہے' وہاں انسان کی اونچ نیچ کو برابر کر کے مزدور کی شان بڑھاتا ہے۔ ایک قطار میں کھڑا ہونا جہاں بڑے اور چھوٹے کو برابر کرتا ہے وہاں ڈسپلن یعنی نظم و نسق بھی پیدا کرتا ہے۔ محمد عربی (صلعم) پہلا شخص تھا جس نے انسان کو ایک قطار میں کھڑا کیا۔ فاروق اعظم پہلا شخص تھا جس نے انسان کو قطار میں چلایا' اس لئے قطاروں میں کھڑے ہو کر چلنا دین اسلام کا جزو ہے' نہیں' دین فطرت کا حکم ہے۔ آسمان پر پرندوں کی قطاریں اور زمین پر چیونٹیوں کی قطاریں اس کی شاہد ہیں۔ یہ حکم کوئی انگریزوں یا کسی اور قوم کی ایجاد نہیں' دین فطرت کا وہ پہلا سبق ہے جو عرب کے آخری پیغمبرؐ نے دنیا کو دیا۔

سپاہیانہ لوگوں کے سامنے ایک قطار میں چلنا اس زنانہ حجاب اور شرم کو دور کرنے کے لئے ہے جو گری ہوئی قوموں کے افراد میں اکثر پیدا ہو جاتی ہے۔ گری ہوئی قوموں کے افراد کام کرنا باعث "عار" سمجھتے ہیں' ان کی "عزت نفس" بہت جلد مجروح ہو جاتی ہے' لوگوں سے حجاب کرنا زنانہ اخلاق ہے اور کام کے لئے شرم نہ کرنا مردانہ اخلاق ہے۔ فتح مند قوم کے لئے لازم ہے کہ اس کے اخلاق یکسر مردانہ ہوں' اگر بروقت پر جو کام آپڑے بے دھڑک کر دیتا ہے' اس کی فتح مندی کا راز اس کے بلند مردانہ اخلاق میں ہے۔

ایک قطار میں سپاہیانہ قواعد نہ صرف مساوات پیدا کرتی ہے بلکہ باہمی محبت اور اخوت پیدا کرنے کا بے خطا طریقہ ہے۔ قدموں یا جسم کی حرکتوں کا باہم دلوں کے ملنے کا پیش خیمہ ہے' نماز کی وجہ سے جو اخوت مسلمانوں میں قرون اولیٰ میں پیدا ہو گئی تھی اس کا ثبوت ہے۔ بلا اجرت سپاہیانہ قواعد روحانیت پیدا کرنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ ایک لباس میں سپاہیانہ قواعد عصبیت اور قومی حمیت کو زندہ کرتی ہے۔

سمع و طاعت کیونکر پیدا ہوتی ہے

۳۔ مسلمانوں میں سمع اور اطاعت کا مادہ باقی نہیں رہا۔ فرمانبرداری تمام تنظیم کی بنیاد ہے اور سننا اور قبول کرنا وہ شے ہے جس پر تمام اطاعت کا حصر ہے۔ قرآن میں شرالدواب (یعنی بدترین حیوان)

اس قوم کو لکھا ہے جو نہیں سنتی۔ وحشی اور پیچھے لوگ ہاں ہاں کرنے والے اور فوراً حکم نہ ماننے والے' یا اپنی مرضی سے حکم ماننے والے لوگ قوم کو بالآخر جہنم میں ڈال دیتے ہیں۔ بلا اجرت سمع اور طاعت پیدا کرنے کا واحد ذریعہ سپاہیانہ قواعد ہے۔ ایک قطار میں کسی حاکم کے ماتحت کام کرنا ہے۔ جماعت کا سردار جب سامنے کھڑے ہو کر حکم دیتا ہے' تمام جماعت کان کھڑے کر لیتی ہے۔ بڑے اور اچھے مجبوراً ایک روش اختیار کر لیتے ہیں۔ سردار کے چھوٹے چھوٹے حکم "پیچھے مڑو" "دائیں مڑو" "بائیں مڑو" وغیرہ وغیرہ فوراً کر جماعت میں سننے کی قابلیت پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر بڑے بڑے حکموں پر عمل حتیٰ کہ جان دینے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پچھلی جنگ عظیم میں اگر ہندوستانی مسلمانوں نے انگریز کے حکم سے بغداد جا کر ترکوں کے چھکے گوروں سے پہلے چھڑا دیئے تو اس کی وجہ ان کی سپاہیانہ تربیت تھی۔ جماعت میں داخل ہو کر ہر شخص حکم ماننے پر مجبور ہے اور جب اطاعت کی ہوا بندھ جاتی ہے تو سب نافرمانی مفقود ہو جاتی ہے۔ اطاعت کی ہوا باندھنا اصلی اطاعت پیدا کرتا ہے۔ اطاعت جو مرضی اور سمجھ سے ہو کوئی اطاعت نہیں۔ صحیح اطاعت وہ ہے جو ناراضگی میں سپاہی کو خاموش کر دے۔ خاکسار تحریک کے پیش نظر یہ ہے کہ تمام قوم میں اطاعت امیر کی ہوا باندھ دے۔

نماز کا منشا کیا تھا؟

سپاہیانہ قواعد کا منشا صرف ان ہی حکموں کو ماننا نہیں جو قواعد کے وقت دیئے جاتے ہیں' بلکہ سپاہی میں ہر افسر کے ہر حکم کے ماننے کی قابلیت ہر وقت اور ہر حالت میں پیدا کرتا ہے۔ قواعد جاننے والا سپاہی ایک مدت کی تربیت کے بعد اطاعت امیر کا خوگر ہو جاتا ہے۔ نماز نے مسلمانوں میں یہ اخلاق ابتدائے اسلام میں پیدا کر دیا تھا۔ اس وقت امام جماعت صحیح معنوں میں سردار تھا۔ امام کی حرکتوں پر تمام جماعت کی اس طرح کی حرکت امام کا خوف پیدا کرتی تھی۔ حکم تھا کہ جماعت امام کی حرکت سے ایک لمحہ پہلے یا پیچھے حرکت نہ کرے۔ "جو کرے گا قیامت کے دن اس کا سر گدھے کا ہو گا" (حدیث)۔ نماز کے متعلق قرآن میں ہے کہ پوری چستی سے صف میں کھڑے رہو' جو لوگ نماز کی صف میں سستی سے الکساتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں' منافق ہیں' اور جہنم کے سب سے نچلے درجے کے مستحق' ان کی مخالفت اس لئے ہے کہ نماز کی چست قطار میں سست کھڑے ہو کر خلل اور پریشانی پیدا کرتے ہیں۔ نماز کے لئے حکم تھا کہ اگر امام غلط (یعنی معمول کے خلاف) حرکت کرے تو غلط حرکت کرو' صفیں بالکل سیدھی رکھو' چست اور خاموش کھڑے رہو صرف امام بولے' تم مت بولو' قیام جماعت سے پہلے حضرت عمرؓ درہ ہاتھ میں لے کر صفیں سیدھی کیا کرتے تھے اور کسی کو قطار سے ایک انچ باہر کھڑے ہونے کی مجال نہ تھی۔ بیت المقدس کی طرف مدت تک منہ

کرنے کے بعد قبلہ کی تبدیلی کا حکم عین نماز میں پہنچا اس وقت رسول خدا صلعم خود امام تھے' جماعت نے اسی طرف بلا عذر منہ موڑ لیا۔ قرآن نے اس حیرت انگیز اطاعت کو ایمان کہا اور کہا کہ تمہارے اس ایمان کا بڑا انعام ملے گا (وما کان اللہ لیضیع ایمانکم)۔ گویا امیر جماعت کے حکموں کی کامل اطاعت ایمان تھی۔ آج امیر جماعت تو ہے نہیں' مگر رسول خدا کے حکموں کی اطاعت صرف ڈھیلوں اور ڈاڑھیوں تک رہ گئی ہے' باقی کے متعلق بحثیں ہو رہی ہیں اور محلے کے امام کو تو ایسی ٹکڑے دے کر اپنا مطیع بنا لیا ہے کہ بول نہ سکے۔ آج ملا اور امام بننا گالی ہے' قرون اولیٰ کی نماز میں امام کی سرداری کا اقرار' آپس میں کامل اخوت اور بے مثل اطاعت امیر ضرور موجود تھی۔ مشہور منافق عبداللہ ابن ابی کے متعلق ایک صاحب نے ابھی ابھی "الاصلاح" کے کالموں میں کہا ہے کہ وہ نماز پڑھ کر اپنی قوم میں پیغمبر خدا کی مذمت کرتا اور کہتا کہ یہ شخص (یعنی محمد صلعم) بظاہر اپنی قوم کو عبادت خدا کے لئے جماعت کے ساتھ شامل ہونے کی تاکید کرتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ جماعت کی صفوں کو میدان جنگ کی تعلیم دیتا ہے کہ مونڈھے سے مونڈھا لگا رہے۔ "دشمن کا یہ قول نماز کے متعلق اس وقت کے عوام الناس کا خیال معلوم کرنے میں بیحد مفید ہے۔ بلا قرآن ہی "نمازیوں" نے سو برس کے اندر اندر تمام دنیا کو سر کر لیا۔ آج کل کے نمازی نکاہونا کر خلاف دین سمجھتے ہیں۔

محلہ وار تنظیم کا مقصد

۴۔ خاکسار تحریک میں محلہ وار جماعتیں بنانے سے پیش نظر یہ ہے کہ مسلمانوں کے بہت سے افراد میں سالار بننے یعنی حکومت کرنے کی لیاقت پیدا ہو۔ محلہ کا سالار اپنے محلے کا ڈکٹیٹر (مختار مطلق) اس لئے ہے کہ اس میں تن تنہا تمام محلے کو اپنے ہاتھ میں لینے کی طاقت پیدا ہو۔ اگر نااہل ہے تو جماعت کو چلا نہیں سکے گا' اگر قابل ہے تو تمام سپاہیوں کو تحریک کے رنگ میں رنگ کر ثابت کر دے گا کہ قوم میں حکومت کرنے کا اہل شخص موجود ہے۔ محلہ وار جماعتیں اس نقطہ نظر سے قوم کے ہزاروں ٹریننگ سکول (تربیتی درسگاہیں) ہیں جن میں سالار بنتے ہیں اور اس تربیت پر ایک پائی صرف نہیں ہوتی۔ قوم کو جلد سے جلد بلند کرنے اور اس میں کثرت سے قابل افراد پیدا کرنے کا اس سے زیادہ آسان اور سستا طریقہ ممکن نہیں۔ محلہ وار جماعتوں کا اس سے بھی بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر روزانہ عوام الناس میں تنظیم اور اطاعت امیر کا وہ حس پیدا ہوتا ہے جو کسی اور طریقہ پر کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے قرنوں بعد بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کسی قوم میں محلہ وار تنظیم کا ہونا اس قوم کی سب سے بڑی خوش قسمتی ہے۔ اگلے وقتوں میں امام یا چودھری اس کام کو سرانجام دیتا تھا لیکن وہ سلسلہ اب بگڑ چکا ہے۔

۵۔ ہر قومی اصلاح کی تمام بنیاد بننے اور ماننے والی جماعت پر ہے' حکومت جلد از جلد اصلاح اس

لئے پیدا کر سکتی ہے کہ رعیت کو بزور منا اور منوا سکتی ہے' لیکن اگر حکومت میسر نہ ہو تو اصلاح پیدا کرنے کے لئے جماعت پیدا کرنا لازمی ہے۔ جس محلہ میں خاکسار جماعت قائم ہے وہاں ہر قسم کی اصلاح کے لئے زمین تیار ہے۔ سالار محلہ صرف زبان ہلا کر نہ صرف اپنے خاکسار سپاہیوں بلکہ اکثر اوقات تمام محلے میں مقدمے بازی' فضول خرچی' قرض داری' شراب خوری' رسوم بد وغیرہ کی اصلاح کر سکتا ہے' سالار محلہ فی الحقیقت امیر محلہ ہے اگر وہ اپنے آپ کو ایسا بنانا چاہے۔ اس کا فرض ہے کہ سپاہیانہ قواعد' اخوت اور مساوات کے ذریعے سے اپنے محلہ میں وہ طاقت سمع وطاعت پیدا کرے کہ تمام اصلاح اس کے صرف لب ہلانے سے پیدا ہو سکے۔

جسمانی صحت کی قومی ضرورت

۶۔ ہر قوم کی فتح مندی اور غلبے کا راز اس کے نوجوانوں کی جسمانی صحت میں ہے۔ جس قدر ایک قوم صحت مند ہے' اسی قدر وہ فتح کے قریب تر ہے اور اسی قدر صحت اس کے خیالات اور اعمال میں ہے۔ مسلمان جسمانی صحت میں غالب قوموں سے بہت پیچھے ہیں۔ مسلمان کی جسمانی کمزوری زیادہ تر مفلسی' افکار معاش اور معاشرتی بدکاریوں کی وجہ سے ہے۔ خاکسار تحریک کی روزانہ سپاہیانہ قواعد قوم کی جسمانی صحت کے معیار کو جلد از جلد بلند کرنے کا ایک ارزاں اور بے مثل ذریعہ ہے۔ ایک غریب اور پسماندہ قوم کے لئے سپاہیانہ قواعد بہترین ورزش ہے۔ اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا اور قوم کی آئندہ جنگ میں سینہ سپر ہو کر لڑنے والے سپاہی لاکھوں کی تعداد میں جلد پیدا ہو سکتے ہیں۔ چونکہ سپاہیانہ قواعد کا وقت رات ہے خاکسار تحریک میں شامل ہونا کسی شخص کی روزانہ کمائی میں رکاوٹ نہیں۔ بدکاریوں کا وقت بھی رات کا ہے اس لئے یہ تحریک شہری نوجوانوں کو سینما' تھیٹر' زنا اور فضول خرچی سے عملاً روک دیتی ہے۔ سپاہیانہ قواعد کے علاوہ خاکسار مختلف قسم کی ورزشیں مثلاً کبڈی' تیراکی' دوڑ' رسہ کشی' نیزہ بازی' گتکا بازی میں شامل ہو سکتے ہیں۔

روزانہ عمل کی منطق

۷۔ اگر غور سے دیکھو تو فطرت کا ہر عمل جو انسان سے متعلق ہے بلکہ فطرت کے اکثر عمل روزانہ ہیں۔ کھانا' پینا' سونا' جاگنا' بول و براز' چلنا وغیرہ سب عمل انسان کے روزانہ ہوتے ہیں۔ اسی مداومت (یعنی ہمیشہ کرنے میں) انسان کی حیات کا راز ہے' قوموں کی زندگی کا راز بھی روزانہ بلکہ لگاتار عمل پر ہے۔ خاکسار تحریک کی بنا روزانہ عمل پر اس وجہ سے ہے کہ قوم کے ہر فرد میں استقلال کا عظیم الشان اخلاق پھر پیدا ہو' مسلمانوں کی پچھلی کئی قرنوں کی ناکامیوں کی بڑی وجہ استقلال کا نہ ہونا ہے' اور اب جگہ کی بیکار اور بے علم رہنما پچھلے کئی برسوں سے قوم کے ہنگامی جذبات کے ساتھ کھیل کھیل کر ان کی رہی سہی قوتوں کو فنا کر رہے ہیں اور اپنے ذاتی نفع کے سوا کوئی شے پیش نظر نہیں رکھتے استقلال کے اخلاق کو پیدا کرنے کی اشد

ضرورت ہے۔ ہنگامی یا وقتی تحریکیں کمزور قوم کی عملی قوتوں کو اسی طرح جلد فنا کر دیتی ہیں جس طرح کہ بوڑھے یا کمزور شخص کی قوت رجولیت کو محرک شہوت دوائیں۔ ان دواؤں کے استعمال سے رہی سہی طاقت بدن سے جلد از جلد نکل جاتی ہے کیونکہ ان کا کام صرف باقی ماندہ طاقت کو جوش میں لا کر خارج کرنا ہے' نئی طاقت پیدا کرنا ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلافت' ہجرت' سرخپوشی اور احرار کی اسلامی تحریکوں کے فنا ہونے کے بعد نہ قوم اب پچھتر لاکھ روپیہ پھر جمع کر سکتی ہے' نہ ایک لاکھ آدمی پھر کبھی ہجرت کے لئے تیار ہو سکتے ہیں' نہ ایک لاکھ پھر سرخ پوشی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں' نہ تیس ہزار آدمی پھر جیل خانوں میں جا سکتے ہیں۔ یہ قوتیں مسلمانوں کی قوم میں بے شک موجود تھیں اور اگر موقع پر خرچ کی جاتیں تو ان سے بے حد نتیجے پیدا ہو سکتے تھے' لیکن قوم کے بدبخت اشتہاری حکیموں نے اپنے نفع کی خاطر قوم کو جوش دلا دلا کر ان قوتوں کو قوم کے بدن سے خارج کیا۔ اب حالت یہ ہے کہ جس طرح ایک بوڑھا شخص مباشرت اور سرعت انزال کے بعد نڈھال ہو کر اٹھ نہیں سکتا اور پسینوں پر پسینے آتے ہیں' قوم نڈھال ہے اور ان حکیموں کو بے حد ستا رہی ہے۔ اب ان نام نہاد لیڈروں کے لئے کسی تقریر کے لئے دس روپیہ چندہ جمع کرنا یا دس رضاکار پیدا کرنا مشکل ہے۔ ابھی ابھی چندہ میں ہمارے سالار گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب کے ایک مشہور رہنما نے وہاں دس مختلف مقامات پر دھواں دھار تقریریں کیں اور چندہ کے لئے اپیل کی۔ دس جلسوں میں پینتالیس روپیہ دس آنہ کوئی تقریر چار روپیہ نو آنہ چندہ جمع ہوا۔ ایک مشہور رہنما نے کچھ مدت ہوئی مجھے خود کہا کہ دہلی کے کسی تقریر کے بعد جو دلی دروازہ کے باہر اس نے کی' صرف اکتیس آنے یعنی چار روپے سات آنے وصول ہوئے۔ ۱۹۳۳ء میں ایک انجمن نے جو مدتوں سے اپنے آپ کو "آزادوں" کی انجمن کہتی ہے' جو فی الحقیقت نہ انجمن ہے نہ آزاد' مفت خور بدمعاشوں کی ایک بھیڑ ہے جو سوار کی تلاش میں رہتی ہے اور چندہ جمع کرنے کے لئے انگریز کی صلیب کو بھی اپنے بازو پر لگا لیتی ہے' گلے پھاڑ پھاڑ کر خاکسار تحریک کے خلاف کئی دن تک تقریریں کیں۔ ان کی جماعت کے دو بڑے بھنڈور چڑھا کر مارتے ہوئے لاہور پہنچے۔ لاہور سے خاکی وردی میں ایک لاکھ والنٹیر مانگنے کی بیماری اور کہا کہ ہم بھی روزانہ قواعد کیا کریں گے۔ بڑی مشکل سے دو آنہ روزانہ اور رات کی روٹی کی اجرت پر کوئی درجن والنٹیر دہلی دروازے کے باہر کے باغ میں جمع کئے۔ یہ تماشا دو تین ہفتے لگا رہا۔ پھر ان کرایہ کے رضاکاروں نے سوچا ہوگا کہ دو آنہ میں دو تین گھنٹے تک قواعد کرنے کا سودا مہنگا ہے۔ یہ بدمعاش ملا نے آپ تو ہزاروں روپوں کے بنگلوں میں رہ کر پلاؤ کباب کھائیں اور ہمیں دو آنہ دے کر اکڑتے پھریں۔ پھر ہو جائے کہ نہ دوا نہ جام و حمدان باقی!

ہنگامی حرکتوں کا نقصان

الغرض ہنگامی حرکت کوئی حرکت نہیں۔ دوران خون وہ ہے جو روزانہ اور وقت پر ہو' دوا دے کر چند لمحوں کے لئے پیدا کیا ہوا نہ ہو۔ جو دوران خود کسی محرک دوا سے پیدا ہو گا' شراب کی طرح چند لمحوں کے لئے جسم کو چست ضرور کر دے گا مگر اس چستی اور کو چاؤ کے بعد وہ پہلا دوران بھی نہ رہے گا۔ قوم کا روزانہ اور خاموش عمل بعینہٖ وہ لازوال طاقت' وہ طبعی اور فطری قوت' وہ ہمیشگی کی صلاحیت پیدا کرتا ہے جو روزانہ کھانا' پینا' سونا' جاگنا' روزانہ محنت مزدوری' روزانہ چلنا پھرنا' روزانہ بول و براز کرنا وغیرہ وغیرہ ہر انسانی جسم میں پیدا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر فوج میں جو دنیا کی سلطنتیں دشمن کی طاقت کے بالمقابل اپنی حفاظت کے لئے رکھتی ہیں روزانہ عمل ہے۔ ہر سپاہی کا عمل روزانہ ہے' چاند ماری قواعد روزانہ ہے' ہتھیار کو صاف کرنا روزانہ ہے' جسمانی ورزش روزانہ ہے' چاند ماریاں روزانہ ہیں' بھرتی روزانہ ہے' رنگروٹوں کی تربیت روزانہ ہے' گھوڑوں کی مالش روزانہ ہے' وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح دنیا کے ہر محکمے میں جو کوئی کام کر رہا ہے اس کا روزانہ عمل ہے۔ نماز کے روزانہ ہونے میں بھی یہی حکمت تھی۔ خدا چاہتا تھا کہ مسلمان روزانہ بلکہ پانچ وقت روزانہ ایک امیر کے ماتحت جمع ہوں' روزانہ بلکہ پانچ وقت روزانہ "اتحاد قوم' اطاعت امیر' مساوات اخوت' خدا کے حضور میں حاضری' قرب خدا' خشوع و خضوع' عاجزی اور انکساری' فحشاء اور منکر سے بچنے کا اخلاق پیدا کریں۔ یہ روزانہ عمل ہی انسان کے چند برسوں کے اندر اندر روئے زمین پر غالب آ جانے کا باعث تھا اور آج منتشر ہو جانے کے باوجود صرف اسی سے اسلام کی رہی سہی زندگی باقی ہے۔

خاکسار تحریک کا اعلان ہے کہ اگر مسلمان روزانہ صرف ایک وقت' اپنے دو خالی گھنٹے کے لئے' ایک سردار کی قیادت میں' صرف خدا کے لئے جمع ہو گئے تو قرون اولیٰ کی وہی پہلی شان پھر واپس آ جائے گی' بلکہ اسلام کی گاڑی اور چودہ سو برس تک اسی رفتار سے چلتی رہے گی۔ جب تک قوم میں استقلال کا اخلاق پیدا نہ ہوگا' کسی کامیابی تک پہنچنا محال ہے۔ ہنگامی تحریکوں سے قوم کا اور کمزور ہو جانا اٹل ہے۔

نواں باب

روحانیت اور عمل پیدا کرنے کے طریقے

انجمنوں کی حقیقت اور چندہ

۸۔ جس قوم میں چندہ جمع ہو کر ایمانداری اور دیانت سے اس کا استعمال ہوتا ہو اور جس مطلب کے لئے چندہ جمع کیا گیا ہے وہ مطلب حاصل ہو جائے' اس قوم کے ترقی یافتہ ہونے میں کیا شک ہے اور وہ قوم کیا کچھ نہیں کر سکتی۔ اسی طرح جو قوم "ریزولیوشن پاس" کرے اور ان ریزولیوشنوں کو صحیح معنی میں ریزولیوشن (یعنی پختہ ارادہ) سمجھ کر عمل کرتی جائے' اس کے یہ بظاہر "کاغذی گھوڑے" خطرناک آہن پوش جنگی موٹروں سے بڑھ کر ہیں اور اس قوم کے عروج یافتہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس کا ہر کاغذ پر لکھا ہوا ریزولیوشن توپ اور مشین گن کے برابر ہے۔ اسی طرح میرا یقین ہے کہ جس قوم کی انجمنوں میں عہدہ داروں کی کثرت کے باوجود ٹھوس کام ہو رہا ہے اور وہ عہدے دار آپس میں نہیں لڑتے' وہ قوم انتہائی طور پر ترقی یافتہ ہے۔ انگریزوں کی قوم میں یہ تینوں باتیں (یعنی چندہ' ریزولیوشن اور عہدے) انگلستان اور ہندوستان کی ہر سوسائٹی' ہر کلب اور ہر نظام میں کامیابی سے موجود ہیں اور اس لئے وہ قوم انتہائی طور پر ترقی یافتہ ہے۔ یہ چیزیں دراصل ان میں فتح اور غلبے کے بعد کی داخلی اختراعیں ہیں جن سے ان کے چھوٹے چھوٹے کام عمدگی سے ہو رہے ہیں' لیکن انگریز بڑے معاملہ فہم اور انتہائی طور پر چالاک لوگ ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہی تین باتیں جب ایک گری ہوئی قوم میں رائج کر دی جائیں گی تو وہ اس قوم کو تحت الثریٰ میں فنا کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ اسی لئے وہ ہندوستان میں انجمنوں کے بننے پر بڑے راضی ہیں' انجمنوں کے پریذیڈنٹوں سے گورے ہاتھ ملاتے ہیں' ان کو خان بہادری اور سر کا خطاب دیتے ہیں' ان سے خاموش سمجھوتہ ہے کہ اگر اخیر عمر میں سرکار کے بڑے بڑے "پبلک" عہدے لینا چاہتے ہو تو پہلے تمام عمر انجمنیں بنا بنا کر قوم کی بیخ کنی کرو' چندے کر (یعنی قوم کی آخری طاقت کو لیموں کی طرح نچوڑ کر) آپس میں خوب کھاؤ پیو' کاغذی ریزولیوشن خوب جی بھر بھر کر پاس کرو اور قوم کے تمام ارادوں کو گھن لگا کر کھوکھلا کر دو' ممبروں کی اتنی کثرت نہ ہو جتنی کہ انجمن میں عہدے دار ہیں تاکہ عہدوں کی حق تلفی میں سب لڑتے رہیں اور کچھ کام نہ بن سکے۔

مجھے ایک بڑے سرکار پرست لیڈر نے جو اب اقلیم آخرت میں منتقل ہو چکا ہے اور خان بہادر' سر اور نہ جانے کیا کیا بن گیا تھا' چائے کی دعوت دی' اس کے بنگلے کے ہال (ڈرائنگ روم) میں بلا مبالغہ سینکڑوں تصویریں لگی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ فلاں انجمن کا صدر رہا' فلاں کانفرنس کا استقبالیہ صدر تھا' فلاں کانگریس کا پردھان

تھا' فلاں لیگ کا پریذیڈنٹ اور فلاں مجلس کا سیکرٹری رہا' وغیرہ وغیرہ۔ وہ مجھے یہ تصویریں انگلیوں سے دکھاتا رہا اور چونکہ اس سے پہلے میں بڑے سرکاری عہدے پر تھا اور وہ کچھ نہ تھا اور مجھے اکثر سلام کرنے کے لئے آیا کرتا تھا' میں نے بے تکلفی سے کہہ دیا "بڑے چالاک ہو جو ان تصویروں کو ڈرائنگ روم میں لٹکاتے ہو۔" اب چونکہ وہ مجھ سے بھی بڑے عہدے پر متمکن ہو گئے تھے' میرے "چالاک" کہنے پر بگڑ گئے۔ میں نے بالا آخر زور سے کہا "بھائی انہی چالاکیوں سے اس مقام پر پہنچے ہو اور اب مجھ گھر کے بھیدی پر بگڑتے ہو" اور مسکرا کر بات ٹال دی۔ اب بھی قوم میں کئی ایسے شخص موجود ہیں جو خاص مقصد' خاص منصب' خاص ذاتی نفع کو مد نظر رکھ کر تمام عمر قوم کی لیڈری کر کر کے پبلک کو دھوکہ دیتے رہے اور اب "پبلک مین" ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے خطابوں' جاگیروں اور عہدوں پر فائز ہیں۔ حتیٰ کہ بعض نے اب "قومی علم ادب" بھی اس رنگ میں ڈھالا ہے کہ بیچ کی دکان بن سکے۔

گری ہوئی قوم کا علاج صرف روحانیت ہے

الغرض گری ہوئی قوم میں چندہ سے فتح و ظفر کی کسی منزل تک پہنچنا مشکل ہے۔ ریزولیوشن پاس کرنا محض کاغذوں کا ضائع کرنا ہے۔ انجمنوں کے عہدہ داروں کی کثرت سے قوم کی بگڑی نہیں بن سکتی۔ یہ عہدہ دار شیر قالین ہوں تو ہوں' شیر نیستاں ہرگز نہیں بن سکتے۔ گری ہوئی قوم میں چونکہ افلاس عام ہوتا ہے اور باہمی اعتبار نہیں ہوتا اس لئے زر صحیح معنوں میں فساد کا گھر بن جاتا ہے' روحانیت جس نے قوم کو فتح کی آخری منزل تک پہنچانا ہے' پیدا نہیں ہوتی۔ ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ فلاں شخص کھا گیا' فلاں اچانے کتنا کھا گیا۔ اور اگر کئی چور آپس میں مل کر کھائیں تو وہ بھی دیر تک راضی نہیں رہتے۔ یمن کی چادروں اور حضرت عمرؓ کا قصہ مشہور ہے' وہ بدبخت جنس اعرابی چونکہ خود چور ہو گا اس لئے حضرت عمرؓ کی دیانت پر حملے کئے بغیر نہ رہ سکا' لیکن اس وقت چونکہ اسلام میں روحانیت آچکی تھی' اس کا الزام غلط نکلا۔ چونکہ روحانیت آچکی تھی اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کو کچھ نہ کہا' چونکہ روحانیت آچکی تھی' اس ایک اعرابی کے بعد کوئی دوسرا بدبخت مسلمان تمام تاریخ میں پیدا نہ ہوا جو اپنے امیر پر غلط الزام لگا سکے۔ آج چونکہ روحانیت مفقود ہو چکی ہے' اور ادھار کیا مانگے وہ آنکھیں' یمن کی چادروں کے قصہ کی غلط سند موجود ہے' ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر بددیانتی کا الزام لگاتا ہے۔ ہر ایک کہتا ہے کہ دیکھو فلاں لیڈر اتنے لاکھ کا چندہ کھا گیا' فلاں نے فلاں جگہ فرسٹ کلاس بنگلہ بنا لیا' فلاں نے موٹر خرید لی' فلاں نے ہزاروں کا زیور بیوی کو پہنا دیا' فلاں نے مکانات بنا لئے' وغیرہ وغیرہ اور ہر چندہ ہوتے ہوئے ہر شخص اپنے کام کی اجرت مانگتا ہے اور تمام معاملہ دنیاوی اور کاروباری بن جاتا ہے۔ گری ہوئی قومیں چونکہ لازماً بڑی دولت کی مالک نہیں ہوتیں' اس لئے جس وقت چندہ ختم ہوا یا پبلک لیڈر سے بدگمان ہو

گی' اس وقت تحریک بھی ختم ہو جاتی ہے اور مسلمان اپنا سر پیٹتے ہیں کہ "قسمت بری تھی"۔ ہر گری ہوئی قوم کو پھر بلند کرنے کے لئے سب سے پہلی اور آخری شے روحانیت ہے۔ تمام تاریخ میں کوئی ایسی مثال بتاؤ جس میں کوئی ایک قوم بے غرض اور بے نفس نہ ہو کر منزل مقصود تک پہنچی ہو' کوئی ایک بتاؤ جس نے خدا کا دامن پکڑنے کے بغیر عروج حاصل کیا ہو' جس نے چندہ کر کے اپنے آپ کو آزاد کرایا ہو' جس نے اللہ کو اپنا مولانا سمجھ کر اور اس کی خاطر جان ہتھیلیوں پر نہ رکھ کر آزادی حاصل کی ہو۔ روحانیت یہ ہے کہ ہر شخص صرف خدا کا ہو' بے غرض اور بے نفس ہو' اللہ کی دی ہوئی جان کو اللہ کے سامنے پیش کر دے۔ سب اللہ کے بندے مست قلندروں کی طرح باہر نکل آئیں اور اشاروں پر جانیں دیتے جائیں۔ گری ہوئی قوم اس قدر طاقت نہیں رکھتی کہ دشمن کے بالمقابل توپیں اور طیارے' آہن پوش جہاز اور جنگی موٹریں' مشین گنیں اور بندوقیں خرید سکے۔ ایسا خیال مجذوب کی بڑ ہے۔ اس کا واحد ہتھیار روحانیت ہے۔ یہ روحانیت دشمن کے بڑے سے بڑے نظام کو جو اکثر کرایہ کا ہوا کرتا ہے تھوڑی مدت میں پاش پاش کر دیتی ہے۔ اس روحانیت کو دنیا کا کوئی قانون پکڑ نہیں سکتا۔ کسی تعزیرات ہند' کسی آرڈی نینس' کسی دفعہ کی زد میں وہ لوگ نہیں آ سکتے جو بے غرض اور بے نفس ہوں' جو صرف خدا کے ہوں' جو آپس میں محبت' آپس میں رواداری اور ایک دوسرے کی خدمت کا جرم عظیم کر رہے ہوں' جن کا سپہ سالار خدائے عظیم ہو' جن کا جرنیل کوئی خدا کا بندہ ہو' جو خدا کی دی ہوئی جان کو خدا کا مال سمجھ کر اس کی امانت کو واپس کرنے پر تلے ہوں' دشمن اس خطرناک گروہ کو بڑھتا دیکھ کر بے دست و پا ہو جاتا ہے' سر پیٹتا ہے مگر توپیں اور طیارے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اس بناء پر گری ہوئی قوم کے اندر چندہ کا لانا رہنما کی بدبختی اور جہالت کا کھلا ثبوت ہے۔ چندہ آنے سے ایک مفلس اور نادار قوم اور پھٹے گی' دلوں میں بے اعتباریاں پیدا ہوں گی' رہنما اور پبلک کے درمیان چاندی سونے کی خطرناک خلیج حائل ہو گی' جس پر درگاہ خدا سے دھتکارے ہوئے بندوں کے لئے اعتبار کا پل باندھنا محال ہے۔ پس اگر خدا سے بٹے ہوئے کمزور بندوں کو پھر زور آور کرنا ہے تو سب کام بے مزد کیا جائے' بے اجر خدمت کی رسولی شان پھر پیدا کی جائے' صرف خدا کو دلوں میں پھر اتارا جائے اور کسی دوسرے "قاضی الحاجات" کی طرف رخ نہ کیا جائے۔ دشمن کی کروڑوں روپیہ کی توپوں اور تلواروں کا مقابلہ چند ہزار یا چند لاکھ روپیہ کے چندے جو منزل تک پہنچتے پہنچتے رستے میں لٹ جاتے ہیں' ہرگز نہیں کر سکتے۔ صحیح مقابلہ ریشم کی طرح دلوں کو ملائم کر کے آپس میں روحانی طور پر متحد اور ایک غرض ہونے سے ہے' جس کو دشمن کی تیز سے تیز تلوار کاٹ نہیں سکتی۔ قرآن نے اس حقیقت کو صاف پیغمبر خدا پر واضح کر کے بتلا دیا کہ اے محمدؐ! اگر تو دنیا جہان کے خزانے ان لوگوں پر خرچ کر کے ان کے دلوں کو جوڑنا چاہتا' ہرگز نہ جوڑ

سکتا' ان کے دل صرف اللہ کی وجہ سے جڑ گئے: **لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم**۔ یہ اس لئے کہ طاقتور دشمن چونکہ دولت کے نشے میں ہوتا ہے بہت روپیہ خرچ کر کے کرایہ کا سپاہی پیدا کر لیتا ہے۔ گری ہوئی قوم کے پاس کیا ہوتا ہے جو اس زور کا مادی مقابلہ کر سکے۔ بس وہ "اللہ ہی" ان کا کام سنوار دیتا ہے!!

بدنیت رہنما اور ان کا علاج

پس اگر گری ہوئی قوم کا کوئی رہنما بجائے اس کے کہ وہ اللہ والوں کی ایک خطرناک اور ناقابل شکست جماعت پیدا کرے' تم سے چندہ مانگتا ہے تو وہ رہنما بدنیت ہے' بڑا ہوشیار اور چالاک ہے' قوم کو دھوکہ دے کر اپنے اور اپنے یاروں کے لئے روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے' اس چور اور بدمعاش کے گھر کی تلاشی لی جائے اور اگر گھر سے اس کا اپنا پیدا کیا ہوا ایک نہ نکلے اور سب چوری کا ہو تو ہتھکڑی لگا کر اس کو جہنم واصل کر دیا جائے۔ وہ رہنما نہیں' خطرناک ڈاکو ہے' خواہ اس کی تقریریں اور تحریریں تمہیں کتنی ہی بھلی کیوں نہ لگیں' خواہ وہ بدمعاش تمہیں یہ جتلانے کے لئے کہ "سید زادہ" ہے "محمدؐ" کو نانا کہے' اپنے آپ کو کالی کملی والے کا نواسہ کہے' قادیان کے غلام احمد کو دجال اور کافر کہے۔ وہ سب سے پہلے آپ دجال اور کافر ہے کہ رسول خدا کی بے چین کر دینے والی محبت سے فائدہ اٹھا کر اور اپنے آپ کو نواسہ کہہ کر غریب مسلمانوں کو اور غریب کرتا ہے' وہ قادیانیت کی لعنت کو کہاں ختم کرنا چاہتا ہے' وہ اس کو پورے آٹھ کروڑ مسلمانوں کی زبان پر لا کر' اور امت کے دل میں شیطانی وسوسہ پیدا کر کے' غلام احمد کو مشہور کرنا چاہتا ہے تاکہ کم از کم پچپن ہزار اور مسلمان قادیانی بنیں اور وہ شور مچا رہا ہے کہ قادیانیت کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے' پچھلا چندہ کافی نہ تھا!

خاکسار تحریک میں چندہ نہیں کیونکہ ہم جان دینے والے اور منزل مقصود پر پہنچانے والے آدمیوں کی جماعت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جب بے غرض جماعت پیدا ہو گی اور منزل مقصود سامنے نظر آئی' ہم چندہ مانگتا کیا' ہر مسلمان سے اس کا پورا مال بزور لے لیں گے۔ یہ مال صحیح معنوں میں فی سبیل اللہ ہو گا' بھک منگوں والا یا انجمنوں اور لیڈروں والا "فی سبیل اللہ" نہ ہو گا۔ "خدا نے جنت کے بدلے مومن سے اس کی پوری جان اور پورا مال خرید لیا ہوا ہے۔" یہ قرآن عظیم کی آیت ہے' اس لئے منزل تک پہنچانے والی جماعت پیدا ہو جانے کے بعد ہمارے پاس مسلمان سے مال چھیننے کی سند موجود ہے' لیکن وہ مال جب چھینا جائے گا' جب ایک بھی حرام خور ہم میں نہ رہے گا' وہ مال سب کا سب "اللہ کی راہ" میں صرف ہو گا' حضرت عمرؓ کی راہ میں نہ ہو گا۔ ہم ابھی سے اس مقصد کے لئے نہایت وسیع پیمانے پر بیت المال بنانے کی پیش بندی کر رہے ہیں اور اگرچہ ادارہ علیہ نے اس کا باضابطہ اعلان نہیں کیا' لیکن درد مند مسلمان اب بھی بن مانگے ہم

کو روپیہ بھیج رہے ہیں۔ جان کی قربانی کرنے والے اگر پیدا ہو جائیں تو مال قربان کرنے والوں کا پیدا کرنا آسان ہے۔

خاکسار تحریک میں خصوصیت یہ ہے کہ وہی شخص مال خرچ کرتا ہے جو اپنی جان سب سے پہلے خدا کی راہ میں دیتا ہے' وہ مال اس کی اپنی جان پر صرف ہوتا ہے اور وہ شخص اپنے ہاتھ سے اس مال کو اپنے پر صرف کرتا ہے۔ خدا نے قرآن حکیم میں اپنی حکمت کاملہ سے اسی شخص سے مال مانگا ہے جس سے جان مانگی ہے۔ نہ یہ کہ جان کسی کی ہو اور مال کسی اور کا۔ یہ آج کل کے چندے کی صورت ہے اور مال کھانے والوں کو حرام خور بنا رہی ہے' ان کی ذہنیت کو پست کر رہی ہے' خاکسار تحریک میں یہ حرام خوری ہرگز نہیں۔

دسواں باب

خاکسار تحریک کا نظام

اصلاح فرد واحد ہی پیدا کر سکتا ہے

۹۔ گری ہوئی قوموں میں جہاں انجمنوں اور عہدہ داروں کی کثرت سے کسی اصلاح کا پیدا ہونا محال ہے وہاں اصلاح کے خیال سے ان میں جمہوریت یا اکثریت کے تخیل کو رائج کرنا بھی انتہائی طور پر مضر ہے۔ اصلاح قوم کا خیال ہی لامحالہ اس امر کی دلیل ہے کہ قوم میں بحیثیت مجموعی چند در چند خرابیاں ہیں جن سے قوم کے اکثر افراد مطمئن ہیں اور وہ از خود ان خرابیوں کو دور نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں جمہوری طاقت کے ذریعے سے جمہور کی اصلاح ممکن سمجھنا خیال خام ہے۔ جمہور کی کسی مجلس کا عوام الناس کے میلان طبع کے خلاف مقابلے کے لئے کھڑا ہو جانا ناممکن ہے۔ وہ عوام کے بالمقابل کوئی بڑی انقلابی تجویز نہیں چلا سکتی' اس کے ارکان چونکہ جمہور ہی سے منتخب شدہ ہیں' اس لئے وہ اصلاح کے تخیل کو عوام الناس سے علیحدہ ہو کر وضع نہیں کر سکتے۔ وہ جو اصلاح پیدا کریں گے عوام الناس سے ڈر کر کریں گے بلکہ درحقیقت کوئی اصلاح ہی نہ کر سکیں گے۔ اصلاح اور انقلاب کے لئے ضروری ہے کہ ایک فرد واحد تمام قوم کے بالمقابل ڈٹ کر کھڑا ہو جائے' قوم چیختی رہے لیکن اس کے ناسور اور نقصان دہ زخموں پر جراحی عمل کرتا جائے' بیکار اعضا کو جو قوم کی نشوونما کو روک رہے ہیں' بے دھڑک کاٹ کر پھینک دے' سب دنیا مخالف ہو جائے لیکن وہ اپنی جگہ پر ڈٹا رہے' مخالفوں سے بے پرواہ ہو کر اپنا کام کرے' مخالفت پر مسکرائے' بے درد ہو کر قوم کا علاج کرے' بے توجہی سے عوام کی چیخ و پکار سنے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام تاریخ اصلاح و انقلاب میں جب بھی کسی قوم کو عروج حاصل ہوا ہے فرد واحد کے ذریعے سے ہوا ہے۔ فرد واحد اپنی ضمیر کی آواز کا پابند ہے' دماغ' دل اور جگر اس کے رہنما ہر دم ہیں' نتائج کا انتظار اس کو مضطرب رکھتا ہے' اس لئے اس کا ہر عمل منزل کی طرف ایک قدم ہے۔ انجمنوں اور مجلسوں میں ضمیر' دماغ' دل' جگر' اضطراب کچھ نہیں ہوتے' کثرت رائے اور اکثریت کا پاس ان کو سیلاب کی طرح جدھر مقدر ہو بہالے جاتے ہیں اور طرفہ یہ کہ مجلسوں میں فرداً فرداً ذمہ دار افراد کی کثرت ہونے کے باوجود ان کی اکثریت کے کسی فعل میں ذمہ داری کا احساس موجود نہیں ہوتا۔ اصلاحی انقلاب صرف ذمہ دار فرد واحد پیدا کر سکتا ہے اور آج چونکہ دنیا کی ہر ترقی اور عروج دراصل اصلاح اور انقلاب ہی کی ایک صورت ہے' یورپ کی اکثر جمہوری اور دستوری حکومتیں آہستہ آہستہ اس طرف مائل ہو رہی ہیں کہ عام ترقی اور عروج کے لئے بھی دستوری حکومت کی بجائے ڈکٹیٹرشپ یعنی مختار

مطلق کی حکومت ہی زیادہ موزوں ہے۔ یورپ آج پھر کئی صدیوں کے بعد سمجھ رہا ہے کہ چونکہ خدا زمین و آسمان میں مختار مطلق ہے اور کسی شریک کو گوارا نہیں کر سکتا اس لئے فرد واحد کی حکومت ہی تقاضائے فطرت ہے!

خاکسار تحریک اور اختیار مطلق

خاکسار تحریک کی بناء اول سے آخر تک ہر جگہ اختیار مطلق پر ہے۔ جمہوریت' اکثریت یا انتخاب پر کسی جگہ نہیں۔ محلہ کا سالار اس محلہ کا ڈکٹیٹر اس لئے ہے کہ اس سے محلہ میں اصلاح اور انقلاب پیدا کرنے کی توقع ہے' نری انجمن سازی کی توقع نہیں! اسی بناء پر اس کو محلہ کے خاکسار سپاہی منتخب نہیں کرتے' وہ ادارہ علیہ کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور محلہ کے تمام خاکسار باہمی اتفاق اور اتحاد کر کے اس کو اپنی جگہ سے نہیں ہٹا سکتے۔ بلکہ بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ ایک محلہ کی جماعت اپنے سالار کی مفوضہ سختی سے تنگ آکر اس امر کے درپے ہوئی کہ اپنے منتخب شدہ آدمی کو سالاری کے لئے پیش کرے' اس درخواست کو ہمیشہ رد کیا گیا ہے اور سالار کو موقوف کرنے کی بجائے اس جماعت کو توڑ دینا ہمیشہ بہتر سمجھا گیا ہے۔ اس فیصلے کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ محلہ کی جماعت بالآخر اپنی کمزوری کو تسلیم کرنے کے بعد اسی مقرر کردہ سالار کے ماتحت پورے جوش سے کام کرتی گئی ہے اور بالآخر کامل اطاعت کا نمونہ بن گئی ہے۔ انتخاب زور آور قوم کا حق ہو سکتا ہے لیکن کمزور قوم کو انتخاب کا حق دینا اس کے شیطانی جذبات کو بھڑکانا ہے۔ گری ہوئی قوم کو عروج دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس قوم کے افراد کی خود رائی کو' جو زوال کا لازمی نتیجہ بلکہ لازمی باعث ہوا کرتی ہے' فنا کر دیا جائے۔ کسی شخص کی ذاتی رائے نہ رہے۔ یہ احساس نہ رہے کہ وہ شخص اپنی ذاتی رائے سے جماعت کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ کمزور قوم میں کمزوری دراصل اس لئے ہے کہ اس میں ہر شخص صرف اپنا اپنا زور پیدا کرنا چاہتا ہے' ہر شخص پیر اور مرشد ہے! ذاتی رائے کو فنا کر دینے سے امن پیدا ہو گا اور امن کے بعد لامحالہ نظام۔ طوائف الملوکی سے نظام ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔ سالاران محلہ کے تمام افسران بالا بھی علی ہذا القیاس اپنی اپنی جگہوں پر مختار مطلق ہیں' وہ اپنے اپنے علاقہ کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ ادارہ علیہ کی طرف سے ان کو گرفت ہوتی ہے' سزا دی جاتی ہے انعام دیئے جاتے ہیں' لیکن کسی کو دیا ہوا حکم کو جو وہ ایک دفعہ دے دیں' واپس اس لئے نہیں لیا جاتا کہ جمہور میں ان کی ڈکٹیٹر شپ برقرار رہے۔ اگر کوئی سالار پے درپے اپنی ذمہ داری کو محسوس نہیں کرتا تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو تبدیل کر دیا جائے یا خاکسار بنا کر پھر سپاہیوں کی قطار میں شامل کر دیا جائے۔

سالار کو حکم ہے کہ کوئی بڑی تجویز رائج کرنے سے پہلے اپنے ماتحتوں سے مشورہ لیں۔ تجویز کردہ

اصلاح سے پہلے جمہور کا اس تجویز کے متعلق میلان دریافت کریں' پھر اس کے بعد اپنی ذمہ داری پر جو حکم مناسب سمجھیں' نافذ کریں۔ وہ ادارہ کے سامنے جوابدہ ہیں لیکن ان کو حکم نافذ کرنے اور نافذ کرنے کے بعد منوانے کا پورا اختیار ہے' یہی اسلامی "شوریٰ" ہے اور یہی انگریزی لفظ "کونسل" کے اصلی معنے ہیں۔ یہ شوریٰ خاکسار تحریک میں اول سے آخر تک رائج ہے!

خاکسار تحریک اور مساوات

خاکسار تحریک میں اصول یہ ہے کہ کوئی شخص ازروئے استحقاق افسر نہیں۔ سب خاکسار اور سالار سپاہی ہیں۔ اس بناء پر ادارہ علیہ بلاوجہ ہر سالار کو جس وقت چاہے' خاکسار کر سکتا ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ علاقہ کا بڑا افسر کسی وجہ ظاہر کر دینے کے بغیر سپاہی کر دیا گیا ہے اور اس نے نہایت خوشی سے یہ تنزل قبول کیا ہے' اسی طرح ہر سالار کسی دوسرے سالار کے علاقے میں محض سپاہی ہے اور اس کے سپاہیوں کی قطار میں شامل ہوتا ہے۔ خاکسار تحریک کی انتہائی داخلی مضبوطی کی دلیل یہ اسلامی نظام ہے جس کے اندر اسلامی اخوت اور مساوات کی صحیح روح عمل کر رہی ہے۔

ادارہ علیہ کا نظام اور مقام

خاکسار تحریک میں تحریک کا بانی بھی صرف ایک سپاہی ہے۔ وہ جماعت کے نام پر بڑے سے بڑا اور سخت سے سخت حکم جاری کر سکتا ہے۔ ادارہ علیہ کی طرف سے' تمام جماعت کی کمان ہر وقت اور بہر حال اس کے ہاتھ میں ہے' لیکن عام طور پر وہ جس علاقے میں رہتا ہے' اس علاقے کے سالار کے ماتحت بطور سپاہی سپاہیانہ کام کرتا ہے تاکہ اس کو اپنے مختار مطلق ہونے کا غلط احساس نہ ہو۔ تحریک کے بانی کا اصول یہ ہے کہ وہ بصورت تحریک کی قیادت بلا شرکت احدے خود کرے لیکن اگر ادارہ علیہ ترقی تحریک کی کسی منزل پر تحریک کے اندر کسی شخص کے عمل کو بہتر سمجھے اور اس کی قیادت کو قوم کے لئے مفید تر تصور کرے تو بانی تحریک کا فرض ہے کہ اپنی قیادت اس شخص کے سپرد کر کے خود بطور سپاہی شامل ہو جائے۔ ادارہ علیہ بانی تحریک کے پیدا کردہ اقتدار کی رسمی صورت ہے اور تمام احکام اور اختیارات کا سرچشمہ ہے۔ اس میں قائد تحریک کے سوا کوئی دوسرا شخص شامل نہیں' اگرچہ تحریک کے تمام سردار بھی اپنے تمام احکام ادارہ علیہ کی طرف سے نافذ کرتے ہیں۔ بانی تحریک یا قائد تحریک کی مجلس شوریٰ جو غالباً تحریک کے سب بڑے افسروں پر مشتمل ہو سکتی ہے' ادارہ علیہ ہمیشہ سے علیحدہ شے ہے' اگرچہ اس کے مشورے میں شامل ہے۔ ادارہ حسب ضرورت مجلس شوریٰ سے بے نیاز ہو کر احکام جاری کر سکتا ہے۔ تحریک کا قائد جب تک قائد ہے تحریک کا واحد ذمہ دار ہے اور ادارہ علیہ کے سوا کوئی طاقت اس کو اپنے منصب سے گرا نہیں سکتی!

الغرض خاکسار تحریک کا تمام نظام اول سے آخر تک اختیار مطلق (یعنی ڈکٹیٹر شپ) پر مبنی ہے، لیکن اس اختیار مطلق کی بنیاد باہمی محبت، بے پناہ عدل و انصاف، اخوت، مساوات اور انکساری پر مبنی ہے۔ محلہ کا سالار بے شک مختار مطلق ہے لیکن ہر سپاہی سے مشورہ کر سکتا ہے اور مشورہ کے باوجود مختار ہے۔ وہ بے شک مختار مطلق ہے لیکن پے در پے غلطیوں کے بعد اپنے مقام سے وجہ ظاہر کرنے کے بغیر معزول کیا جا سکتا ہے۔ وہ بے شک مختار مطلق ہے لیکن اس کو اپنے محلہ کی بہبودی اور تحریک کی ترقی مد نظر ہے، اس لئے وہ ناجائز احکام نافذ کرنے میں اپنی ضمیر، قرآن، اسلام، رسول اور خدا کی آواز کا پابند ہے۔ بانی تحریک اگرچہ مختار مطلق ہے لیکن اس کو ہر دم احساس دیا جاتا ہے کہ وہ ہر دوسرے سپاہی کے برابر ہے۔ وہ بے شک مختار مطلق ہے لیکن تحریک کے اندر کسی قابل تر فرد کی موجودگی میں اس کا فرض ہے کہ اپنی جگہ اس قابل شخص کو دے کر آپ بطور سپاہی قطار میں شامل ہو جائے، کمزور قوم کا نظام اس اخوت اور مساوات، اس عدل و انصاف، اس خدا ترسی اور تقوٰی کے بغیر چل نہیں سکتا۔ خاکسار تحریک کے ہر فرد کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ اطاعت امیر کے زریں اصول کو تحریک کی کسی منزل پر ہاتھ سے نہ جانے دے۔ کسی منزل پر تحریک کے عہدہ داروں کی ترتیب یا تقسیم اسے پسند آئے یا نہ آئے در گزر کرے اور اپنا پہلا اور آخری مقصد یہ سامنے رکھے کر تحریک کو کامیاب کر کے منزل مقصود تک پہنچانا ہے۔

خاکسار تحریک اور خاموشی

۱۰۔ خاکسار تحریک کی بنیاد خاموشی پر ہے۔ خاموش قوم ہی صحیح معنوں میں طاقتور قوم ہے۔ خاموشی، طاقت کی پہلی اور آخری علامت ہے، فطرت کی تمام بڑی طاقتیں خاموش ہیں اور خاموشی سے عمل کر رہی ہیں۔ زمین سے تیرہ لاکھ گنا بڑا سورج، چاند، ستارے، ہوا، ہلال، مخلوق، خالق، الغرض کائنات اور فطرت سب خاموش ہیں۔ فطرت کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ تیز رفتار طاقت یعنی برق خاموش ہے، سمندر جو زمین کی سب سے بڑی طاقت ہے، خاموش ہے۔ یہی خاموش طاقتیں جب ٹکراتی ہیں، مخالف کو پاش پاش کر دیتی ہیں۔ انگریز قوم کی خاموشی میں اس کی قوت کا راز ہے۔ انگریز کی خاموشی سے ہی ہندوستان میں اس کا بے مثال وقار اور رعب سلطنت اب تک قائم ہے۔ خاموشی از روئے اسلام، ایمان کی شق ہے اور مسلمان کو تعلیم دی گئی تھی کہ خاموش رہے۔ الغرض خاموشی **تخلقوا باخلاق اللہ** کی تعلیم پر عمل ہے اور وہ قوم جو خاموش ہے خدا اس کا دوست ہے۔ پچھلی جنگ عظیم میں جرمن قوم کا خاموش نہ ہونا اس کی دردناک شکست کا باعث ہوا۔ ہر شخص ہر قسم کی جھوٹی سچی خبریں عوام میں پھیلا دیتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لڑائی میں تمام نظام بگڑ گیا۔ انگریز کے ماتھے پر اس کی انتہائی مصیبت میں بھی بل نہ پڑا۔ وہ خاموش تھا اور خاموشی

سے ڈٹا رہا، اس لئے آخر دم تک اس میں فتح و ظفر حاصل کرنے کا عزم قائم تھا۔ انگریز کے پاس ہر دم اٹھنے بیٹھنے والے کو بھی خبر نہ ہوئی کہ انگریز کے دل کی کیا کیفیت ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے وقار اور اعتبار کی ہوا بندھی رہی۔ خاموشی، امن اور نظام کا ادنیٰ کرشمہ جنگ عظیم میں یہ تھا کہ ایک "پکا اور نماز گزار" مسلمان سپاہی اپنی رجمنٹ کے ساتھ پنجاب سے گاڑی میں سوار ہوتا تھا، خاموشی سے جہاز میں سوار ہو کر چند دنوں کے اندر بغداد کے محاذ جنگ میں حاضر کیا جاتا تھا۔ وہاں اس غریب اور بے بس جوان کو حکم تھا کہ اپنے مسلمان بھائی کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دو۔ اس کو تعمیل کے سوائے چارہ نہ تھا کیونکہ سپاہی کا کام خاموشی ہے! خاکسار تحریک کا پیش نظر قوم کو خاموش کر دینا ہے۔ اس خاموشی کے اندر قومی کمزوری، بے نتیجہ بحث، مذہبی فرقہ بندی، غیبت، نااتفاقی، بدظنی، باہمی عداوتوں اور صدہا اخلاقی برائیوں کا علاج موجود ہے۔ اگر کسی قوم کے پاس اپنی بہتری کے اور وسائل موجود نہیں تو اس کا صرف خاموش ہو جانا اس کو سربلند کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کے بیکار لیڈروں اور ناعاقبت شناس ملاؤں نے پچھلے کئی سالوں سے مسلمانوں کے شیطانی جذبات کو ابھار کر قوم کو اس قدر ناکارہ کر دیا ہے کہ اب اس کے پاس نعروں، نقلوں، جلسوں، ذہنی عیاشیوں اور گپ بازی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ کسی زمانے میں مسلمان نعرے اس وقت لگایا کرتے تھے جب کوئی قلعہ فتح کرتا ہو، آج نعرے نعروں کی خاطر لگتے ہیں اور ڈھول کے اندر پول صاف ظاہر ہوتا ہے۔

گیارھواں باب

خاکسار تحریک کے ظواہر

بیلچے کا مذہبی پہلو

۵۔ خاکسار تحریک میں بیلچے کا ہتھیار اس لئے ہے کہ اس کو دنیا کے آخری پیغمبرؐ نے مسلمانوں کی انتہائی کمزوری اور دشمن کے انتہائی زور کے موقع پر اٹھا کر تین دفعہ پتھر پر مارا اور کہا کہ میری امت کو روم' ایران اور یمن کی سلطنتوں کی کنجیاں مل گئیں۔ یہ موقع غزوہ خندق کا تھا جب کہ مدینے کے بے ہتھیار مسلمان صرف ڈھائی ہزار تھے اور کفار مکہ جو چڑھ کر آئے تھے' دس ہزار کی تعداد میں تھے اور سب مسلح تھے۔ ادھر مدینے کے یہودیوں نے عین وقت پر عہد شکنی کی اور کفار سے مل گئے۔ (بلکہ یہ حالت آج ہندوستان کے مسلمانوں کی ہے) اور ایسی حیران کن حالت میں پیغمبرؐ عرب علیہ الصلوۃ والسلام کا بیلچے کو تین دفعہ بڑے پتھر پر مار کر جو خندق (یعنی حفاظت) کی راہ میں حائل تھا اور تیسری ضرب پر اس پتھر کو توڑ کر کہنا کہ میری امت کو دنیا کی بڑی سے بڑی سلطنت مل گئی' ایک دلچسپ راز ہے جو ہر مسلمان کو سوچ میں ڈال دیتا ہے۔ فلسفی کہے گا کہ حضرتؐ نے محنت کی طرف اشارہ کر کے اعلان کیا تھا کہ محنتی قوم ہی بادشاہ ہو گی۔ معتقد کہے گا بیلچے کی کرامت تھی کہ روم' ایران اور یمن کی فتح کے وقت اسلامی سپاہ نے اس کا استعمال کیا۔ ملا کہے گا کہ مقصود مزدور کی شان کو بڑھانا تھا اور اسی لئے مسلمان بادشاہ بن کر بھی مزدور ہی رہے جیسا کہ آج کل انگریز اور دوسری زندہ قومیں ہیں۔ "صاف گو" کہے گا کہ مسلمان دراصل اس وقت بد دل ہو گئے ہوئے تھے اور یہ بڑا پتھر جو رستے میں رکاوٹ تھا کسی نے توڑا نہ تھا۔ حضرتؐ نے پتھر کو توڑ کر مسلمانوں کے حوصلے بڑھانے اور مزید حوصلہ بڑھانے کے لئے فتح کی خوشخبری دی۔ الغرض یہ واقعہ ہر طبقے کے مسلمان میں کچھ نہ کچھ تعجب اور لگاؤ ضرور پیدا کر دیتا ہے' اور یہی وجہ ہے کہ اب جبکہ ہر مسلمان کو تلوار میسر نہیں' توپ اور مشین گن رکھنے کا بلند تخیل موجود نہیں' جنگی قوم بننے کا سلیقہ نہیں' گرے ہوئے ہندوستانی مسلمان میں اس غزوہ خندق کے واقعے کی وجہ سے ہی بلکہ اسی ہتھیار سے پیدا ہو سکتا ہے' ورنہ اگر یہ مذہبی رنگ موجود نہ ہوتا تو مولوی اور ملا اس قدر بے دماغ لوگ ہیں کہ اس کا پکڑنا کفر قرار دیتے۔ اب بھی ان میں سے مکار اور بددین اعتراض کرتے ہیں کہ یہ بیلچہ جو خاکسار پکڑتے ہیں بعینہٖ اس شکل کا نہیں جو رسول خدا نے پکڑا تھا' بلکہ دراصل وہ بیلچہ نہ تھا' گینتی تھی۔ مولوی کی اس کج بحثی کا علاج حضرت عمرؓ کا درہ یا مصطفیٰ کمال کی تلوار ہے' اور کسی طرح ان لوگوں کا دماغ درست نہیں ہو سکتا!

بہر نوع غزوہ خندق کا واقعہ بیلچے کو اختیار کرنے کا مذہبی پہلو ہے' جس پر کسی ہوشمند مسلمان کو کسی صورت میں اعتراض نہیں ہو سکتا!

بیلچہ اور مساوات

لیکن بیلچے کے ہتھیار میں اور بڑی کرامتوں کے علاوہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ قطار میں کھڑے ہو کر کندھے پر اٹھا لینے سے بڑے سے بڑے وجاہت پسند اور متکبر شخص کی برسوں کی رعونت چند لمحوں میں مٹ جاتی ہے۔ قومیں جب گرتی ہیں تو ان کے گرنے کی پہلی علامت بڑے اور چھوٹے' امیر اور غریب کا نمایاں فرق ہے۔ یہ فرق بالآخر قوم کی رگ رگ میں اس قدر اثر کر جاتا ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر ہر دوسرے شخص سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور قوم سے رفتہ رفتہ قوت کا آخری نشان مٹ جاتا ہے۔ ایسی حالت میں بڑے شخص کو وعظ کہتے رہنا کہ بڑائی چھوڑ دو فضول ہے۔ منت سے گزارش کرنا کہ رسولِ خدا کا ہتھیار پکڑ کر قطار میں چند لمحوں کے لئے شامل ہو جاؤ' بڑا اثر رکھتا ہے۔ جو شامل ہو جاتا ہے اپنے اندر ایک فوری انقلاب محسوس کرتا ہے۔ اس کی عظیم الشان عمارت خود بخود دھڑام سے زمین پر آ گرتی ہے اور پہلا اثر جو اس کی طبیعت پر ہوتا ہے' یہ ہے کہ سب انسان برابر ہیں۔

بیلچہ اور مزدوری کی شان

الغرض بیلچہ مساوات پیدا کرنے کا بے نظیر ہتھیار ہے' لیکن اس کو بطور نشان سمجھ کر اٹھانا مزدور کی شان کو بلند کرنا بھی ہے۔ غریب اور مزدور لوگوں کی قربانیاں قوموں کو سربلند ہمیشہ سے کرتی چلی آئی ہیں اور جس جماعت کا امتیازی نشان مزدور اور غریب قوم کا ہتھیار ہو اس کی طاقت روز اول سے ظاہر ہے۔ اس کی طرف ہر غریب اور مزدور گروہ کی نظر محبت اور الفت سے پڑے گی۔ اس جماعت کا نصب العین بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ مزدور کو کچل کر سرمایہ دار کا راج قائم کرے۔ الغرض جمہوریت بلکہ اسلامی اشتراکیت کا خمیر بیلچے کے ہتھیار میں ہے۔ ہر جمہوری نظام کی بناء مزدور کی عزت کے اعلان پر ہے اور بیلچہ اس امر کی روشن شہادت ہے کہ خاکسار تحریک عوام الناس کو عروج پر پہنچانے کے لئے ہے' خواص کو سربلند کرنے کے لئے نہیں۔ دین اسلام کا الٹ آج کل کی یورپ کی مسخ کردہ اشتراکیت ہے اور ہر وہ جمہوری نظام جس کی بنیاد فرد واحد کے اس اختیار مطلق پر ہو جو اسلامی ہے' دراصل قرون اولیٰ کے اسلامی نظام کے مترادف ہے۔

بیلچے کے اوصاف

بیلچے کے اور نمایاں اوصاف اس قدر نمایاں ہیں کہ ان کو دہرانے کی یہاں پر ضرورت نہیں۔ لاہور کے ایک پنجابی شاعر نے جو مطلع پڑھا ہوا تھا مجھے کہا کہ اس نے بیلچے کے ایک سو پانچ فوائد پر ایک نظم تیار

کی ہے۔ میں اس کی وقت نظر پر حیران رہ گیا جب اس نے کہا کہ بیلچہ ایک فوجی کے لئے میدان جنگ میں اس کی تلوار، دشمن سے بچنے کے لئے اس کی ڈھال، کیمپ میں سونے کے لئے اس کا تکیہ، زمین پر بیٹھنے کے لئے اس کی گدی، پانی پینے کے لئے اس کا پیالہ، کھانا پکانے کے لئے اس کی ہنڈیا، روٹی پکانے کے لئے اس کا توا، کھانے کے لئے اس کی پلیٹ، چلنے کے لئے اس کا عصا، خطرے میں رہنما، مسافرت میں اس کا رفیق، غریب کی دھارس، امیر کی انکساری کی شان، اندھیرے میں رہبر، اجالے میں مسلمان کا مذہبی نشان، مزدور کی کمائی کا اوزار، یورپ کے جدید فوجی سپاہی کا فوجی ہتھیار اور میدان جنگ میں خندقیں کھود کر دشمن کی زد سے بچنے کا واحد ہتھیار ہے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ تلوار اور بندوق میں یہ خصوصیتیں ہرگز نہیں اور بڑا مزا یہ کہ کسی حکومت کے قانون کی گرفت میں نہیں، بلکہ بیلچہ کو ممنوع قرار دینا روئے زمین پر تمام محنت اور مزدوری کو بند کرنا ہے۔ اگر ایک ان پڑھ شخص بیلچے میں یہ باتیں دیکھ سکتا ہے تو اور لوگ نہ جانے اس میں کیا کیا دیکھ سکیں گے! ایک سپاہی قوم کے لئے یہ سب معلومات بیش قیمت ہیں۔

خاکی وردی کی اہمیت

خاکسار تحریک میں خاکی وردی یا خاکی لباس صرف "خاکساری" کے لفظ کے تناسب سے ہی نہیں بلکہ اس میں سپاہی ہونے کا تناسب اور اس سے مشابہت کا اعلان بھی ہے۔ لباس کی مشابہت ہمدردی پیدا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اگر ایک ہندو اسلامی لباس اختیار کرے تو مسلمان اس کو عمدہ نظر سے دیکھے گا۔ ہزارہا اونچی قسم کے ہندوستانی آج کل انگریزی لباس اور انگریزی ٹوپی صرف اس لئے پہنتے ہیں کہ انگریز کی ہمدردی ان سے قائم رہے۔ خاکسار کا خاکی لباس روئے زمین کے ہر خاکی پوش سے ہمدردی کا اعلان ہے اس لئے دنیا کی ہر حکومت کی فوج، پولیس، کارخانہ کے مزدوروں اور عاملوں کی ہمدردی ان سے ہے۔ اگر خاکسار کا لباس خاکی ہونے کی بجائے کسی اور رنگ کا ہوتا تو وہ اس قدر وسیع ہمدردی حاصل نہ کر سکتا۔

بارھواں باب

خاکسار تحریک کی روحانیت اور عمل

خاکسار تحریک اور خدمت خلق کا فلسفہ

۱۔ خاکسار تحریک کا نمایاں وصف خدمت خلق ہے۔ خدمت جہاں مخدوم میں شکر گزاری اور خادم سے سچی محبت کے جذبات پیدا کرتی ہے وہاں خادم کے اندر سچی روحانیت بھی پیدا کرتی ہے۔ ایک کمزور قوم کے لئے اپنے آپ کو متحد، نیک عمل، مستقل مزاج، حوصلہ مند، بلکہ خطرناک، نڈر اور ناقابل شکست بنانے کا خدمت خلق کرنے سے بہتر ذریعہ موجود نہیں۔ عام طور پر ہر نیک عمل نیکی کرنے والے کے دل میں ایک بلند کر دینے والا زور اور حوصلہ افزا طاقت پیدا کرتا ہے، لیکن مزدوری نہ لے کر خدمت کرنے والا شخص نہ صرف طاقتور بلکہ خطرناک اس لئے ہے کہ اس کی نظر کسی بڑے سے بڑے شخص کے سامنے نیچی نہیں ہوتی وہ کسی کا دست نگر نہیں، اس لئے کسی سے دبا ہو نہیں سکتا۔ قرآن میں خدا نے پیغمبروں کے متعلق لکھا ہے کہ تم اپنی قوم کے لوگوں کو لا اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ (یعنی میں تم سے اپنی خدمت کی مزدوری نہیں مانگتا میری تنخواہ دنیا کے بڑے حاکم اللہ کے پاس رکھی ہے) کہو۔ بس خدمت کر کے اجرت نہ لینا ہر مسلمان میں پیغمبری اور نبوی شان پیدا کرتا ہے، دنیا میں طاقتور اور خطرناک بناتا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام جدھر سے گزرتے، کوڑھیوں کو اچھا، بیماروں کو تندرست، لولوں کو چنگا اور اپاہجوں کو صحت مند کرتے گزر جاتے تھے، لیکن حکومت وقت کو ان کی اس بے اجر خدمت کا خوف اس قدر تھا کہ قیصر روم کی خفیہ پولیس کا ایک آدمی ہر وقت ان کے ساتھ لگا رہتا اور حضرت کے روزانہ اعمال کی ایک مفصل ڈائری شہر کے مجسٹریٹ کو دیتا۔ اس ڈائری میں، حضرت عیسیٰ جس شخص سے بات کرتے، جو بات کہتے، جس گلی سے گزرتے، سب کچھ درج ہوتا۔ ایک دفعہ خفیہ پولیس کے ایک سپاہی نے حاکم وقت کو اطلاع دی کہ "اس شخص کی سنجیدہ آنکھوں میں ایک ہیبت اور خوف نظر آتا ہے، اس کی آنکھیں آفتاب کی شعاعوں کی طرح روشن ہیں، ان کا نور ایسا تیز ہے کہ اس کی وجہ سے ممکن نہیں کہ کوئی شخص اس کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھ سکے، تحصیل علوم میں یہ شخص سارے یروشلم کے لئے تعجب اور حیرت کا مظہر ہے، اس نے بظاہر کہیں تعلیم نہیں پائی، لیکن بے غل و غش تمام علوم جانتا ہے۔" خود اسیری فرقہ جس کے نبوت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سرگرم رکن تھے، خدمت خلق میں عام طور پر مشہور تھا، اور اس گروہ کا اثر اس قدر عالمگیر تھا کہ مصر اور فلسطین کے بڑے بڑے شخص اس کی عظمت اور طاقت کے قائل ہو گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق اعظم

دنیا میں کئی سو میل کی سلطنت کے امیرالمومنین ہو کر ہر شام مشک کندھے پر اٹھائے بوڑھی اور بے کس عورتوں کا پانی بھرتے ' ان کو سودا سلف بازار سے لا کر دیتے ' گلی کوچوں میں رعیت کی تکالیف دریافت کرتے پھرتے ' لیکن اس انکساری کے باوجود ان کی حکومت کا جاہ و جلال اور شخصیت کا بدن پر لرزہ طاری کر دینے والا رعب اس قدر تھا کہ جنگ قادسیہ کے وقت مدینہ میں ایک درخت کے نیچے زمین پر بیٹھ کر حکم جاری کرتے ' جنگ کا نقشہ سامنے ہوتا ' قاصد تیار گھوڑا لئے دم بخود کھڑا رہتا اور وہ احکام پندرہ سو میل دور میدان جنگ میں نافذ ہوتے۔ صدر اسلام میں اصحاب صفہ کی بے پناہ روحانیت اور طاقت اسی خدمت خلق کے جذبے کے باعث تھی اور اسی روحانیت کے زور اثر سے وہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت سے خوف زدہ نہ تھے۔ سرور کائنات ' کے عہد رسالت میں ایک صحابی کا قیصر روم کے برابر تخت پر بے دھڑک بیٹھ جانا اور نیزے کی نوک سے قالین میں سوراخ کر دینا روحانیت کی اس بے پناہ طاقت کی وجہ سے تھا یہی ملی منفعت سے بے نیازی اور خدا کی سچی ملازمت قرون اولیٰ میں مسلمان کو قوت اور جان بازی کے بے خطا ڈھنگ سکھلاتی رہی۔ خلقت کی بے اجرت خدمت دراصل خدا سے سچی اور اللہ کی بندگی کا بے گمان اقرار ہے ' اور جس قوم نے اپنی قسمت ماسوا کو چھوڑ کر خدا سے باندھ لی اس کے نیک قسمت اور بخت ہونے میں کیا شک ہے!

خاکسار تحریک میں خدمت خلق کا پروگرام خاکسار کو نڈر اور بے خوف و خطر کرنے کے لئے ہے ' اس کے موٹے نفس کو پتلا کرنے کے لئے ہے ' خود سر اور مغرور من کو رام کرنے کے لئے ہے ' نفس کو مطیع کر کے دنیا کا مصلح بنانے کے لئے ہے ' خاکسار سے خدمت کا بظاہر " ذلیل " کام کرا کر اس کی نظریں بلند کرنے کے لئے ہے ' الغرض خاکسار کے ہاتھ میں بادشاہت کا پہلا اور آخری ہتھیار دینے کے لئے ہے ' قوم کو خادم بنا کر اس کو سید اور سردار بنانے کے لئے ہے۔ جو قوم خدمت کرنا نہیں سیکھی ' اس سے سرداری کی توقع عبث ہے ' اور سردار ہونا دراصل اس بات کی بے خطا دلیل ہے کہ وہ سردار کسی محتاج اور بے بس رعیت کا بے مزد غلام ہے۔

خاکسار تحریک میں خاکساروں کے سردار یعنی سالار کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بے دھڑک بادشاہ وقت یعنی انگریز کے بنگلے پر جا کر اسی طرح بیٹھے جس طرح کہ صحابی رسول ' خدا کا خط لے کر بے خوف و خطر تخت پر بیٹھ جاتے تھے ' اپنے آپ کو بے اجر خدمت کے لئے پیش کرے ' تاکہ بے خوفی اور برابری کا حس پیدا ہو ' انگریز سے بے غرضی کا اعلان کرے ' تاکہ اس کا رعب اور خوف زائل ہو ' بیٹھے پر زور سے ہاتھ ملا کر فوجی سلام کرے ' تاکہ انگریز سے مساویانہ سلوک پیدا ہو۔ اگر آج ہندوستانی انگریز سے خوف کھاتا ہے اور اس کے سامنے مرعوب ہو جاتا ہے تو اس وجہ سے کہ اس کے نزدیک انگریز حاجت روا ہے ' مالک نفع و ضرر

ہے ' مشکل کشا سمجھا جاتا ہے ' رازق ہے ' عملی طور پر خدا ہے۔ اس معنوی خدا کو حاجت روائی کے بلند مقام سے گرا کر محض انسان بنانے اور اپنے برابر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے غرض نہ رکھی جائے بلکہ اس کی بے اجر خدمت کر کے اس کو محتاج کر دیا جائے۔ انگریز جب خاکسار سے خدمت کراتا مان لے گا ' اپنی کبریائی چھوڑ دے گا ' اس سے لامحالہ برابری کا برتاؤ کرے گا ' بلکہ اس خدمت سے اس کی نظریں خود نیچی ہو جائیں گی ' اس میں تکبر سے بولنے کی سکت نہ رہے گی ' وہ عام طور پر غلام ہندوستانی کو ذلت اور حقارت کی نظر سے اس لئے دیکھتا ہے کہ اس کا سلام " سلام روستائی بے غرض نیست " کا مصداق ہے ' لیکن خاکساروں کے سالار کا سلام غرض اور عجز کا سلام نہیں ' بے غرضی ' بے حجابی اور بے خوفی کا سلام ہے۔ اس سلام کا نتیجہ انگریز کے دل میں خاکسار کا خوف ہے ' خاکسار کی اخلاقی جرات پر تعجب ہے ' خاکسار کی طرف سے برابری کا مطالبہ ہے ' خاکسار کی اجتماعی قوت کا پرزور اقرار ہے ' خاکسار کی بے پناہ روحانیت اس کی خدمت خلق سے پیدا ہوئی ہے بے حجابی اور جماعتی سپرٹ کا اظہار ہے ' مختصر یہ ' انگریز کے دل میں یہ سلام انگریز کی وقعت کو ہلکا کرتا ہے ' خاکسار کے دل میں خاکسار ہونے کی عزت پیدا کرتا ہے۔ یہ سلام جس دن خاکساروں میں عام طور پر رائج ہو گیا ' جس روز ہر مسلمان نے انگریز سے خوف نہ کھا کر اور اللہ کے ثواب سے بے خطر ہو کر انگریز سے مساویانہ ملاقات کی ' اس سے بے حجابانہ کلام کی اور نڈر ہو کر بولا ' اس کے روایتی رعب کو خاطر میں نہ لا کر انگریز کو عرش سے فرش پر لے آیا ' اسی دن انگریز کی سطحی عظمت کی عظیم الشان عمارت فنا ہو جائے گی ' وہ ہندوستان کی سرزمین پر محض انسان ہو کر رہے گا ' شہنشاہی کے وقار کو قائم رکھنے کی فکر اس کے چہرے کے رنگ کو سیاہ کر دے گی ' وہ کھوکھلا ہو کر رہ جائے گا اور لڑکھڑا لڑکھڑا کر چلے گا ' ہندوستان کی سلطنت اس کی آنکھوں میں اندھیر ہو گی۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اگر ایران اور روم کی سلطنتوں کو چند برس کے اندر اندر پاش پاش کر دیا تھا تو اس لئے کہ ہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمان کو چیتھڑوں میں رہنے کے باوجود قیصر و کسریٰ کے برابر بیٹھنے کا ڈھنگ سکھلا دیا تھا ' اس کے دل میں دنیا کے متاع سے بے نیازی اور انسان کے جاہ و جلال سے بے خوفی پیدا کر دی تھی۔ مسلمان جب ایران کی سرزمین کو فتح کرنے کے لئے نکلے تو غافل یزدجرد شاہ ایران سمجھا کہ لٹیروں کی ایک بھیڑ سرحد پر کچھ بھیک مانگنے کے لئے آئی ہے کہ تجویز ہوئی کہ ان کو کچھ نذر دے کر رخصت کر دیا جائے۔ اس مضحکہ انگیز نخوت اور رعونت کے بعد جب بیس ہزار عرب نے کئی لاکھ کی سپاہ کو شکست دے کر بھگا دیا اور ایران کی عظیم الشان سلطنت کا پایہ تخت خطرے میں پڑا تو ستم ظریف ایرانیوں نے غصے میں آ کر عرب سفیر کے سر پر مٹی کی ٹوکری رکھوا دی۔ غیرت مند سفیر اس ٹوکری کو خوش خوش اٹھا لایا اور اپنے سردار کو بشارت دی کہ " یزدجرد نے خاک پاک ایران تحفے میں دی ہے ' اب فتح

کی منزل قریب ہے۔ "انگریز اگر خاکسار کے سلام کو نخوت اور رعونت سے ٹھکرا دے گا تو اس میں انگریز کا گھاٹا ہے۔ اگر غصے میں آ کر خاکسار کو قابلِ توجہ نہ سمجھے گا تو اس میں انگریز کی اپنی موت کا سامان ہے۔ خاکسار تحریک میں خاکسار کو یہ درس دیا گیا ہے کہ وہ سب سے بے خوف و خطر ہو کر چلے اور سب کو اپنی بے خوفی سے خوفزدہ کر دے۔ جس روز ہر خاکسار میں بے نیازی کی یہ شان پیدا ہو گی اور خاکسار سب جگہ چھا گئے تو وہ زمین خاکساری کی ہو گی، متکبر اور مغلوب الغضب حاکموں کی نہ ہو گی۔

خاکسار کا سلام اور آزادی کا زنانہ فلسفہ

کم فہم، ناشناس اور تنگ نظر مسلمان، نیز حاسد اور بدبین مسلمان خاکسار تحریک کے خلاف ایک مدت سے یہ الزام دے رہے ہیں کہ "اس تحریک میں مسلمان کو انگریز کے آگے جھکنا سکھایا جاتا ہے، اس میں انگریز کو سلام کرایا جاتا ہے، خاکسار تحریک غلامانہ ذہنیت پیدا کرنے کے لئے ہے، ہندوستان کو پھر انگریز کا بندہ بنانے کے لئے ہے، خاکساری کا لفظ ہی اس غلامی اور عاجزی کی دلیل ہے، ہم نے دیکھو اپنے "مشیروں" کے کیا شاندار اور نہیں مارنام رکھے ہیں، اپنی تحریک کا نصب العین "ہندوستان کی کامل اور مکمل آزادی" رکھا ہے، خاکساروں کی طرح نالیوں کو صاف کرنا اور قبریں کھودنا نہیں رکھا، ہم جب انگریز خاوند سے لڑنے پر آتے ہیں، روٹھی ہوئی بیوی کی طرح جیل خانوں کی کوٹھڑی میں خوشی سے اپنے آپ کو بند کر دیتے ہیں، بیوی کی طرح چرخہ کاتتے ہیں، عورتوں کی طرح بے پناہ شور مچاتے ہیں، عورتوں کی طرح اس کے گھر کا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں، پولیس کی لاٹھیاں اور جوتیاں خوب مزے سے کھاتے ہیں، بیوی کی طرح خاوند کو رحم دلانے کے لئے بھوک ہڑتال کر دیتے ہیں، خاوند ہمیں اٹھنے کا حکم دے تو بیٹھ جاتے ہیں اور گھسیٹ کر لے جائے تو لے جائے، خود نہیں اٹھتے، ہماری اس وقت دیکھو کیا شان ہوتی ہے، گولیاں کھانے تک نوبت پہنچے تو آرام سے کھا لیتے ہیں مگر کسی کو مار دینے کی جرات نہیں کرتے۔ مسلمان کی بابت تشدد سکھلانے والے قرآن میں لکھا تھا کہ وہ اگر شہید بھی ہوتا ہے تو دس کو مار کر یا کم از کم دو کو تہ تیغ کر کے، مگر ہمارے عدم تشدد، ستیہ گرہ اور اہنسا کی یہ شان ہے کہ دس مرتے ہیں، دس کو شہید کا لقب دیتے ہیں، لیکن ایک کو بھی نہیں مارتے۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ دس مر کر "صدائے احتجاج" کا ریزولیوشن ضرور پاس کر دیتے ہیں، ہمارا جرنیل ایشور کی کرپا اور دیا سے وہ حق کا پورا ہے کہ بے لڑے پوری فوج کو دشمن کے سپرد کر دیتا ہے، ہم جیل خانوں میں پھر اپنے آپ کو بیوی سمجھنے کی بجائے "سرکار کا خانہ داماد" سمجھتے ہیں، مزے سے روٹیاں کھا کھا کر سرکار کو کنگال کر دیتے ہیں، ہماری مکمل آزادی کا طریقہ دیکھو کیا سہل ہے، سرکار کو جب ہمیشہ روٹیاں دینی پڑیں گی، خود بمبئی کی راہ سے دم دبا کر بھاگے گی۔ آزادی حاصل کرنی ہے تو بے ہتھیار ہو، بے تشدد مار کھاؤ، یا اپنے آپ کو جیل خانوں میں اور قید

کرو! ایلچیوں اور انگریز کے بنگلوں پر جا کر سلام کرنے سے آزادی کہاں مل سکتی ہے"!

ان زنانہ "مشیروں" (لنگوٹی پہننے والے مردوں اور عورتوں) سے کہہ دو کہ تم خاکساری کی سار خاک جانو اور ہتھیار پر ہاتھ مار کر سلام کرنا کیا سمجھو؟ تم ایک دو ہزار سال سے غلام اور زنانہ قوم کے زنانہ لیڈر کی وہ ماتھے پر تلک لگانے والی اور سدا مار کھانے والی امت ہو کہ انگریز کو بمبئی کی راہ سے بھگانا تو درکنار اور اس کے خوفناک بنگلے پر جا کر اس کو باہر بلانا تو خیر، تم اگر سب کھڑے ہو اور صرف ایک انگریز تم میں اچانک آن نکلے تو ڈر کے مارے تمہارے پاجامے بھیگ جائیں، کاٹو تو بدن میں لہو نہ رہے، تمہارے دل کی حرکتیں بند ہو جائیں، تمہاری روحیں آزاد ہو جائیں، انگریز کا ایک ڈیم فول کا لفظ تمہیں "شہید" کرنے کے لئے کافی ہے، تمہارے ہندوستان کو آزاد کرانے میں کسے شک ہے!

گاندھی کی زنانہ لیڈری اور ہندو فلسفہ کا عروج

تمہارا زنانہ لیڈر اس زنانہ قوم کا سردار تھا جس نے تمام عمر تلوار ہاتھ میں نہ پکڑی، مرد میدان ہو کر ایک جنگ نہ لڑی، صدہا سال سے ایک قلعہ فتح نہ کیا۔ وہ بیچارہ اپنی قوم کو آزادی کے طریقے اس کے سوا کیا سکھلاتا کہ تم مار کھانے کی نقالی ہو، مار کھایا کرو، تم نے ہمیشہ سے کسی کو دکھ نہیں دیا، اس لئے عدم تشدد کیا کرو، عورتوں کی طرح اوّل سے دشمن کو خوب کوسا کرو، دشمن حکم دے تو بیویوں کی طرح نافرمانی کرو، نہایت مشہور اور کار آمد نسخہ ہے، اس کو استعمال میں لاؤ، گھر کا راج حاصل کرنا ہے تو گالیوں، نافرمانیوں اور شور و شر سے خاوند کا ناک میں دم کر دو کہ اس کی گھر سے دور رہے بن نہ رہے، وہ عاجز تمہیں طلاق دے کر چلتا بنے اور کسی دوسرے گھر میں جا آرام لے۔ انصاف سے کہو کہ لنگوٹی پہننے والا ننگ دھڑنگ مہاتما تمہیں اور کیا سکھلاتا؟ اس غریب نے اپنی قوم کو کسی اور کام کے لائق نہ دیکھ کر "ستیہ گرہ" "اہنسا" "عدم تشدد" "ترک موالات" "سول نافرمانی" وغیرہ وغیرہ کے وہ مضحکہ انگیز اصول "ہندو فلسفہ" کے نام سے جاری کئے کہ ایک دنیا دنگ ہو گئی۔ امریکہ تک حیران و ششدر رہ گیا۔ مہاتما کے وجود کو مسیح علیہ السلام کا وجود اور اس کی تعلیم کو مسیح علیہ السلام کی تعلیم سمجھنے لگے۔ اس کو دنیا کا عظیم الشان انسان قرار دیا گیا۔ ہندو فلسفہ کا ایک مدت تک وہ رعب اور وقار قائم ہوا کہ مسلمان تیرہ سو برس تک آزمایا ہوا قرآن اور لاکھوں برس سے تجربہ کیا ہوا اسلام بھول گئے۔ مہاتما نے ایک دنیا کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ دنیا سمجھنے لگی کہ انسان کے پاس تلوار کا ہونا غلط ہے، کمزور کے پاس ہتھیار کا ہونا غلط ہے، بھینسے کے سر پر سینگ غلط ہیں، شیر کے پاؤں میں پنجے غلط ہیں، زنبور کے پاس نیش غلط ہے، پرندے کے پاس پر غلط ہیں، الغرض تلوار کا تمام فلسفہ غلط ہے، پر، دانت، ناخن، ٹانگیں، ہاتھ، پاؤں غلط ہیں، دینِ فطرت غلط ہے، اسلام غلط ہے۔ یہی وجہ تھی کہ کامل دس برس تک دنیا پر اس ہندو فلسفے کے

غلبے نے ہندوستانی مسلمان سے عجیب و غریب فعل کرائے۔ مسلمان رہنماؤں نے ہندو فلسفہ سے مرعوب ہو کر ماتھوں پر سیندور کے ٹیکے لگائے' آشرموں میں ہندوؤں کی راہبانہ زندگی اختیار کرلی' ہندوانہ لباس اور ہندوانہ وضع قطع بہ تکلف بنائی۔ اب بھی کانگریس کے کئی مسلمان رہنماؤں کی وضع قطع بلکہ بودوباش بھی اس قدر ہندوانہ ہے کہ ان کو ہندو لالاؤں سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ یہ سب عمل دین اسلام کی ایک خطرناک توہین تھا' مسلمان کی مسلمانی کے شایان شان نہ تھا۔ مسلمان اگر اور کچھ نہ دیکھتا تو اپنی زنگ آلود تلوار اور قوم کی مردانہ روایات کو دیکھتا' روئے زمین کے نقشے پر اپنے عالمگیر وجود کو دیکھتا' خالد اور طارق' محمود اور اسمٰعیل شہید' جیسے مصطفیٰ کمال اور ابن سعود کو دیکھتا' گوکھلے اور گاندھی پر اس کی نظر کا جانا تیرہ سو برس کی بے مثل اسلامی جبروت کی کھلی بے عزتی تھی۔

کانگریس کی غلط بنیاد

کانگریس کی بنیاد کی پہلی اینٹ ہی غلط اور حصول آزادی کے منافی تھی۔ کانگریس شروع میں سرکار دولت مدار کو ہندوستانیوں کے "حقوق کی اطلاع مؤدبانہ ریزولیشنوں کے ذریعے پہنچانے" کی ایک انجمن تھی۔ اس میں انجمنوں اور بحث مباحثہ کی مجلسوں کے آئین کے مطابق "جلسے" ہوا کرتے تھے' اس میں "ووٹوں" اور "کثرت رائے" کے ذریعے سے کاغذوں پر حکومت کو دھمکیاں دی جاتی تھیں' اس کے پاس نہ کوئی مجاہدانہ طاقت تھی' نہ لڑنے کے لئے تلوار' پچکے اور پست قد' کمزور جسم اور دائم المریض' عینکیں لگائے ہوئے اور مغربی تعلیم کے نچوڑے ہوئے آموں جیسے اس کانگریس کو چلانے والے تھے' اس زنانہ ڈیبیٹنگ کلب (Debating Club) کے لئے حصول آزادی کا دعویٰ کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات تھی۔ انجمنوں کے کمروں کو جنگ کے میدانوں سے دور کا واسطہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ گاندھی ایک نیا ہوا سی وضع قطع کا میدان میں آیا اور اس کریلے کو اور نیم چڑھا گیا۔ انجمنوں اور مجلسوں کا کیریکٹر کسی مرحلے پر بدل دینا محال ہے۔ اب کانگریس لاکھ اچھلے اور کودے' نری انجمن اور ڈیبیٹنگ سوسائٹی ہی رہے گی' نری کاغذی گھوڑے دوڑانے والوں کی مجلس رہے گی۔ اس کی موت کا نقارہ بج چکا ہے۔ لیکن اگر وہ آگے چل کر کچھ کرے گی تو پھر اسی ہندو فلسفے کو کسی اور رنگ میں پیش کرے گی اور انگریز سمجھیں گے کہ غلام قوم کے دماغ کس قدر نارسا ہیں اور انجمن سازیوں کے نتیجے ان کے حق میں کیا خوشگوار ہیں!

کانگریس کے نقصانات

اس وقت جو خطرناک نقصان اسلامی سیاست کو ہندو کانگریس سے پہنچ رہا ہے' یہ ہے کہ قوم کے سامنے ہر رنگ میں وہی ہندو فلسفہ پیش پیش ہے۔ قانون حکومت کو توڑنے کی ناکام آرزو میں جیل خانوں میں

جانا' گولیوں کے لئے چھاتی سامنے کر دینا' دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچانا اور آپ فنا ہو جانا' لڑائی میں صرف مرنے کے لئے جانا' نہتے بھیج کر گرفتار ہو جانا' جیل خانوں اور قید کو باعث عزت سمجھنا' سول نافرمانی سے اپنے مطالبات کے پورے ہونے کی امیدیں رکھنا' فتووں سے آسمان سر پر اٹھا لینا' جلوس نکالنا' ہڑتال کرنا' احتجاج کے ریزولیشن پاس کرنا وغیرہ وغیرہ' ہر اسلامی' مذہبی اور سیاسی تحریک کے دستور العمل کا لب لباب ہیں۔ مسلمان رہنما اب اس پروگرام کی تقلید کے سوا کوئی دوسری شے وضع نہیں کر سکتے۔ اسلام کا فلسفہ عمل مات ہو چکا ہے۔ ہندوانہ طریق کار قوم کے ذہن پر غالب ہے۔ گاندھی کی اذیت مسلمان قوم پر اب تک حاوی ہے۔ مسلمان تیرہ سو برس تک "اسلام" کے معنی اطاعت اور فرمانبرداری سمجھ کر آج یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ جرنیل بڑا بے وقوف اور ناعاقبت شناس تھا جس نے اپنی فوج کو نافرمانی کا سبق دیا۔ سپاہیوں میں نافرمانی کی ہوا پیدا کرنا خواہ وہ نافرمانی دشمن ہی کی کیوں نہ ہو بڑا خطرناک سبق ہے۔ سپاہی کو غالب کرنے کے لئے اطاعت اور صرف اطاعت کا سبق دیا جا سکتا ہے' صرف فرماں برداری سکھلائی جا سکتی ہے۔ اس کو نافرمانی کی ہوا کھلانا اپنے علام کو تباہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ کانگریس شکست کھا چکی ہے' کانگریس کا ہر سپاہی اپنے گھر میں سول نافرمانی کر رہا ہے۔ کانگریس کے اندر سول (یعنی خانگی) نافرمانی کی روح گھر کر چکی ہے۔ بیٹا باپ سے نافرمانی کر رہا ہے' بیوی خاوند سے اینٹھ رہی ہے' ستیہ گرہ ہر گھر میں قائم ہو رہا ہے۔ اگر غور سے دیکھو تو سپاہی کی اپنے جرنیل کی کامل اطاعت دراصل دنیا کے باقی تمام جرنیلوں کی نافرمانی ہی ہے۔ اسی طرح اللہ کی کامل فرماں برداری دراصل شیطان سے کامل برگشتگی ہی ہے۔ مگر اسلام نے مسلمان کو شیطان کی نافرمانی پر زور دینے کی بجائے اللہ کی اطاعت ہی کا سبق دیا' یہ اس لئے کہ اطاعت لامحالہ ایک روحانی عمل اور نافرمانی شیطانی جذبہ ہے۔ کانگریس نے اپنے رہنما کی اطاعت کی روحانیت پیدا کرنے کی بجائے اپنے دشمن کی نافرمانی کی شیطنت پیدا کرنے کا تہیہ کر کے ملک میں ابتری پھیلا دی۔ اگر سپاہی کو اطاعت کا سبق ملتا تو وہ ہر جگہ اطاعت ہی کرتا' اس کو نافرمانی کا سبق ملا' اب ہر جگہ نافرمانی ہی کر رہا ہے!

تیرھواں باب

خاکسار تحریک کی مردانہ صفات اور کانگریس

الغرض خاکسار تحریک ایک مردانہ تحریک ہے' مردانہ وار حرکت اور مجاہدانہ زندگی ہے' بے خطر اقدام اور بے خطا سبقت ہے' حکومت اور بادشاہت کے لئے بے گمان تیاری اور روحانیت اور طاقت کے لئے بلاواسطہ وسیلہ ہے' مردوں اور شیروں' سپاہیوں اور لڑاکوں کی تحریک ہے۔ عورتوں اور بیویوں' زنانوں' لڑکوں اور ہیجڑوں کی تحریک ہرگز نہیں۔ اس تحریک کا ہر فعل مردانہ ہے۔ اس کا بازاروں اور میدانوں میں کھڑے ہونا مردانہ فعل ہے' ہر وقت چاق و چوبند رہنا مردانہ ہے' امیر اور غریب' عالم اور جاہل' چھوٹے اور بڑے کا ایک قطار میں حوصلے سے کھڑے ہو کر ایک ہو جانا مردانہ ہے' سینہ ابھار کر' نظریں اونچی کر کے بے خوف و خطر چلنا مردانہ ہے' سپاہیوں کی طرح بے خطر مارچ کرنا مردانہ ہے' ایک قدم سے چلنا اور ٹھہرنا مردانہ فعل ہے' خاموش اور خطرناک' خاکسار اور خوددار ہونا مردانہ ہے' مار کھانا اور مارنے کی تیاری کرنا مردانہ فعل ہے' دشمن سے دوستی' غیر و خویش سے رواداری' دلوں میں فراخی' ذہنوں میں بلندی' کمزور پر رحم اور زور آور سے برور مساوات پیدا کرنا مردانہ فعل ہے' آپس میں ایثار' قربانی کا وسیع جذبہ' اخوت کا بڑا احساس اور خدمت کا بے پناہ حوصلہ رکھنا مردانہ فعل ہے' قوم سے کچھ نہ مانگنا اور قوم کو منظم کرنا مردانہ فعل ہے' ہر شخص کا آپ جان کی قربانی کرنا اور بوقت ضرورت اپنے لئے مال کی قربانی بھی خود کرنا مردانہ فعل ہے' اپنی مدد آپ کرنا' اپنا بوجھ آپ اٹھانا اور کسی شے کی حاجت کے وقت کسی کے منہ کو نہ تکنا مردانہ فعل ہے' خلقت کی خدمت کر کے خلقت سے اجرت نہ لینا مردانہ فعل ہے' خدمت گزار بن کر اور کام کر کے مخدوم اور سردار بننے کی آرزو پیدا کرنا مردانہ فعل ہے' نفس کو مطیع کرنا اور خواہشوں کا محکوم نہ بننا مردانہ فعل ہے' صرف خدا کا خاکسار بننا اور سب سے بے خوف و خطر ہونا مردانہ فعل ہے' وراثت زمین کو پیش نظر اور نصب قوم کو منتہائے کار بنانا مردانہ فعل ہے' نقالی اور بے کسی' عاجزی اور کمزوری' افلاس اور جہالت کے سمے میں قوم کی نگاہیں بلند کرنا مردانہ فعل ہے' ہاں! چرخے کے مقابلے میں اس تحریک کا بیلچہ مردانہ ہتھیار ہے' مزدور کی شان کو بلند کرنے کے لئے اس کی آن مردانہ ہے' زمین کو تہ و بالا کرنے کے لئے اس کی اٹھان مردانہ ہے' گھر کے اندر بیٹھ کر اس کو چلانے کی بجائے اس کو سربازار اٹھانے کی شان مردانہ ہے۔ چرخے کو چلانے والے اس کو گھروں کے اندر چلا چلا کر زنانہ خصلت بنتے گئے' بیلچے کو اٹھانے والے میدانوں میں اٹھا اٹھا کر قوم کی زنانہ شرموں کو دور کر رہے ہیں اور قوم کو مردانہ قوم بنا رہے ہیں۔

مردوزن میں عام اصلاح کی ہوا

ہم فی الحقیقت اس تحریک میں قوم کے ہر شخص کو مرد بنا رہے ہیں' ہر شخص کو سربازار بے حجاب کر کے مردانہ قوت اور فعل کی طاقت بھر رہے ہیں' خاکسار اور غیر خاکسار دونوں کو روزانہ اس کے اپنے مٹے میں یاد دلا رہے ہیں کہ مسلمان سپاہی تھا' اسلام سپاہیانہ زندگی ہے' مسلمان کو کسی شے سے عار نہیں' مسلمان مرد ہے' مسلمان مسلح تھا' مسلمان غالب اور فاتح تھا' مسلمان کی نظریں اونچی ہوا کرتی تھیں' مسلمان ایک لڑی میں پرویا ہوا تھا' مسلمان اپنے خدا کا مطیع تھا' سردار کا مطیع تھا' خاموش رہا کرتا تھا' آج کل کے بیکار لیڈروں کی طرح اس کے مختلف رستے نہ تھے' ایک رسی کو پکڑے رکھتا تھا' ایک خدا' ایک رسول' ایک کتاب اور ایک ہی رکھتا تھا' خاموش سنتا اور خاموش کرتا تھا' مسلمانوں کے جلسوں میں آج کل کی طرح کووں کی کائیں کائیں نہ تھیں' لیڈروں کا بھانڈوں کی طرح ناچنا یا کتوں کی طرح لڑنا نہ تھا' صرف ایک آواز اور اس آواز پر عمل تھا۔ مسلمان عورتوں کو گویا ان کے گھروں کے اندر گھس کر بتلا رہے ہیں کہ تمہارے خاوند اور بھائی اور بیٹے سپاہی ہوا کرتے تھے' اب گلی میں قدموں کی ٹھک ٹھک اور بگل کی آواز سے سن لو کہ پھر سپاہی بن رہے ہیں' ان کو تم عورتیں میدان جنگ میں اکسا اکسا کر اور طعنے دے دے کر بھیجا کرتی تھیں' فتح حاصل کرنے کے بغیر ان سے راضی نہ ہوتی تھیں' تم ان کے ہتھیاروں کو گھروں میں سجا سجا کر رکھتی تھیں' ہمیشہ کام کا کر صاف کیا کرتی تھیں' تمہاری ٹھمریاں اور تمہارے دوہڑے اسی جنگ و عشق کے رنگ میں تھے' تمہارے آہنگ زندہ قوم کے آہنگ تھے' تمہیں اپنے مردوں کے سپاہی ہونے پر ناز ہوا کرتا تھا' تم اپنے خاوندوں کے زخموں کے نشانوں کو خلوت کے وقت چوما کرتی تھیں' تمہارے منگیتروں کے سپاہی ہونے کی خبر تمہارے گالوں کو لال کر دیتی تھی' تمہاری سہیلیوں کو سن سن کر رشک آتا تھا' اب خاکسار کا بگل پھر وہی کئی سو برس پہلے کی جنگی آواز ہے' تم اس آواز کو پھر سنو اور بے تجری میں بھڑک نہ اٹھو' تمہاری اوائی سی معشوقانہ ادا اور نرم سا معصومانہ اشارہ مسلمان مرد کو سر سے پاؤں تک پھر ہشیار کر سکتا ہے' تمام قوم کی رگ غیرت تمہارے ہلکے سے طعنے پر پھر پھڑک سکتی ہے۔ مسلمان عورت آج کئی سو برس کے بعد پھر اپنے گھر میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہے کہ مرد کو سپاہی ہونا ہی جچتا ہے' وہ اس کی پیٹی اور وردی کو دیکھ کر حیران ہے' اس کی چستی اور چالاکی کو دیکھ کر متعجب ہے' اس کو دیکھ کر شہزادی سی ہے' خاکسار فوجی سلام کرتا ہے تو وہ ہنس پڑتی ہے' لیکن اس ہنسی' اس تعجب اور اس حیرانی میں صدیوں کی بھول کے بعد وہ خاموش بیداری ہے جس کو ہزار برس کی واعظانہ تبلیغ بھی پیدا نہیں کر سکی!

مسلمان عورت کو زندہ کر دینے والا سبق

ہم ہر مسلمان عورت کو کئی سو برس کے بعد پھر یہ سبق دے رہے ہیں کہ جہاں انسان کا وجود اور اس کی پرورش بلکہ تمہاری وجہ سے ہے' جہاں اس کی زندگی اور زندگی کا آرام تمہاری ہی رحمت اور رافت سے ہے' جہاں تمہارے نرم نرم ہاتھوں کی تھپک تھپکتے ہوئے جسم میں راحت اور تمہاری مست کر دینے والی حرکتیں انسان کے ساز زندگی پر پیہم مضراب ہیں' وہاں قوموں اور امتوں کی زندگی بھی تمہارے ہی اشاروں سے ہے۔ تم اپنے ادنیٰ سے اصرار اور چھوٹی سی تکرار سے قوم کے مردوں میں وہ بے پناہ عزم' وہ عالمگیر اور آسمان رس حوصلے' وہ کوہ شکن ارادے پیدا کر سکتی ہو کہ ان کے سامنے پہاڑ پانی ہو جائیں' دریا پھٹ جائیں' تمہاری پسندیدگی انسان کے رہوار عمل کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہے' تمہاری ناخوشی معمولی مرد کے رستے میں سد سکندری کا حکم رکھتی ہے' تم باعث ایجاد انسان ہو' اسی لئے امت میں صحیح معنوں میں مرد پیدا کرو' تمہارا یہ فخر ہے کہ تمہارے بیٹے' تمہارے خاوند' تمہارے بھائی مرد ہوں' وہ دنیا میں خون اور آگ سے کھیلا کریں' تلواروں اور نیزوں' بندوقوں اور توپوں سے لیس ہوں' کمزور کی حفاظت تمہاری شہ سے ہو' زور آور سے مقابلہ تمہارے اشارے پر ہو۔ حمایت کے لئے اکسانا تمہاری فطرت میں داخل ہے' مرد میں شجاعت اور حمایت پیدا کرنا تمہاری چتون کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ "لستم بعولتنا اذا لم تمنعونا" (ترجمہ: تم ہمارے خاوند نہیں اگر ہماری حفاظت نہیں کرتے) کا مقولہ تمہاری ہی زبان سے نکلتا ہے' دنیا میں تمام جنگ و جدل کی بناء تمہاری حفاظت ہے' میدان جنگ میں زخم اور خون کے دریا تمہاری وجہ سے ہیں اور پھر دریا بہا کر ان زخموں پر مرہم رکھنے والے تمہارے ہی ہاتھ ہیں' تم گھروں کی ملکہ ہو اور گھر وہ قلعے ہیں جن کی حفاظت اور دفع کے لئے دنیا میں تمام اتفاق و اتحاد' تمام سعی و عمل کا سلسلہ قائم ہے۔ قوم کا بننا تمہی سے ہو سکتا ہے' قوم تم سے پیدا ہوئی ہے اور قوم کو قائم کرنا بھی تمہارا ہی کام ہے۔ تم اپنے مردوں کو سپاہی بنا دو' پھر دیکھو قوم کیونکر نہیں بنتی!

کانگریس کی ناکامی کے وجوہ

المختصر خاکسار تحریک قوم کے ہر فرد اور ہر مرد و زن میں سپاہیانہ احساس پیدا کر رہی ہے' ہر مرد و زن کے دل میں یہ حس پیدا کر رہی ہے کہ ہم امت کی حفاظت کے لئے کھڑے ہیں' دشمن کو شکست دینے کے لئے اور زور آور کے زور توڑنے کے لئے ہیں' ہر فرد و بشر کے دل میں' جو داخل ہوتا ہے' یہاں! مردی اور مردانگی پیدا کر رہی ہے' مردی اور مردانگی کے ساتھ ساتھ غالب بننے کی روحانیت پیدا کر رہی ہے۔ ہم اس حرکت میں ہر شخص کو بالذات سکھلا رہے ہیں' خدا کی طرح زمین پر لاشریک بن کر رہنا' خدا کی طرح جبار اور قہار بننا'

خدا کی طرح رحم اور رافت کے جذبات رکھنا' خدا کی طرح قوی اور عزیز ہونا' خدا کے حکم کے مطابق اشداء علی الکفار اور رحماء بینہم بننا' خدا کے کہے پر بے اجرت خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں۔ کانگریس کا رہنما گاندھی صرف آپ روحانی شخص تھا' صرف آپ اطاعت' رحم' رافت' محبت اور خدمت کے جذبات رکھتا تھا' صرف اپنے نفس کو مارتا تھا' صرف آپ جوگیوں اور عاشقوں کی طرح ننگ دھڑنگ رہتا تھا' لیکن اس نے قوم کو عاشقی کا شیوہ نہ سکھلایا' قوم میں روحانیت اور مجذوبیت پیدا نہ کی' قوم کو باخدا ہونا اور قوم میں محبت' رافت اور باہمی خدمت کے جذبات پیدا کرنا نہ سکھلا سکا' قوم کو "مسلم" اور "مطیع" نہ بنا سکا' الٹا قوم کو نافرمانی اور شیطنت کا سبق دیتا رہا' اس کو سپاہی نہ بنا سکا' سپاہیوں کو نافرمانی سکھا کر ایک دوسرے کے خلاف بنا گیا۔ اب ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہیں' تحریک کانگریس سے پہلے کی نسبت ایک دوسرے کے زیادہ مخالف ہیں' چونکہ ہندو نے مسلمان کی اور مسلمان نے ہندو کی کوئی عملی خدمت نہ کی تھی اس لئے اب ہندو مسلمان کا کچھ ممنون' اور مسلمان ہندو کا کچھ شکر گزار نہیں۔ چونکہ اتحاد نظری اور سطحی پالیسی پر تھی اور وہمی تھا' اب ہندو اور مسلمان ایک گلاس میں پانی پی لینے کے بعد ایک دوسرے کو اور کوس رہے ہیں' مسلمان اپنے ماتھے پر ٹیکا لگنے کا افسوس کر رہا ہے' ہندو اپنے بھرشٹ ہو جانے کا ماتم کر رہا ہے۔ اگر ہندوستان کے سب لوگ' اور کچھ نہ سہی' صرف گاندھی کی طرح ننگ دھڑنگ ہو جاتے' سب کے سب صرف ایک لنگوٹی پہن کر اپنے نفس کی اصلاح مہاتما کی طرح کر لیتے تو آج تمام ہندوستان آزاد ہوتا' انگریز کی نفاست اور وجاہت پسندی جس کو ننگے انسانوں کو دیکھ کر اس "ننگ تہذیب" ملک سے سمندر پار بھاگنے پر مجبور کر دیتی۔ کانگریس کا رہنما اس لئے کامیاب نہ ہو سکا کہ عوام میں اصلاح نفس پیدا نہ کر سکا' جس کو وہ انسانوں کی منتشرہ روحانیت کا زور نہ دکھا سکا' وہ غلط سمجھا کہ آزادی جیل خانوں میں جا کر ملا کرتی ہے' نہ سمجھ سکا کہ ادنیٰ جرنیل کا پہلا فرض دشمن سے اپنے سپاہیوں کو بچانا ہے' دشمن کو اپنے سپاہی سپرد کرنا ہرگز نہیں' غلط سمجھا کہ انگریز خاوند اور رعیت بیوی ہے' غلط سمجھا کہ انگریز میں زنانہ ذہنیت ہے' وہ رعیت کو تکلیف دینے کے بعد عاشقانہ لطف و کرم کرے گا' رعیت کو ناراض دیکھ کر صلح کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ خاکسار تحریک کی پہلی اور آخری تعلیم یہ ہے کہ مرد میدان بنو' روحانی بن کر بے پناہ زور پیدا کرو' آزادی صرف میدان جنگ میں ملا کرتی ہے' اس بناء پر میدان جنگ کے لئے صرف جنگی طاقتیں پیدا کرو' سب سے پہلے مخالف قوتوں کو اپنے حسن اخلاق اور خدمت خلق سے رام کرو' جو روحانیت سے رام نہیں ہوتا' اس کو کچلنے کے لئے بے پناہ مادی زور جمع کرو' تشدد کرنے والے کے خلاف تشدد کی تیاری کرو' عدم تشدد' اہنسا' سول نافرمانی' قید و بند' بھوک' دریوزہ گری اور مانگ کر آزادی لینے کا فلسفہ سراپا غلط ہے۔ روحانیت سے مادی زور کا

پیدا ہو جاتا ہی ہے' اور مادی زور کا روحانیت کے بغیر پیدا ہونا محال ہے!

دوسری تحریکیں

کانگریس تحریک کے ماسوا ہندوستان کے طول و عرض میں کوئی ایسی قابل ذکر تحریک مسلمانوں یا ہندوؤں میں پیدا نہیں ہوئی جس نے حصول آزادی کے ادنیٰ سامان بھی پیدا کئے ہوں۔ خلافت' ہجرت اور سرخ پوشی کی تحریکیں بلاشبہ بڑی اور قابل ذکر تحریکیں تھیں' لیکن کانگریس کی تحریک یا خود ان کی وجہ سے پیدا ہوئی یا وہ خود کانگریس کی وجہ سے شروع ہوئی تھیں اور کانگریس کے زوال کے ساتھ ساتھ فنا ہو گئیں۔ خاکسار تحریک کی ابتدا اپریل ۱۹۳۱ء میں کانگریس کے زوال کے بعد ہوئی تھی' ۱۹۳۲ء کے وسط میں کانگریس کے بعض ادنیٰ درجہ کے تنخواہ دار کارندوں نے کانگریس میں مزید نفع نہ دیکھ کر پنجاب کے ایک بڑے حصے میں "آزادی" کے نام پر مسلمانوں میں کئی تماشائی ہنگامے پیدا کئے۔ ہزارہا مسلمانوں کو جوش دلا دلا کر چندے وصول کئے' صدہا کو حکومت سے دردناک طور پر ٹکرا کر ان کے گھروں کو برباد اور ویران کیا' اپنا نام زبانی جمع خرچ کے طور پر "سرمیتی آزاد رکھا' سادہ لوح مسلمانوں کو کئی دفعہ آزادی کی امید پر ہم آہنگ کیا' لیکن یہ بانیان تحریک پیشہ ور کرایہ داروں یا ہوشیار چالاکوں کی ایک ملی جگت تھی جن میں مولویت کی بے علمی کے علاوہ انتہائی درجہ کا لنگ پن بھی تھا۔ ان لوگوں کا منتہا چونکہ روپیہ کمانے کے سوا کچھ نہ تھا' قوم کو ایک قدم آگے نہ بڑھا سکے' ایک مخلص کارکن پیدا نہ کر سکے' بعض کو شک ہے کہ ان کی ساز باز دراصل حکومت سے تھی کیونکہ انگریز کو ان کی حرکتوں سے خلاف امید فائدہ پہنچتا رہا۔ سر سید احمد خان' نواب وقار الملک اور سر آغا خان کی لیڈری کے بعد بھوکے' بے علم اور بے رحم رہنماؤں کی یہ وبا ہندوستانی مسلمانوں کے خطرناک زوال کی ایک اور علامت تھی' لیکن ان لوگوں کا اثر اکثر زائل ہو چکا ہے اور کوئی امید نہیں کہ اب مسلمان ان کی یا کسی پیشہ ور لیڈر کی سرداری قبول کریں۔

کانگریس' خلافت اور سرخ پوش تحریکیں حکومت سے ٹکرانے کا فوری منتہا رکھنے کے باوجود قوم میں سپاہیانہ تربیت نہ پیدا کر سکیں' خاکسار تحریک کا فوری منتہا حکومت سے ٹکرانا نہیں لیکن اس کا ہر رکن سپاہی ہے۔ اور تحریکیں اسی جدوجہد میں فنا ہو گئیں کہ وہ بالآخر قوم میں سپاہیانہ قوتیں پیدا کر دیتیں' خاکسار تحریک کی ابتداء سپاہی بننا ہے' جہاں اوروں کا انجام ہو سکتا تھا وہاں ہمارا آغاز ہے' جہاں اوروں کی "ے" ہے وہاں ہمارا "الف" ہے۔ خاکسار تحریک کا مبتدا اگر یہ ہے تو سوچ لو کہ اس کا منتہا کیا شاندار ہو گا!

چودھواں باب

کامیابی کا آخری علاج

خاکسار تحریک کی ضرورت

۱۸۵۷ء سے لے کر آج تک ہندوستان میں کئی تحریکوں کے ناکامیاب چلنے کے بعد خاکسار تحریک کی ضرورت اور ایجاد کا باعث اب بالکل واضح ہے۔ پہلی تحریکیں صرف کسی نہ کسی ہنگامے پر بنی تھیں' انگریز کے کسی معروف یا غیر معروف "ظلم" کی بناء پر اٹھی تھیں' انگریز کے جور و ستم کا احساس یا انگریزی جنگ عظیم میں خلاف امید فتح کا رنج' بلکہ حسد' لوگوں میں پیدا ہوا تو بے قدر و قیمت کا ہوں (Agitators) یا ناعاقبت اندیش رہنماؤں نے موقع کو غنیمت سمجھ کر رعیت کے انتقامی جذبات کو بھڑکایا۔ اس بھڑک میں بے بس اور بے ہتھیار' نامنظم اور سادہ لوح رعیت کو منبر پر چڑھ چڑھ کر یہ دھوکا دیا گیا کہ تم "تیار فوج" ہو' نہایت منظم ہو' اگر چہ عاجز ہو' ۱۸۵۷ء کا ہنگامہ غدر پھر برپا کر سکتے ہو' برسات کے کیڑوں کی طرح لاتعداد ہو' دنیا کے سب سے بڑے اور دولت مند ملک میں رہنے کے باوجود خوشحال نہیں ہو' تمہارے ملک کے پچاس فی صدی لوگوں کو دو وقت کی روٹی نصیب نہیں' انگریز سب کچھ لوٹ کر ملک کو کنگال کر چکا ہے' اس لئے تم اگر چاہو تو اپنی عاجزی میں بچوں سے شیر کی آنکھیں نکال سکتے ہو' تم پینتیس کروڑ اگر صرف پانی پھینک دو تو یہ انگریز تمہارے پیشاب میں بہہ جائیں' اگر چاہو تو صرف پھونکوں سے ان کو بھٹی کے پار اڑا دو' پینتیس کروڑ رعیت پر ایک لاکھ فوج گھوڑے کے بغیر کیا خاک حکومت کر سکتی ہے' یہ کہ اگر ایک دن راشن کے بغیر رہ سکتے ہیں!" الغرض ان لوگوں نے اپنے جوش میں فتح کے یہ سمجھے اور نا تجربہ کار طریقے وضع کر کے اپنے نفس اور قوم کو دھوکا دینا چاہا۔ انگریز کی بلند ہمت' اس کے بلند عزم اور بلند کیریکٹر کا کچھ مطالعہ نہ کیا۔ انگریز کی ڈھائی سو برس کی ہندوستان گیری کی تاریخ کو نہ دیکھا' انگریز کے گھر کے بھیدی کچھ نہ بنے' انگریز کے بے مثل بحری اس کی بے پناہ بری اور بحری قوت' اس کے بے گمان قومی ایثار' اس کی ضدی اور ضد کے باوجود ٹھنڈی طبیعت کی طرف دھیان نہ کیا' نہ سمجھا کہ وہ اس وقت ان خوبیوں کی وجہ سے بادشاہ ہے' خدا کی مرضی اور پسندیدگی کے باعث حکمران ہے' انگریز کو ہندوستان سے نکالنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ یہ پینتیس کروڑ قوم خدا کی نظروں میں انگریز سے ہر لحاظ سے بہتر نہ ہو جائے۔ الغرض یہ ہنگامی تحریکیں کسی نہ کسی بڑے اور ہنگامہ خیز مقصد کو سامنے رکھ کر پیدا کی گئی تھیں۔ انگریز کا کوئی ظلم نمایاں ہوا تو یہ گھات میں بیٹھے ہوئے شکاری لیڈر بحث میدان میں کود پڑے' اس نمایاں ظلم کو دور کرنا قوم کا "مقصد" قرار دے کر ایک رات

* اس باب کے آخر میں نوٹ دیکھو

کے اندر اندر اس کو اپنے گمان میں "تیار فوج" بنا دیتے۔ وہ "مقصد" خود بخود ہزاروں اور لاکھوں کو آرام کے گوشوں سے یک دم باہر نکال لاتا' چند لمحوں کے اندر اندر برسات کے کیڑوں کی طرح ہلاک ہو جاتے۔ مہاتما گاندھی نے بلا خوف اپنے دشمن کو اس قدر دھوکہ دیا کہ رعیت کا برسات کے کیڑوں کی طرح ہلاک ہو جانا یا قید ہو جانا ہی "قومی فتح" سمجھ لیا۔ تین سو برس کی رات دن کی محنت سے تیار ہوئی ہوئی فوج اور قوم کے مقابلے میں ایک رات کے اندر اندر بھڑکائے ہوئے بھیڑوں کے گلے کو لا کھڑا کرنا اور ایک ہنگامی اور فوری مقصد کو سامنے رکھ کر قوم سے دائمی حرکت بلکہ ہندوستان پر حکومت کرنے کی دائمی اہلیت پیدا ہونے کی توقع رکھنا پرلے درجے کی حماقت اور مخبوط پن ہے جس کو ہندوستان کا بڑے سے بڑا لیڈر آج تک نہیں سمجھا!

ہندوستان کا ایک لیڈر آج تک نہ سمجھ سکا کہ ہیرے کو ہیرا ہی کاٹتا ہے' لوہا لوہے سے ہی کاٹا جا سکتا ہے' اس لئے انگریز سے عہدہ برآ ہونے کے لئے انگریز سی طاقت حاصل کرنا ضروری ہے۔ جو طاقت سمجھ سکا کہ کسی طاقت نے آج تک اپنی فوج اعلان جنگ کے بعد نہیں بنائی' کوئی حکومت خاص مقصد سامنے رکھ کر سپاہی بھرتی نہیں کرتی' ہر حکومت اور طاقت اپنی فوج پہلے سے اور بغیر مقصد ظاہر کرنے کے تیار رکھتی ہے' وہ فوج ہر "مقصد" کے لئے جو سامنے آ جائے' تیار ہوتی ہے۔ سپاہی کو ایک خاص مقصد کے لئے تیار کرنا اور اصل چند لمحوں کے لئے ایک عارضی اور غیر مستقل' کمزور اور ناکامیاب طاقت پیدا کرنا ہے۔ جو فوج کسی ایک مقصد کے لئے جمع ہو گی' اس مقصد کے حاصل ہونے یا شکست کھانے کے بعد خود بخود بکھر جائے گی۔ سپاہی کے اخلاق کا بڑا جز توکل ہونا چاہئے' اس کو معلوم نہ ہو کہ کب لڑنا' کس سے لڑنا اور کس وقت تک لڑتے رہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کی پچھلی پچاس برس کی سب حرکتیں نامراد گئیں۔ وہ ہندوستان کو منزل مقصود تک اس لئے نہ پہنچا سکیں کہ ان کے بھرتی کئے ہوئے سپاہی کسی خاص مقصد کو پیش نظر رکھ کر بھرتی ہوئے تھے' جنگ سے چند لمحے پیشتر بھرتی کئے گئے تھے' بانظم تھے' ہنگامی اور انتقامی جذبے رکھتے تھے' صبر اور استقلال کے خوگر نہ تھے' اطاعت امیر اور اتحاد عمل کچھ نہ سمجھتے تھے۔ ایسی بھیڑ سے کیا بنتا ہے اور وہ بھیڑ دشمن کا کیا بگاڑ سکتی ہے' دشمن نے ان سب کو مسکرا کر جیل بھیج دیا اور قصہ ختم ہوا۔

خاکسار تحریک دائمی طاقت ہے

خاکسار تحریک کی ضرورت آج اس لئے ہے کہ ہندوستان کی باقی سب تحریکیں ناکامیاب ہو چکیں' سب کی "فوجیں" اور "سپاہی" بکھر چکے' ایک نہ بکھرنے والی اور صحیح معنوں میں ہر مقصد کو حل کرنے والی مستقل اور تیار فوج کی ضرورت ہے تاکہ ہر دشمن کے بالمقابل ہر وقت ڈٹی رہے۔ انگریز کے سپاہی کو معلوم نہیں کہ اسے لڑائی کے لئے بھرتی کیا گیا ہے یا جز میں سے۔ وہ ہر نوع اور ہر حالت تیار ہے اور صرف حکم

کا بندہ ہے۔ بعینہ اسی طرح خاکسار کو حکم کی نوعیت سے بحث نہیں' محض حکم سے ہے۔ جب حکم مل گیا' خاکسار کا کام صرف اس حکم پر عمل کرنا ہے۔

خاکسار تحریک پیدا نہ ہوتی' اگر پچھلی تحریکیں دردناک طور پر ہنگامی بن کر فنا نہ ہو جاتیں۔ قوم کی کامیابی کا راز ایک ایسی حرکت میں ہے جو دائمی ہو' بے غرض و بے مقصد ہو' سالہا سال کی تربیت اور عمل سے پیدا ہوئی ہوئی ہو' قانون وقت کے خلاف نہ ہو' ہر دشمن کو اس کی قوت ہر دم محسوس ہوتی رہے' ہر دشمن اس سے ہر لحظہ خوف زدہ رہے' کوئی دشمن اس کو چھیڑنے کی مجال نہ رکھتا ہو' قوم کی بڑی سے بڑی مشکل صرف اس کے موجود ہونے سے حل ہوتی جائے' حتی الوسع کسی سے نہ ٹکرائے' لیکن جس وقت کسی سے ٹکرانا ائل ہو جائے' اس کو پاش پاش کر دے۔ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی' نہیں' مسلمان کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا' نہیں' اسلام اور قرآن پر کبھی عمل نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان مذہب سمجھ کر پھر ایسی حرکت پیدا نہ کریں۔

خاکسار تحریک پچھلی تمام تحریکوں کا نچوڑ ہے

خاکسار تحریک کی پچھلی تمام تحریکوں کی غلطیوں اور غلط اندازوں کو پیش نظر رکھ کر قائم کی گئی ہے۔ پچھلی تمام تحریکوں کی خوبیاں اور اچھائیاں اس میں شامل ہیں' پچھلی سب تحریکوں کے تلخ تجربوں کو سامنے رکھا گیا ہے' پچھلی سب تحریکوں کے مقاصد اس میں داخل ہیں' لیکن یہاں ہر خاکسار کو جب پوچھا جائے گا کہ وہ کس مقصد کے لئے کھڑا ہے' وہ جواب دے گا "خدا اور رسول" کے لئے' "قوم اور جماعت کے لئے" "غلبہ اور بادشاہت کے لئے" "صلح اور امن کے لئے" "حکم پر عمل کرنے کے لئے" "اللہ کی راہ میں جان و مال دینے کے لئے" "ملک کے لئے" "بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے"۔ الغرض اس کا مقصد قوم اور ملک کی ہر گتھی کو مذہب سمجھ کر سلجھانا اور قوم اور ملک کے لئے تیار اور مطیع فوج بن کر رہنا ہے۔ ہم اس تحریک کے اندر کم از کم دس لاکھ سپاہیوں کی ایک پر امن پابند قانون "قواعدداں" "مطیع خدا اور منکسر المزاج" "بے غرض" "حکم ماننے والی" "خادم خلق" ہندو' مسلمان' سکھ' پارسی' عیسائی' اچھوت' سب پر مشتمل ایک جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں جو محبت کا عالمگیر جذبہ رکھتی ہو' جس کا منشا خدا کے وجود کا کھلا اقرار ہو' جس کا روز قیامت پر یقین ہی اس کے نیک عملوں کا باعث بنے۔ ہمارے نزدیک اس شخص سے نیکی کی توقع عبث ہے جو خدا کو نہیں مانتا' روز جزا کا قائل دل سے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاکسار تحریک میں غیر قوم کا شخص اس وقت تک شامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خدا اور روز قیامت کا کھلا اقرار مجمع میں نہ کرے۔ ایسا شخص ہی ہر نیک عمل کو مذہب سمجھ کر کر سکتا ہے اور جب مسلمان خاکسار کے دوش بدوش ہندو اور سکھ خاکسار نیک عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا'

جب ہندو نے مسلمان کو اور مسلمان نے ہندو کو اپنے خدا اور یوم آخرت کو ماننے والا بھائی تصور کر لیا اور سب کے سب نیک عمل پر متفق ہو گئے تو میری دانست میں اس ملک کا بیڑا پار ہے۔

خاکسار تحریک اور ہندو مسلم اتحاد

اب بھی مسلمان خاکساروں کی ہندو کی بے لاگ خدمت صدہا ہندوؤں کے دل اس حرکت کی طرف کھینچ رہی ہے' ہزارہا ہندو اس تحریک کے سپاہیوں سے دلی انس رکھتے ہیں' ہزارہا اس کے مظاہروں کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں راوی کے سیلاب کے موقع پر لاہور کے کئی سو مسلمان خاکساروں نے دو دن اور رات پانی میں کھڑے رہ کر آٹھ لاکھ مالیت کے مکانوں اور بنگلوں کو غرق ہونے سے بچایا جو ہندوؤں کے تھے' ہندوؤں نے ان کی خاطر تواضع کے لئے کھانے پینے کا سامان تیار کر رکھا تھا' لیکن خاکساروں نے بے اجرت خدمت کی اور ہندو اور سکھ دنگ رہ گئے۔ غیر قوموں کی خدمت کے صدہا موقعے آج تک آئے ہیں اور ان کے دل اس عمل سے اس تحریک کی طرف لگ رہے ہیں۔ کانگریس ہندو مسلم اتحاد اس لئے پیدا نہ کر سکی کہ اتحاد کے لئے عمل کی ضرورت ہے' جب تک مسلمان عملی طور پر ہندو کی مدد نہ کرے گا' مصیبت میں اس کا ہاتھ نہ بٹائے گا' ہندو کو خدا کی مخلوق نہ سمجھے گا' خدا کو رب العالمین نہ سمجھے گا' جب تک یہ نہ سمجھے گا کہ خدا کا فیض' خدا کی رحمت' خدا کا سورج' خدا کا بادل ہر قوم پر عام ہے' اس لئے اس کی خدمت کا جذبہ بھی عام ہونا چاہئے' الغرض جب تک مسلمان کا خلق وسیع اور عالمگیر نہ ہو گا وہ صحیح معنوں میں ہندو مسلم اتحاد پیدا نہ کر سکے گا' ہندوستان کی قسمت اسی وقت جاگ اٹھے گی جب یہ پیدا ہو گیا اور خاکسار تحریک کے اندر اس اتحاد کا کافی اور وافی سامان موجود ہے۔

خاکسار تحریک میں جہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان رواداری اور اتحاد پیدا کرنے کا کانگریسی نصب العین موجود ہے' وہاں اس میں کانگریس تحریک کی باقی سب خوبیاں بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف بیلچے کی سادگی پیدا کرنے والے ہتھیار میں نصف کانگریس موجود ہے' جو شخص بیلچہ اٹھا کر سپاہیانہ چلنا گوارا کرے گا' اس کو کوٹ پتلون اور نکٹائی سے کیوں سروکار رہے گا' وہ کیوں یورپ کی چمکدار چیزوں کو پسند کرے گا' کیوں ولایت کا بنا ہوا کپڑا پہنے گا۔ اس کی رگ رگ میں سادگی' اپنے وطن کی بنائی ہوئی اشیاء سے محبت' اپنے ملک کے بنائے ہوئے سوت کی قدر' مزدور سے الفت' کفایت شعاری' سادہ معاشرت' سادہ کھانا' سادہ پہننا' مکمل جسمانی صحت' بلند خیالی (Low Living and High Thinking) الغرض وہ موجود ہو گا جو کانگریس کے بلند سے بلند نصب العین میں موجود نہیں۔ اسی طرح اگر غور سے دیکھا جائے تو خلافت' ہجرت' سرخ پوش' احرار' سب تحریکوں کی بڑی سے بڑی آرزوئیں اور ارمان خاکسار تحریک کے ادنیٰ

عمل میں موجود ہیں۔ اگر یہ تحریکیں سب کی سب ناقص اور ناعمل ہونے کی وجہ سے فنا نہ ہو جاتیں تو خاکسار تحریک ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ خاکسار تحریک ہندوستان کی پچھلے پچاس برس کی ناکامیوں کا نتیجہ ہے۔ اس کی ضرورت نہ تھی اگر ہندوستان کی جمعیت پے در پے ناکامیاب نہ ہوتی! خاکسار تحریک ہر ممکن مقصد تک پہنچ کر رہے گی' کیونکہ یہ کسی خاص یا ایک غرض و مقصد کو پیش نظر رکھ کر شروع نہیں ہوئی' نیز اس لئے کہ ہر خاکسار سپاہی بے غرض اور بے مقصد ہو کر کھڑا ہے' اس کے اندر کوئی نفسانی غرض قطعاً موجود نہیں۔

تحریک کے طے شدہ مرحلے اور فتوحات

اب بھی' جبکہ اس کو چلتے ہوئے صرف چار سال گزرے ہیں' خاکسار تحریک کئی اہم مرحلوں سے گزر چکی ہے' کئی خاموش اور اہم فتوحات حاصل کر چکی ہے' امید کے خلاف فتح کی کئی منزلیں طے کر چکی ہے' ہم نے مسلمان کے دل میں کئی قرنوں کے بعد آج پھر ہتھیار رکھنے کی محبت پیدا کر دی ہے' ہم نے ہزاروں بلکہ لاکھوں کے دلوں میں سپاہیانہ زندگی کا ارمان پیدا کر دیا ہے۔ ہم صدہا سالار پیدا کر کے ان کو حکومت کرنے کا ڈھنگ سکھلا رہے ہیں' ہم نے مسلمان کے سامنے بادشاہت اور وراثت زمین کا جیتا جاگتا نصب العین پھر پیش کر دیا ہے' ہم پابندی وقت اور اطاعت امیر کا تکلیف دہ اخلاق پھر پیدا کر رہے ہیں' ہم خاکسار کو اس کے اصلی اور نبوی' مذہب پر چلا کر پھر دلوں میں تسلی اور مذہب سے الفت پیدا کر رہے ہیں' الغرض ہم خدا اور رسولؐ کے مذہب کو پھر زندہ ثابت کر کے قرآن کو سرے سے پھر ہموار کر رہے ہیں۔

خارجی فتوحات اس سے زیادہ دل خوش کن ہیں۔ پہلی کڑی منزل یہ تھی کہ حکومت اس تحریک کو سرے سے چلنے نہ دیتی' یہ منزل اب گزر چکی ہے' حتیٰ کہ صوبہ سرحد میں بھی حکومت اس پر مجبور ہو گئی ہے کہ اس کو چلنے دے۔ حکومت صرف اس وقت دخل دے سکتی ہے جب ہم کوئی شے خلاف قانون کریں اور خلاف قانون نہ ہونے کا ہم نے اپنے دل میں عہد کیا ہوا ہے۔ طاقت اور نظام پیدا کرنا صرف انگریز کا حق نہیں۔ ہر قوم کا حق ہے۔ انگریز اس اصول کو بخوشی پسند کرتا ہے اس لئے انگریز ہمارے منظم ہونے پر ناخوش نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ہم اس منزل سے گزر چکے ہیں۔ دوسری منزل مسلمان کے ہاتھ میں کئی قرنوں کے بعد پھر ہتھیار دینے کی تھی۔ سکھوں نے پنجاب میں کرپان کو بڑی جانی اور مالی قربانیوں کے بعد لیا' کئی سال جدوجہد میں لگے رہے' کئی لڑائیاں حکومت سے لڑیں۔ میں نے صرف اپنی ملازمت قربان کر دی' بیلچہ مسلمانوں کو خود مل گیا۔ بیلچہ کرپان اور تلوار سے بدرجہا اچھا ہے اور اس میں وہ تری روحانیت اور خدا پرستی موجود ہے جو اور کسی اوزار میں نہیں۔ تیسری منزل غافل اور سست مسلمان کو' جو اس سے پہلے تنکا دوہرا کرنے کا عزم نہ

رکھتا تھا' ایک نہایت مشکل اور تکلیف دہ تحریک سے آشنا کرنے کی تھی۔ الحمدللہ کہ یہ منزل بھی گزر چکی ہے۔ مسلمان اب غفلت اور سستی کے نقصانات کو سمجھ رہا ہے۔ تحریک کے فائدہ مند ہونے کا قائل ہے' خدا سے اس میں شامل ہونے کی "توفیق" مانگتا ہے' خاکساروں کے مظاہروں کو دیکھ کر سبحان اللہ اور جزاک اللہ کہہ دیتا ہے' دوسروں کو شوق سے کہتا ہے کہ یہ تحریک ضرور کسی نہ کسی دن رنگ لا کر رہے گی' خود شامل ہوتا ہے' دوسروں کو شامل ہونے کی ترغیب دیتا ہے۔ الغرض یہ مرحلہ خوبی سے طے ہو رہا ہے۔ آئے دن ادارہ علیہ میں نئے شہروں اور قصبوں میں حرکت شروع ہونے کی اطلاعیں آتی ہیں۔ چوتھی منزل جس کے بغیر خاکسار تحریک کامیابی کی کسی منزل تک نہ پہنچ سکتی تھی' ہندوؤں اور برادران وطن کو اس تحریک کے متعلق مطمئن کرنا تھا' ہمیں اس بات کا اطمینان دلانا ضروری تھا کہ خاکساروں کی تحریک فرقہ وارانہ تحریک نہیں' نہ اس سے مقصود ہندوؤں کے خلاف چلنا ہے' نہ ہندوؤں کی مخالفت کرنا اس کے پروگرام میں داخل ہے۔ تحریک کے ابتداء میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے کندھوں پر بیلچے دیکھ کر گمان کیا تھا کہ یہ ان کو مارنے کے واسطے لئے گئے ہیں۔ ایک مشہور مہاسبھائی اخبار نے بھی تحریک کو "حکومت اور ہندوؤں کے خلاف خفیہ سازش" کا نام دے کر خطرناک کہا اور حکومت کی توجہ اس طرف دلائی۔ ایک قصبے کے ہندوؤں نے ۱۹۳۸ء میں دستخط کر کے حکومت کی بارگاہ میں محضر نامہ پیش کیا اور کہا کہ "عنایت اللہ خان المشرقی کے مکان پر آج کل ہزار چھوٹوں (یعنی بیلچوں) کے کئی چھکڑے پہنچے ہیں۔ بیلچے اٹھانے والے مسلمان قصبے کی گلیوں میں اس زور اور دھماکے سے مارچ کرتے ہیں کہ ہم فدویان میں سے ایک کی استری کا حمل گر گیا ہے' ہم اس تحریک کے متحمل نہیں ہو سکتے' اس کو بند کر دیا جائے' وغیرہ وغیرہ" لیکن خاکساروں کی خاکساری اور خدمت خلق کو دیکھ کر رفتہ رفتہ ہندو خاموش ہو گئے اور اب ہماری طرف نہ صرف محبت کی بھری ہوئی چتون بلکہ صاف ہو رہی ہے' یہ منزل بڑی کٹھن تھی جو طے ہو چکی ہے اور امید نہیں کہ ہندو کسی منزل پر پہنچ کر ہم کو شبہ سے دیکھیں' وہ تحریک کو کھلے الفاظ میں پسند کرتے ہیں' خاکسار تحریک میں شوق سے اکا دکا شامل ہوتے ہیں' بلکہ ایک سے زیادہ شہروں میں قریباً اسی وضع قطع پر ان کے شام کے وقت باپابند قواعد کرنے کے متعلق سننے میں آیا ہے۔ ہندو اگرچہ فطرتاً سپاہی نہیں' تاجر اور بقال ہے' لیکن نقال ضرور ہے۔ وہ مسلمان کو سپاہی دیکھ کر سپاہی بننا چاہتا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ ہندو قوم کسی بڑے پیمانے پر خاکسار تحریک بطور خود جاری نہیں کر سکتی۔ لیکن چونکہ ہمارا ان کا (اگر تعلقات کی بری سے بری تصویر بھی پیش کی جائے) دو سو کوس کا ساتھ ہے اور دونوں خاندہ سے کچھ راضی بھی نہیں' اس لئے خاندہ سے بہتر سلوک کی امید بھی ہو سکتی ہے کہ ہندو خاکسار تحریک میں کثرت سے شامل ہو جائیں۔ خاکسار تحریک کا سلوک ان سے کانگریس کے سلوک سے بدرجہا بہتر رہے گا۔

چنگل کی ایک اہم منزل جس سے خاکسار تحریک اب گزر رہی ہے' بلکہ گزر چکی ہے' مسلمانوں کے بیکار ملاؤں' پیشوایان سوء' خود ساختہ رہنماؤں اور اپنے زعم میں بلند نشینوں یا کم ظرف محرروں کی "تنگ دل انہ" مخالفت ہے۔ ملاؤں کی مثال اسلام میں امرتسر کی منڈی کے بزازوں کی ہے کہ جب بازار گرم ہے ہر بزاز دوسرے کے گاہکوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اس سے کتے بلی کا بیر رکھتا ہے لیکن جب تمام منڈی پر کوئی مصیبت آئے تو یہ لوگ آپس میں مل بیٹھتے ہیں اور بڑے خلوص سے پنچائتیں کرتے ہیں۔ خاکسار تحریک سے' بہ زعم خود' ملا اور سب غرض مند لوگوں کی دکانیں خطرے میں ہیں۔ اس لئے یہ ملا جو آج تک کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بات پر متفق نہیں ہوئے اور جن کا شیوہ ایک دوسرے سے الگ رہ کر اپنی دکان چلانا اور ہر دوسری دکان کو برا کہنا ہے' آج سب اس طرح متفق نظر آتے ہیں کہ دین اسلام پر گویا ان کا کوئی جھگڑا ہی نہ تھا۔ ان کے ساتھ دوسرے غرض مند لوگوں نے اس طرح قارورہ ملایا ہے کہ گویا اب مل جانے بھائی بھائی تھے۔ ایک غرض مند رہنما سے ایک سن چلے بہار نے کچھ مدت ہوئی' پوچھا "بھائی! تم تو ان ملاؤں کے پکے دشمن تھے' تم آج خاکساروں کے خلاف کیوں ان کو ساتھ لگائے بیٹھے ہو۔" جواب ملا۔ "ہم ان کے دشمن ہیں اور دشمن رہیں گے' لیکن اب خاکسار تحریک کے خلاف ان کو پیش کر کے ان کا فل بنا رہے ہیں۔" الغرض چوروں کی یہ ملی جنگ اپنا تمام ایڑی چوٹی کا زور لگا کر تھک چکی ہے اور تحریک کا بال بیکا تک نہیں کر سکی۔ ہماری کامل اور مکمل خاموشی نے ان کے چھکے چھڑا دیئے ہیں'

آخری شکست فاش مل چکی ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ یہ لوگ ہار کر خاموش ہو جائیں۔ خاکسار تحریک کا سلوک مخالفت کے باوجود ان سے نہایت فیاضانہ رہے گا۔ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہماری کسی کلمہ گو سے دشمنی نہیں!

انگریزوں کے ہندوستان پر قبضہ کرنے کی مختصر اور عبرت انگیز تاریخ یہاں پر لکھ دی جاتی ہے کہ لوگ اس قوم کے عبرت انگیز عروج و استقلال سے جو انہوں نے اصلاح سو برس میں ظاہر کیا عبرت حاصل کریں اور اپنے ارادوں کو مضبوط کر کے قوم کو پھر تاریخی عروج کی منزل تک پہنچا سکیں۔ ۱۶۰۰ء میں ملکہ الزبتھ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہندوستان میں تجارت کرنے کا پروانہ عطا کیا۔ آٹھ سال بعد انگریزوں نے اپنی پہلی کوٹھی سورت کے مقام پر تجارت کرنے کے بہانے سے قائم کی۔ ۱۶۴۰ء میں مدراس میں انگریزی کوٹھی قائم ہوئی۔ [illegible]

پندرھواں باب

تحریک کے متعلق عوام کے شکوک کے جوابات

پچیس سوالوں کے مختصر جواب

خاکسار تحریک کے متعلق یہ "قول فیصل" "اس وقت تک صحیح معنوں میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتا جب تک کہ عوام الناس کے شکوک کا مختصر جواب' یا بدنیت لوگوں کے اعتراضوں کا دو حرف رد یک جا نہ کر دیا جائے۔ دشمن اور حاسد کو کوئی جواب مطمئن نہیں کر سکتا' اس لئے اس کو ہمارا براہ راست جواب خاموشی ہے۔ بایں ہمہ بعض لوگ ضمیر فروش دشمن کے غلط پروپیگنڈا کے بعد بھی جواب کی امید رکھتے ہیں اور نمائش پسند لوگ اس پروپیگنڈا کا علانیہ رد عمل چاہتے ہیں۔ اس لئے صرف خاموش رہنا کافی نہیں ہے۔ میں بالعموم حاسد اور بدبین کے بالمقابل خاموشی کو بڑا موثر ہتھیار سمجھتا ہوں۔ اس سے دشمن بڑا کھسیانا اور زچ ہو جاتا ہے' اسی غم میں گھلتا رہتا ہے کہ اس کو جواب کا اہل نہیں سمجھا گیا۔ لیکن خاکسار تحریک کے حاسد خوش قسمتی سے صرف کم علم اور بے علم لوگ واقع ہوئے ہیں اور ان سے دوچار ہونا تحریک کے وقار کے خلاف ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود قرآن میں نبی کریم اور اسلام کے خلاف رکیک اعتراضات کے رد بلکہ شکوک کے مختصر جواب موجود ہیں' کہیں **ماعلمنہ الشعر** کہہ کر رسول خدا کے شاعر ہونے سے انکار کیا ہے' کہیں **قالوا ساحر او مجنون** کہہ کر اور الزام کو دہرا کر اس کا خاکہ اڑایا ہے۔ قرآن حکیم کے اس طرز عمل کو پیش نظر رکھ کر میں بھی جواب دیتا ہوں:

۱۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں نبی یا مہدی بننا چاہتا ہوں۔" (جواب) میں نہ مہدی ہوں' نہ آگے چل کر ہوں گا' نہ بننے کی خواہش رکھتا ہوں۔

۲۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں مہدی کے آنے کا قائل نہیں۔" (جواب) مہدی علیہ السلام جب آئیں بسم اللہ' لیکن ان کے انتظار میں بیٹھے رہنا اور عمل نہ کرنا گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔

۳۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل ہوں۔" (جواب) میں نے اپنی کسی تصنیف میں حیات مسیح یا وفات مسیح پر بحث نہیں کی۔ تذکرہ کے دیباچے میں صرف ایک تاریخی لوح پر تبصرہ کیا ہے جس کو مصری حکومت نے صحیح کہا تھا اور اس نئے انکشاف کی رو سے قرآن حکیم کو سچا ثابت کرنا میرا فرض ہو گیا تھا۔

۴۔ مجھ پر سوال ہے کہ "میرے عقائد کیا ہیں۔" (جواب) میرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ایک اور لاشریک

ہے' محمد (صلعم) آخری نبی ہیں' روز قیامت برحق ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان (یعنی کلمہ شہادت' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ) پر عمل صحیح ہے۔ اس کے ماسوا جس "عقیدے" پر تمام دنیا کے سوادی اپنا اتفاق ثابت کر دیں' وہی "عقیدہ" میرا ہے۔

۵۔ مجھ پر الزام ہے کہ "میں اچھرہ کے گاؤں کو (جہاں میں چار برس سے رہا ہوں) معاذ اللہ مکہ معظمہ سے بہتر سمجھتا ہوں" (جواب) میں اچھرہ کی زمین کو نہایت ناپاک سمجھتا ہوں کیونکہ اس میں نہایت بداعمال لوگ رہتے ہیں جن کی ظاہری صورت نہایت دین دار ہے۔ اچھرہ کو برا کہنے کی وجہ سے ایک اچھرہ والے نے مجھ پر عدالت میں مقدمہ چلایا تھا۔

۶۔ مجھ پر الزام ہے کہ "تذکرہ میں برے عقیدوں کا اظہار کیا گیا ہے۔" (جواب) تذکرہ میں کسی عقیدے کی تعلیم کے متعلق ایک لفظ موجود نہیں' نہ وہ عقائد کی کتاب ہے' نہ اس میں خاکسار تحریک کی تشریح ہے' نہ کم علم کو چاہئے کہ وہ اسے پڑھے' وہ اس کو کچھ نہ سمجھ سکے گا اور کم علمی کے باعث اس کا غلط مطلب لے گا۔

۷۔ مجھ پر سوال ہے کہ "سیالکوٹ اور امرتسر کے بعض پمفلٹوں میں تذکرہ" اور "اشارات" سے عبارتیں نقل کر کے آپ پر حملے کئے گئے ہیں' لاہور کا ایک اخبار آپ کے خلاف لکھتا رہا' وہ برابر لکھ رہا ہے' آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔" (جواب) میں نے یہ پمفلٹ اور اخبار نہیں پڑھے۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ عبارتیں نقل کرنے میں بددیانتی کی گئی ہے اور نیت صاف نہیں' اس لئے جواب خاموشی ہے۔

۸۔ مجھ پر سوال ہے کہ "خاکسار تحریک کا مقصد کیا ہے؟" (جواب) مقصد قوم کا اتحاد' تنظیم' پھر قوت' پھر غلبہ اور عروج جیسا کہ قرون اولیٰ میں تھا۔

۹۔ مجھ پر الزام ہے کہ "میں انگریز کو عاجزانہ سلام کرتا ہوں" (جواب) غلط ہے۔

۱۰۔ مجھ پر سوال ہے کہ "جب تحریک میں چندہ نہیں تو خرچ کہاں سے آتا ہے؟" (جواب) ہر شخص اپنا خرچ کرتا ہے۔

۱۱۔ سوال ہے "جب آپ چندہ نہیں لیتے تو آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟" (جواب) میں اپنا کھاتا ہوں بلکہ کئی اوروں کو کھلا سکتا ہوں' میں ایک آسودہ حال اور بلند خاندان سے ہوں' بھیک منگا نہیں ہوں' میرے آباؤ اجداد مغل اور سکھ سلطنتوں میں اعلیٰ عہدوں پر رہے ہیں' اس لئے کئی پشت سے آسودہ ہوں۔

۱۲۔ مجھ پر سوال ہے کہ "دوسرے لیڈروں کو کیوں اپنے ساتھ نہیں ملاتے؟" (جواب) جو لیڈر آنا چاہتے' بسم

اللہ میں کئی دعوتیں دے چکا ہوں۔

۱۳۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "میں مولویوں کے خلاف ہوں" (جواب) میں ان تمام لوگوں کے خلاف ہوں جو مسلمانوں میں کمزوری اور تفرقہ پیدا کرتے ہیں' خواہ وہ "مولوی" ہی ہوں۔ عمدہ مولویوں کا میں سچا دوست ہوں۔

۱۴۔ مجھ پر سوال یہ ہے کہ "آپ تقریریں کیوں نہیں کرتے؟" (جواب) تقریر سے صرف گفتگو پیدا ہوتی ہے' عمل پیدا نہیں ہوتا۔

۱۵۔ مجھ پر سوال ہے کہ "آپ اسلام کے کون سے فرقے میں سے ہیں؟" (جواب) قرآن میں لکھا ہے کہ فرقہ بند لوگ مشرک ہیں اور ان کو کبھی بخشش نہ ہوگی' اس لئے میں کسی فرقہ سے نہیں' صرف مسلمان ہوں۔

۱۶۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ "میں حکومت سے کسی بڑے عہدے کا خواہاں تو نہیں؟" (جواب) نہیں۔

۱۷۔ لوگ پوچھتے ہیں "کیا آپ بیت المال بنائیں گے اور کب؟" (جواب) ہاں' جب ضرورت ہوگی' بیت المال کا ابھی اعلان نہیں کیا لیکن لوگ اس مجوزہ بیت المال میں روپیہ بھیجتے رہتے ہیں' وہ جمع ہو جاتا ہے۔ "کیا اس بیت المال میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں؟" (جواب) نہیں' بیت المال کا روپیہ صرف بڑے کاموں میں صرف ہوگا۔

۱۸۔ مجھ پر سوال ہے "کیا آپ اس تحریک کی رہنمائی ہمیشہ خود کریں گے؟" (جواب) ہاں' جب تک کوئی دوسرا شخص اس کو بہتر طور پر چلانے کا ذمہ نہ لے۔

۱۹۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "آپ کی تحریر میں سختی کیوں ہے؟" (جواب) پیغمبر اسلام کو خدا نے کہا تھا کہ مخالفوں سے سخت ہو جاؤ۔ قرآن اپنے مخالفوں کے حق میں سخت ہے' اس لئے میں بھی ہوں۔ آج کل کے مسلمان قرآن پر عمل کرنے سے انکار کرتے ہیں' اس لئے ان کو سختی سے بیدار کرتا ہوں۔ جراح سے مریض چیختا ہے۔

۲۰۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "خاکسار تحریک مسلمانوں کو سیاست سے روکتی ہے۔" (جواب) خاکسار تحریک میں مسلمانوں کے سامنے قرون اولیٰ کا مذہب پیش کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب تک ہمارے اس مذہب میں حکومت مداخلت نہیں کرتی' خاکسار قانون وقت کا پابند رہے۔ مسلمان کو اس کا مذہب کافی ہے' اس کا مذہب ہی سب سے بڑی سیاست ہے۔

۲۱۔ مجھ پر اعتراض ہے کہ "الاصلاح" میں ایسے مضامین چھپتے ہیں جو دوسرے فرقے کے مسلمانوں پر

ناگوار گزرتے ہیں۔" (جواب) خاکسار تحریک کا مذہب مسلمان فرقوں کو متحد العمل کرنا ہے۔ اس لئے "الاصلاح" میں ہر فرقے کے مسلمان کے متعلق مضامین چھپیں گے تاکہ ہر دوسرے فرقے کی متعلق بات کو مسلمان کم از کم تحمل اور رواداری سے سنیں اور باایں ہمہ اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جمے رہیں۔ جب تک ہم دوسرے فرقے کی بات آرام سے سننے کے لئے تیار نہیں' اتحاد عمل پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مضمون ناگوار ہے' اس کا مفصل رد لکھا جائے' "الاصلاح" میں چھپتا رہا ہے اور آئندہ چھپے گا۔ "الاصلاح" کسی فرقہ وارانہ مضمون کی رعایت نہیں کرتا۔ مسلمان کو اختیار ہے کہ اس مضمون میں سے جو اچھی شے ہے' لے لے' جو نہیں' سختی سے رد کر دے۔

۲۲۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ "آپ کی آئندہ تجویز و تدبیر کیا ہوگی؟" (جواب) خاکسار تحریک میں مسلمان جس شے کو حاصل کرنے کے قابل یقینی طور پر ہوں گے' حاصل کی جائے گی۔ میں پیشگوئی کرنے کے قابل نہیں اور اینٹ چونا گارا جمع کرنے سے پہلے مکان کا نقشہ نہیں بنا سکتا۔ پہلے دیکھوں گا کہ مصالحہ کس قدر موجود ہے؟

۲۳۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ "ختم نبوت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟" (جواب) میں رسول خدا صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہیں' جو مانتا ہے' میرے نزدیک منکر اسلام ہے۔

۲۴۔ میرے متعلق کہا گیا ہے کہ "میں آگے چل کر نبوت کا دعویٰ کروں گا۔" (جواب) جو لوگ یہ پیش گوئی کرتے ہیں اور یہ غیب جانتے ہیں وہ خود نبوت بلکہ (معاذ اللہ) خدا ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

۲۵۔ مجھ پر بدگمانی ہے کہ میں "آئندہ چل کر مسلمانوں کے عقائد بدل دوں گا" (جواب) مجھے کسی مسلمان کے عقیدے سے کسی وقت بحث نہ ہوگی' وہ جو عقیدے چاہیں' رکھیں لیکن عمل مل کر کریں۔ خاکسار تحریک صرف اتحاد عمل کے لئے ہے' اتحاد عقائد کے لئے نہیں۔

یہ اعتراضات ہیں' جن کے متعلق مجھے اطلاع ملی ہے' شاید کوئی اور اعتراض بھی ہوں' ان کو خدا پر چھوڑتا ہوں۔

۸ نومبر ۱۹۳۵ء
مطابق ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۵۴ھ

عنایت اللہ خان المشرقی

خاکسار تحریک کے چودہ نکات

ادارہ علیہ ہندیہ کا اعلان

1- ہم خاکسار نسل انسانی کے تمام فرقوں، ذاتوں، جماعتوں اور مذہبی جتھوں کو اپنے نیک اور صحیح رستہ عمل سے یکجا کر کے [illegible] ایک مساوی، غیر متعصبانہ، روادارانہ مگر غالب نظام پیدا کرنے کے درپے ہیں جس میں سب اقوام سے حسن سلوک اور ان کی جائز بہبودی و ترقی کی خاطر نیکی، سعی، عمل اور بے پناہ اصل رہے۔

2- قرآن اول یا قرآن عربی کا عملی اسلام ہی صحیح اسلام ہے۔ خاکسار سپاہی رسول خدا کے طریق عمل کے سوا کسی شے کو دین اسلام تسلیم نہیں کرتا۔

3- موجودہ [illegible] کا اسلام غلط ہے۔ خاکسار سپاہی اس غلط مذہب کو صفحہ زمین سے مٹانے اور اس کی جگہ سچا اسلام جاری کرنے کے لئے اٹھا ہے۔

4- [illegible] خاکسار سپاہی اس کی جگہ [illegible]

5- خاکسار سپاہی مسلمانوں کے کسی فرقہ کے عقیدہ کو نہیں چھیڑتا [illegible] ہر مسلمان کا ذاتی حق سمجھتا ہے [illegible]

6- خاکسار سپاہی قرآن حکیم یا حدیث شریف کے [illegible] ہر مسلمان کا ذاتی حق سمجھتا ہے [illegible]

7- خاکسار سپاہی ہر قوم [illegible] اور اس طرز عمل کو ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے ایک ہزار سال تک قائم رہنے کا راز سمجھتا ہے۔

8- خاکسار سپاہی ہر قوم کو اس کے جائز شہری حقوق دلانا اور ان کے [illegible] کی حفاظت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ خاکسار سپاہی [illegible] کی موت ہے۔

9- خاکسار سپاہی [illegible] اپنے نیک عمل کے ذریعے سے قوم [illegible] اور سپاہی بننا ہے۔

10- خاکسار سپاہی [illegible] ہندوستان میں صرف ایک بیت المال [illegible] قائم کرنا چاہتا ہے [illegible]

11- خاکسار سپاہی [illegible] صرف اپنا ہر قوم اور [illegible] سے نیک سلوک اور صاف معاملات سے غالب ہونا چاہتا ہے [illegible]

12- خاکسار سپاہی قوم کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے ہر خاکسار کی تجارت کو بڑھانا اپنا فرض سمجھتا ہے [illegible]

13- مسلمان خاکسار کی تعریف [illegible] ایک سال میں ——— روپیہ کے حساب سے ادارہ علیہ ہندیہ کے بیت المال میں [illegible] اس کا مسلمان ہونا مشکوک ہے۔

14- ہم خاکسار [illegible] قوم کو نقصان پہنچانے والے یا قوم سے ناجائز فائدہ اٹھانے والے [illegible] ہندوستان کی مختلف اقوام یا مسلمانوں کے مختلف فرقوں یا جماعتوں یا گروہوں میں [illegible] اتفاق قربانی کریں گے۔

ذخیرہ کتب:- محمد احمد ترازی

خاکسار کے چوبیس (۲۴) اصول

(علامہ مشرقی کی زبان سے)

۱۔ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہو۔

۲۔ سب ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھے۔

۳۔ مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرے۔

۴۔ اپنے مقرر کردہ سالار کے حکم کو خواہ وہ کتنا ہی تکلیف دہ ہو، بلا تامل و حجت مانے۔

۵۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت اپنا مال و جان حتی کہ فرزند و زن قربان کرنے کی طاقت پیدا کرے۔

۶۔ پابندیٔ وقت کرے۔

۷۔ خدا کے سوا کسی طاقت سے خوف نہ کھائے۔

۸۔ روئے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی غلبہ پیش نظر ہو۔

۹۔ روحانی جذبات کو پیدا کرے، شیطانی اور نفسانی جذبات کو کچل دے۔

۱۰۔ خدمت خلق کرے اور اس خدمت کی اجرت نہ لے۔

۱۱۔ نماز قائم کرے اور باقی ارکان اسلام پر مضبوطی سے جما رہے۔

۱۲۔ قطار میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کی اونچ نیچ مٹا برابر کرے۔

۱۳۔ فوج کی طرح مارچ اور سپاہیانہ قواعد کرے۔

۱۴۔ تمام غفلتوں اور سستیوں کو دور کرے۔

۱۵۔ نبی کی سنت سمجھ کر بیلچہ کا اوزار اپنے پاس رکھے۔

۱۶۔ خاکی وردی پہنے اور اس پر "اخوت" یعنی بھائی چارہ کا سرخ نشان لگائے۔

۱۷۔ آپس میں جب ملے فوجی سلام کرے۔

۱۸۔ حتی الوسع خاکسار سے سودا لے۔

۱۹۔ مسلمانوں سے مذہبی عقیدوں کے متعلق بحث نہ کرے۔

۲۰۔ مسلمانوں سے سیاسی عقیدوں کے متعلق بحث نہ کرے۔

۲۱۔ ہر مسلمان کو ایک لڑی میں پروئے جانے کی ہر موقع پر تبلیغ کرتا رہے۔

۲۲۔ خاموشی اختیار کرے۔

۲۳۔ سننے اور کرنے والا ہو، کہنے اور نہ کرنے والا نہ بنے۔

۲۴۔ ہر مسلمان کو خاکساروں کے مرکزی اجتماع میں عملی طور پر شامل ہونے کے لئے تیار کرتا رہے۔